

20 STORIES

پہرہ دریا کی کہترین کہانیوں کا انتخاب  
ماہنامہ ڈائجسٹ  
کراچی

شہزاد  
2023



خوفناک سیریز کی دو کتابیں ہر ماہ شائع ہوں گی

## خوفناک سیریز

جو کہ پڑھنے والوں پر کچھ طاری کر دیں گی  
جسم و جاں کو خوف کے شکنجے میں جکڑ لیں گی  
اپنی نوعیت کی دل دہلائی خوف کے گرداب میں غوطہ زن،  
خوفناک بھوتچکاں اپنی مثال آپ کہانیاں  
ڈرڈا بجست کے مشہور و معروف رائٹروں کی دہشت ناک اور تھراپکٹیک کہانیاں  
جسے پڑھنے والے اچھے میں پڑ جائیں گے اور تھراپکٹیکس گے۔

ایجنٹ حضرات اپنا آرڈر بک کرانے  
کے لئے ادارے سے رابطہ کریں

رابطہ نمبر:

021-32744391  
0345-2177326

### ڈریپل کیشنز

نورانی آرکیڈ نیوارد بازار کراچی



## گیسٹو فُل

میں رہنے کی جگہ اور برائیوں کیلئے

## گیسٹو فُل لو سب ہضم ہوا!



Qandil Natural Health | www.qandil.com | www.qandilhealthshop.com

Watermarkly

پیشانی، الیٰ خذہ کما ینزل کتاب

ماہنامہ  
ڈائجسٹ  
کری

جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 7 اپریل 2023ء

ای میل ایڈریس: Dardigest01@gmail.com

نیک ایڈیٹر خالد علی

نائب ایڈیٹر آصف حسن

ایڈیٹر شام علی

سب ایڈیٹر محمد یحییٰ

مشاورت: حمید بخش  
0335-2496635

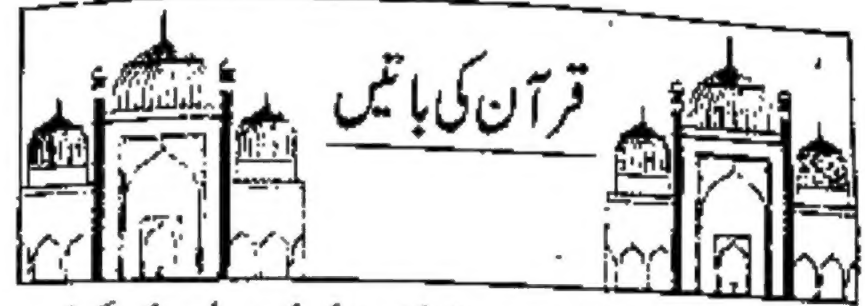
قیمت: 150/- روپے

سالانہ قیمت  
2400/- روپے



ادارہ کریکری کے قریب سے ملحقہ رہا ہے۔ ادارہ جس میں چھ ماہ نامہ لکھا اور  
ملحقہ رہا ہے۔ ادارہ جس میں چھ ماہ نامہ لکھا اور

تمام اشتہارات نیک نیکی کی بنیاد پر شائع کئے جاتے ہیں۔ ادارہ اس سلسلے میں کسی بھی طرح کے سہولت ہوگا۔



## قرآن کی باتیں

- ☆ ان کے دل میں سے زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو ظاہر میں بھی پاک اور باطن میں بھی پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں وہ نے خیر کرنا کہ تمہاری دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور اللہ بخیر و صلاح جانے والا ہے کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا اور صدقات و خیرات لیتا ہے اور ہے نیک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورہ توبہ 9 آیت 103 سے 104)
- ☆ اور ان کے دونوں سراں یعنی حج اور شام کے اوقات میں اور رات کی چند پکیل مسانعات میں نماز پڑھا کرو۔ چنانچہ نہیں کہ کیا یہ لوگ ان کو دور کر دیتی ہیں۔ جو ان کے لئے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں۔ (سورہ صافات 11 آیت 14)
- ☆ مومن! جب بیچے کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد یعنی نماز کے لئے جلدی کرو اور خرچ و فروخت ترک کر دو۔ اگر کچھ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے مگر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔ (سورہ صافات 9 آیت 9 سے 10)
- ☆ جس روز صوم پڑھنا جائے گا اور ہم تمہارا روز کو اکٹھا کریں گے اور ان کی آنکھیں علیٰ غلی بھریں گی۔ (سورہ صافات 20 آیت 102)
- ☆ اور جو لوگ اللہ سے عہد واثق کر کے اس کو ٹوڑ ڈالنے اور جن رشتوں کے جوڑے رکھتے کا اللہ نے تم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے اور ملک میں فساد کرتے ہیں انہوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔ (سورہ صافات 13 آیت 25)
- ☆ لوگو! اپنے دہب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم اس کے عذاب سے بچو۔ (سورہ بقرہ 2 آیت 21)
- ☆ اور اپنے دہب کی عبادت کئے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت کا وقت آجائے۔ (سورہ بقرہ 15 آیت 99)
- ☆ اور جو نیک کام تم کر گئے وہ اللہ کو معلوم ہو جائے گا اور زور اور ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر فائدہ زور اور راہ کا پر بہتر گائی ہے اور اسے اہل حق سمجھ سے آگے رہو۔ (سورہ بقرہ 2 آیت 269)

Watermarkly





[illegible]

والصالحين فسطحيه سلطان گوهر ہے۔ السلام علیکم اذہم قراہتہ بزرگوار دکن شہابی آپ پر اجیر واپہ و دشمنانہ  
 قریبت سے تکرار کے اور محبت و شہرت کی گنتی تعلیم کثرت سے آپ کو لایا بل کہے اور اپنے آپ پر طبعیت سے ہوں کہ آپ آج  
 فاحشت کے گمراہ ہے، اس سے موجودہ نجس کی طبعی قی طرف جب داخل کے زور حکم سے ہر گز ایسا ہی کی صورت الفاظ کا ترجمہ اور  
 فاحشت سے مستفاد ہر چیز کو گناہ کے نام سے کہہ کر ہی کوئی قی پیش پیش نہیں آتی بلکہ ترجمہ کے لئے کئے جتے

[illegible][illegible][illegible][illegible]













## بلیک مہیا

شیرازستان سداق آباد

کننگ کوبرا کے بعد دنیا کا سب سے خطرناک مہیا، بلیک مہیا، جس کا کھانا ملتا ہی نہیں بلکہ نہ ملتا۔ بلیک مہیا کی تلاش میں سمندر میں وہ ان کی آمد گاہ تک جا پہنچے۔ کیا وہ انہیں زندہ پکڑنے میں کامیاب ہو گئے؟ چلتے اس گورنہ خیز کھلتی میں جو آپ کے ہوش لڑائے گی۔

خطرناک سانچوں کے چکر سے گئے مہلات پرانی دماغ پر بحث ملاری کرتی کہانی

مہیا اس جگہ میں ہے سانچ گھرنے  
سوجھ بوجھ کوبرا کے پورے کا پورے لہر کا خطرناک  
جانب بلیک مہیا کا جوڑا اچانک کی بیماری کی وجہ سے  
مر گیا۔ تفریح کی غرض سے آئے مائے لوگ زیادہ تر ای  
پر تھیں میں جا پہنچے کرتے تھے تاکہ اس خطرناک سانچ  
گورنہ مہلات میں خود اپنی فکر رہے کچھ نہیں "۔  
روزانہ لوگوں کا دھڑ رہنے کی وجہ سے انتظامیہ  
مٹی طور پر کافی کامیاب حاصل ہو رہا تھا۔ لیکن شوکی قسمت  
کی مہیا نے بلیک مہیا کا ایک بڑا جوڑا بھی افریقہ کے  
جنگلات سے بھاری قیمت دے کر منگوا لیا تھا۔ دو کسی  
بیماری کی وجہ سے ایک رات مردہ حالت میں پایا گیا۔ حتیٰ  
کہ اس جوڑے کا خیال چڑا گھر میں موجود دیگر اہل  
ہالوں کی سب سے زیادہ دکھانا تھا۔ دن بھر میں لوگوں  
کا دھڑ رہنے کی وجہ سے اس کے خدمت گار سانچ گھر  
کے باہر ہی موجود رہتے تھے ویسے بھی تمام سانچ گھسے  
کے مضبوط ٹیکسٹس میں بند تھے اس لئے ان کے باہر نکلے  
کا تو کوئی خدشہ نہیں تھا اس لئے خدمت گار باہر ہی رہ کر  
آئے جانے والوں کو دیکھتے رہتے تھے۔ ان کی غورناک  
بلیک مہیا کی انہیں گرم مردہ مہیا سے بچاؤ ان کی  
دماغی پریشانی تھی۔ "۔

لیکن مہلات کے وقت وہ ایک راتوں کا کر اپنے  
گورنوں میں پلے جاتے تھے اس لئے جب دوسری رات  
انہیں نے اس جوڑے کو اپنے کیمپ میں مردہ حالت  
میں پایا تو ان کے انہوں کے طرے اڑ گئے۔ کیونکہ اس  
جوڑے کی جو قیمت تھی وہ تو خود کو کچ کر بھی چڑا گھر کی  
انتظامیہ کو نہیں دے پاتے۔ لیکن جب وہ انہیں غورناک  
دیکھ کر مہیا کے کیمپ کی منتالی کرنے کی غرض سے اس  
طرف گئے تو انہیں مرے ہوئے پایا۔ انہوں نے غوری  
طور پر ایک بیکٹریا مشین سے کچھ نمیر ہلرہاں بان کو مٹایا کر دیا  
ان کی اطلاع جیسے انتظامیہ پر برقی بین کر گئی اور وہ  
گاڑیوں کے جھانسنے والی ہی سانچ گھر کی جانب  
دوڑتے پلے آئے۔ ان سب کے چروں پر ہوائیں اڑ  
رہی تھیں "۔

جانتے سانچ کسی بیماری کی وجہ سے ہی مرے  
تھے لیکن یہ بھی تو ان کی ذہنی اور دیکھ بھال میں شامل تھا  
کہ ان کی صحت کا بھی خیال رکھنا چاہیے تھا۔ شاید انہیں  
اندرونی اندر کوئی بیماری لگ چکی تھی جو بدلتی تھیں اور  
طوائف نہ ہونے کی بناء پر انہیں صحت کی صورت میں نکل  
گئی "۔

پھر انہیں اچانک ایک خیال آیا کہ سانچ گھر





تو بلاشبہ اس کے دل سے غما خوئی کی بجائے  
حیرت و شگفتہ و تعجب و حیرت و غما خوئی کی دوستی  
سے ذرا فرق نہیں پڑتا تھا۔ بعد میں دو بچی ایک آواز آئی کہ  
کی لڑکی جو کہیں گے گورنر کا بھائی ہے اس کے دل کی آہ  
میں ہوں یہ بات حیرت ہوئی رشتہ کن  
"پھر تم نے آج کا کڑا پیچھا" اسے  
تو بلاشبہ کی خوشی آواز نہ کی۔

”ہاں، مجھے سنا ہے کہ آپ ایک اور سنگ  
 اور شہزاد کو بھی پتہ ہے کہ ان عسکری اڈوں میں کون کون  
 کس کس جگہ تھپانوں نے کی آواز سنائی دے گی۔ اسلئے آپ  
 نے جہاز سے اسے جواب دیا۔“

تو لہاں کی عزت پر اندھری آواز مٹا دی۔  
اس کا لیے شہر اڑنے والا تھا۔ شاید وہ بولی ہی دلی بھی  
جہاں مگر کی استقامت کی ہی اڑی اور پھٹا۔ ۱۱

”اچھا دوست چھوڑ دو یا تمہی اس پر تکاؤ پھر  
کیا خیال ہے چلیں قسمت آزمائی کے لئے غلی  
المرحہ“

”کیا مطلب...؟“ یعنی اب بلاشبہ میں ڈر رہا ہوں کہ اگر وہ مجھے دیکھ لے گا تو مجھے مار دے گا۔

مسند پارے اگلے ہوئے اور پھر اچھٹے میں  
جواب دیا۔ اے شاہی اس کی بات بدلی گئی تھی اس لئے  
اس کے چہرے پر ناگواری کے بیڑم نمودار ہوئے تھے۔  
"بھئی دوست ایسی بات نہیں ہے۔ میرے  
ذہن میں تو ایک فیصلہ یا حکم ایک ہی ہو رہا ہے جس کے پاس  
کچھ اور کرنے کے لئے تو ہے نہیں اس لئے میں نے فیصلے  
سوائے موت کے انتظام کے کو دیکھا کام ہے۔ مگر اس  
لئے کیوں نہ ایک ایسے دیکھ کی تلاش میں ہم دوبارہ اپنی  
جہان کی راہیں جو کہیں اور کا معلوم موت کا فرشتہ  
نہیں آکر ہم دونوں کی گردنیں دوڑاتے ہیں۔ اس سے پہلے  
تک ازم پہلے پھرے تو رہیں گے اور حریف ہونا میل نہیں  
ہو جائے گا۔ اگر وہ سائینوں کا جھنڈا ہاتھ لگ گیا تو  
وہ بے شمارے ورنہ محوم پھر کر اچھٹے آجائیں گے اور  
اگر زخمی نہ ساتھ دیا تو ٹھیک ورنہ شاہی وہیں  
چلے جائیں گی یہیں سرکھپ جائیں گے۔" تو راجا  
کی ہنسی ہوئی اور اس نے کہا۔

”سیرے پار دیکھو کڑی ہاتھ نے فیروں  
 دلی بات دوست جب میں تمہیں لے کر ہا ہا ہا  
 تو کھیر ہے تھراوا مارا خرچ بھی میرے اُسے ہی  
 ہوگا۔ میں لے کر تم بیویوں کی فکرت نہ کرو اور میرے ساتھ  
 چلنے کی تیاری کرو۔“ تو خدائش نے جواب کہا۔  
 ”ابھی۔۔۔ اگر یہ بات ہے تو پھر اٹھ اٹھا گیا

چاہے وہ انھیں جیسے تمہاری یہ آفر کوئی ہے ۔  
 اسٹنڈ یار نے اس کی بارہوی خوش دلی سے جواب دیا  
 کیونکہ وہاں تھا کہ تو تلاش بہت سودورنگی بھر کر رہا  
 تھا کیونکہ اس کے دو بیٹے بہت اچھے پڑاوس بن گئے اور  
 اسے ہر بار ایک معقول رقم بھی دیتے تھے اس لئے اس  
 نے شاید اپنی کوئی بچت کر رکھی تھی جس کے بل بوتے پر  
 اس نے اسے اتنی بڑی آفر دے کر دینی کا بھرم کر رکھا  
 تھا۔ اسٹنڈ یار کے دل سے اس کے لئے دعا میاں نکل  
 رہی تھی کہ اس قدر فتنے نے اس خود غرض دنیا سب اسے  
 ان کی سچا اور نکاح دوستہ دل تھا اور جوانی سے لے کر ابھی  
 تک اس کی روحنی زندگی میں کبھی اس کا نام نہ  
 مل تھا تھا۔ ... ۱۱

☆ ☆ ☆  
 بلکہ مہاراجہ کو رانے کے بعد دنیا کا سب سے لمبا  
 اور خطرناک سفر مانا جاتا ہے۔ اس کی دلاور میں  
 کلومیٹر کی گنتوں کے حساب سے ہوتی ہے جس کا قاعدہ  
 ان کو یہ اپنے سفر کو بڑی آسانی سے موت کی نیند  
 سلا دیتا ہے۔ اس کی خاص نشانی یہ ہوتی ہے کہ جسمانی  
 طور پر تو اس کی روگت سلیپ ٹرائس کے تحت کے اعداد کا حصہ  
 نہایت زیادہ ہوتا ہے لیکن جب اسے اسے بلکہ مہاراجہ جاتا  
 ہے۔ اس کی کہانی عموماً ساتھ تا وقت تک کہتی ہے اس  
 کے ساتھ کسی بھی قسم کی چیز خالی بہت جگہ چڑھتی ہے  
 کیونکہ اس کی حرکت پر یہ بہت غصیلہ ہو جاتا ہے۔ وہ عام  
 حالات میں یہ اپنی موت میں مست رہتا ہے۔ ۱۱

1 April 2023

سناٹپ کے لئے کی جوتے مرنے دلوں کی تہہ پہرہ  
 زیادہ ٹھہر گئی ہے۔ اگر اسے ملا جھجھ کیا جائے تو یہ  
 اسیچہ وطن کو ایک سے دس بار اکٹھے ہی اسی لیتا ہے۔  
 اس کا نہ ہر اس قدر خطرناک ہے کہ اس کا ایک ہی گرام ہی  
 اسیچے پھلے انسان کو پلے پھر میں موت کی نیند سلا دیتا ہے۔  
 جبکہ کسی بھی ممکنہ خطے سے بچاؤ پر یہ اسلحہ دشمن کے جسم  
 میں تھریا جا دوسری گرام تک کا نہ ہر داخل کرتا ہے۔ اس  
 کے ڈٹے ہی انسان یا کسی بھی جانور کی آنکھوں کے  
 آگے کھدم اندھیرا بچھا جاتا ہے۔ اس کا نہ ہر انسان کے  
 دل اور اعصابی نظام کو کوس نہیں کرے کہ وہ کھدیتا ہے اسی  
 لئے اسے دنیا کے خطرناک ترین مائنڈ میں دوسرے  
 نمبر پر گردانا جاتا ہے۔

۴۰۔ ہوش بھی بچ کر سب سے پہلے میں  
 ہی ہرگز قتل کر دی گا۔ مجھے ہوں گناہ ہے کہ جب ہمارے  
 جو ایئر فوجی کیا گیا تو اس کی وجہ سے مجھے کچھ لڑائی  
 ہو گئی ہے جس کی وجہ سے میرے تمام جسم پر عجیب طرح  
 کی کھلی ٹھوس زخمی ہے۔۔۔۔۔  
 اس کی وجہ سے جانتے ہیں کہ میرے حوالے سے فوجی نکل  
 گئی۔ ابھی۔۔۔۔۔ جلاہاں ایئر فوجی کی وجہ سے مجھے تو  
 کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔۔۔“

اب یہ تاکڑاں میٹھ کے لئے کب نکلتا ہے؟ کیسے  
جتنا ہم فضول میں بیٹھ رہیں گے اتنا ہی زیادہ خرچہ

انہا نے کہا کہ میں نے جس شخص کے لئے تم یہی  
 پہنچے ہیں اب سے پہلے اسے ہی انعام دیا جا چکا ہے۔  
 میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ جس کی اب  
 دیکھیں کل جیٹا محمد۔

میں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

انہی خوش گیسوں میں ہمیں اس وقت پہ چلا جب  
 تیسری ہلکی کے پار تک جس جا کہ ان کے علاوہ نامہ کی  
 میں سے وہاں سامنے لے کے لئے پار تھ گیا تھا۔ پھر  
 ہم دونوں بھی اس کے پیچھے لڑکی کے پاس تان کر کھڑے  
 ہو گئے اور سوتے ہوا سارا سالانہ چھوڑ کر پیسے لئے  
 اور ہمیں سلام کر کے وہاں چلا گیا۔ !!

☆ ☆ ☆  
 پہلی اپریل کی کے ہار کا سالانہ  
 جا کر کاغذ پر کمرے انہیں ہارے پہلے سے جب کہ  
 مجھے کمرے منتقل ہارے تھے ہار ہارے پہنچے تھا کہ  
 لاڈلی کا روٹھی کے بعد لٹ کے اور بے ہم صحبت  
 ہارا سالانہ بھی ہوئی کے کمرہ نمبر ایک سو پانچ میں  
 پہچاؤ لگایا تھا۔ ہار کو ایک انجینئر دے کر رخصت کیا  
 ہار ہار حرام سے ڈھل بیڑہ درج ہو گئے۔ ہم نے  
 اگلے ایک سی کر کہا کہ کر لیا تھا۔ اس سے ہمیں کہ  
 چھ مئی کا مجھے جے ہار کھنے رہے سے ات چیت  
 گئے میں بھی آسانی رہتی۔ کچھ کھنے آرام کرنے کے  
 بعد شام کو فریج سے ہر کی لابی میں کچھ کر رہا  
 ہوں اور کمرے سے دروازہ نہ ہار چلا کر ہم

## توضیحات

☆ کھانے کے بعد اپنی بیچیر کھانے کے لیے ہو۔  
☆ زہن کے تحلیل کی بات کرنے سے تحکات ہوتے  
جاتے ہیں۔

☆ جاز کا لئے دقت کموں چاہت ہو آئیں گے۔

۱۱۔ سب سے پہلے پتہ چلے گا کہ یہ کون سا ملک ہے۔  
۱۲۔ کوئی کھانا کھانے سے روکنا نہیں چاہئے۔

پتہ گرم دورہ کا شہد زائل کر دینے سے وہابی تہذیب

۵۔ اسی کے لئے کہنے کے لئے اس کا کیا کر۔  
۶۔ کہہ کر، چلے اس کی کہہ کر۔

۱۰۰۰ سے چاروی زندگی آپ کا بیروہ چمکا رہا ہے۔  
۱۱۰۰ وزیر شہد کی کر چاہئے کے کمانی فتح ہو جاتی ہے۔

Der Dienst

سطر پر آنے سے پہلے میں دلوں نے یہاں  
 رنج کے لئے جو دن مقرر کئے تھے، وہ تقریباً چھ دن  
 تھے جن میں انہوں نے یہاں وہ گراں سانپوں کے  
 حصول کے لئے کوشش کرتی تھی اور اگر اس دور میں وہ  
 ناکام رہتے تو پھر انہوں نے حرج وہاں رنج کے  
 جانے والی کاروائی اختیار کرنا تھا۔ اب ظاہر ہے وہ  
 حرج وہاں وہیں رہ کر فصول میں پہے طالع نہیں کرنا  
 چاہتے تھے۔ اس لئے یہ فیصلہ انہوں نے دعا کی سے قبل  
 ہی بند کر دیا تھا۔ اس سے پہلے وہ اس جنگل میں  
 ایک بار چکے تھے اس لئے کہ ان حد تک تو انہیں یہاں  
 کے ماحول سے آشنائی تھی لیکن یہاں عرصہ پہلے کی بات  
 تھی اور اس دور میں اب اس جنگل میں حرج کیا تہذیبی  
 آگئی تھی اس سے وہ بے خبر تھے۔ یہ دیکھتا تھا کہ جس  
 مدت وہ پہلے پہنچے تھے اس مدت بھی یہاں مہاکا  
 طاقتور موجود تھا لیکن چونکہ اس مدت میں دلوں کا فوکل  
 صرف تین دنوں کا شمار تھا اس لئے شاید وہ اس طریقہ  
 توجہ نہ دے پائے تھے لیکن یہ بے چارہ وہ محسوس طور پر  
 مہاکا کے تلاش میں آئے تھے یہاں پہنچے تھے اس لئے اب  
 انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ صرف اور صرف مہاکا  
 تلاش ہی کر چکے اور نہ اس کو تھامیں گے..... !!

[illegible]





نے حمل نہیں کیا تھا لیکن وہ پہلی طرف پر جس کو کر کے  
 رہے تھے۔ چلے چلے آئیں تقریباً ایک سو  
 ہو چکے تھے اور بھر دور سے ہی انکی ایک ہوتا سا پہلا  
 دکھائی دیا جو دھلک کے اندر سے جو دھلکے کچھ سے باہر تھا  
 کہ وہیں کے اندر یہ پہاڑ بڑھ کر کھڑا تھا۔

صرف ایک ہی پہاڑ وہیں موجود تھا اور بھر دور  
 اور تک درختوں کا سلسلہ شروع ہوا دکھائی دے  
 رہا تھا۔

یہ پہاڑ کیا ہے؟ ہملا اس پہاڑ کی  
 موجودگی کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ اس کی حیران کن  
 لیکن قدرت کی کارستانی کے آگے انسان ہٹا کر  
 کر سکتا ہے۔ وہ دونوں مسلسل یہی سوچتے ہی پہاڑ کی  
 جانب بڑھتے جا رہے تھے۔ چند منوں میں وہیں پہنچے

چکے تھے اور پھر انکی اس پہاڑ کے دائیں جانب ایک  
 ٹکڑی زمین دکھائی دی۔ جو زمین سے جو پر آسمان تک  
 جانے کی بجائے پہاڑ کے درمیان تک پہنچ کر رک گئی  
 تھی۔ اس کی تمام چھ طرف قدرت نے اس پہاڑ کو صوبوں

میں تقسیم کرنے کے لیے کسی خیال کے تحت وہیں روک دیا  
 اور پہاڑ کو دو حصوں میں بٹنے سے روک لیا۔ لیکن ان  
 دونوں کو ابھی طرح معلوم تھا کہ یہی پہاڑ انکی اس کی  
 منزل تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس لیے وہ

اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہاں کے قریب پہنچ کر  
 وہ دونوں ایک سر پہنچے تھے کہ وہ اپنے بھرے بیگوں کو  
 اس میں سے کچھ کھانسی کے کچھ ایک خیال کے تحت  
 انہوں نے جلدی جلدی اپنے ایک بیک بیک کرنا شروع

کر دیے اور ان میں سے نکلنے والا سامان ایک ایک  
 کر کے اس دھار کے اندر لے جا کر رکھے گئے۔ وہاں  
 سے گزرنے کے بعد ان کی جانب چمکانی کھڑا تھی  
 اس لیے سارا سامان اٹھ بچھانے کے بعد انہوں نے

دوبارہ اسے اپنے اپنے بیک میں بھر لیا اور وہیں سے چلے  
 آئے اس دھار سے دوسری جانب نکل گئے۔ دوسری  
 جانب وہاں کے بجائے ایک وہاں تھا جہاں سے وہ اپنے  
 کسی تحیف کے گزر گئے۔ دوسری جانب ہوا بھر ایک  
 اور جنگلی جس میں کئی جگہ میدان بھی دکھائی دے

رہے تھے۔ یہاں جو درخت دکھائی دے رہے تھے وہ  
 زیادہ تر بھلے دور تھے۔ انہوں نے بھوک محسوس کر کے  
 ہی ان درختوں سے مختلف قسم کے پھل توڑ کر کھائے اور  
 کچھ لپٹے بیگوں میں بھر لئے تھے تاکہ ضرورت کے  
 وقت انکی مدد دیا دکھایا جاسکے۔

چند میانی حصوں کو پار کرتے ہی انکی سامنے  
 ایک اور پہاڑ درختوں کا سلسلہ دکھائی دیا جن میں زیادہ تر  
 درختوں کا رنگ زردی لال تھا ان کے پتوں کو دیکھ کر

ہوں ان تھا جیسے سانپ کے بچوں شاخوں سے لٹک رہے  
 ہوں۔ بڑے عجیب طرح کے درخت تھے جو اس سے  
 پہلے بھی انہوں نے نہیں دیکھے تھے۔ ان درختوں کو  
 دیکھتے ہی وہ دونوں ہوشیار ہو گئے کیونکہ وہ اس علاقے

کے نزدیک پہنچ چکے تھے جس کے متعلق اس بزرگ  
 حکمرانی نے انکی خبردار کیا تھا۔ اس لیے وہ بے احتیاطی  
 اور چوتھے ہو کر آئے تھے۔ اب تو انکی ہر پہلی

پہلی محسوس ہو رہی تھا جیسے لپٹا کھنکھن سے بے شمار مہا  
 سانپ لہراتے ہوئے آئیں گے اور ان پر حملہ کر دیں  
 گے۔ سچ کہتے ہیں کہ جب انسان کو کسی آفت کا پتہ نہیں

چلا وہ مطمئن رہتا ہے اگر پہلے سے ہی اسے کسی آفت کا  
 پتہ چلا جائے تو اس کا کھانا چا اور لیکن آسام سانپ غارت  
 ہو جاتا ہے۔ چونکہ انکی پہلے سے ہی اس علاقے کے

مختلف خبردار کر دیا گیا تھا اس لیے وہ اپنی حکمرانی کے  
 کے قربات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس پر توجہ سے عمل  
 کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ گو کہ ان

کے پاس اپنی حفاظت کے لیے بندوبست اور دیوار بھی  
 موجود تھے لیکن جہاں ان محنت دینا کے خوفناک اور تیر  
 ترین سانپوں کے جھنڈ موجود ہوں وہیں بھلا وہ بندوبست

اور چند گولیوں کے ڈبے کے حق رکھتے ہیں؟

بہر حال تیر ہوتی جا رہی تھی۔ اگر ان سانپوں کے بھاٹے  
 میں چند تیرہ دے ہوتے تو شاید صورتحال اس سے  
 مختلف ہوتی کیونکہ وہ اپنی حکمرانی کا نصف میں بے شمار  
 تیرہ ہوں کا ذکر کر چکے تھے۔

سورج کی روشنی درختوں کے اندر سے چھن  
 چھن کر پہلے زمین پر آ رہی تھی اور اس روشنی میں ان  
 درختوں پر چڑھنے والے دیکھنے سے بے شمار مہا سانپ دور سے ہی

دکھائی دے رہے تھے۔ کچھ زمین دور اور کچھ کا علاقہ  
 ہوا کا سامان ان سانپوں کی وجہ سے ڈھکا ہوا تھا۔ وہ  
 لوگوں اپنی آنکھیں چاڑھ ان سانپوں کو چوں دیکھ

لے تے تھے جیسے تیرہوں نے دنیا کا آفریں ہو جا کر کھ لیا ہو؟  
 ایک نظر میں تو میں تک رہا تھا جیسے قیامت قائم ہونے  
 والی ہو اور دنیا کے تمام مہا سانپوں کو اس جگہ اکٹھا کر کے

ان کا حساب کتاب لینے کا وقت آ گیا ہو۔

انہوں نے ساری زندگی جنگلات میں گزار دی  
 تھی لیکن ابھی بھی انکی زیادہ تعداد میں مہا سانپوں کو ایک  
 جگہ اکٹھا دیکھا تھا۔ گو کہ ان کے پاس سانپوں کو کچھ کھانسی

دیا جاتا ہے جانے کے لیے کچھ مخصوص سامان بھی  
 موجود تھا لیکن اس کے اور جو انکی ان سے خوف محسوس  
 ہوا تھا۔ لیکن ظاہر ہے جب وہ اتنی محنت اور سرمایہ خرچ

کر کے اس علاقے تک پہنچے تھے تو وہیں انکی خلی  
 کھ جائے تو یہی ہی لگتا تھا۔

کچھ دیر تک وہیں کھڑے کھڑے اس طرف  
 دیکھتے رہے گئے بعد انہوں نے فیصلہ کیا آج اس

مختلف انہیں پہلے ہی اندازہ ہو چکا تھا اس لیے وہ کوئی  
 بھی ریسک نہیں لیا تھا۔ کچھ سڑی کر انہوں نے  
 وہیں سے جیت اور ایک صاف میدان میں ایک ٹھکانہ

کود کچھ کر غیر صاف کر دیا تھا۔ وہ سامان کا علاقہ  
 کافی دور دکھائی دے رہا تھا اور انکی ہر باطنیں تھا کہ ان  
 میں سے کوئی بھی سانپ وہیں پہنچنے کی غلطی نہیں کرے

گا۔ دینے بھی جس طرح وہ اپنے جھنڈ میں خوش تھے اس  
 سے یہی لگتا تھا کہ وہاں سے کسی صورت بھی نہیں  
 ہٹا جاتا ہے۔ اور انکی سامنے ہی کوئی نہ کوئی مہا سانپ

ضرور دکھائی دے گا۔ ۲۔ حالانکہ اسے بھر انہیں دوسری  
 اقسام کے بے شمار سانپ دکھائی دے چکے تھے جنہیں  
 پچھلے سے بغیر وہ غلطی سے اپنی منزل کی جانب بڑھتے

رہے تھے۔

کچھ سامان کے غیر لگا کر اور اس کے باہر بہت  
 سی گھڑیاں چلا کر وہ بڑے اطمینان سے غیر میں بڑے  
 خزانے لے رہے تھے۔ پہلے تو انہوں نے سو جا کر ایک

سو جانے کا اور دوسرا اور دو گنا لیکن مگر یہ خیال آنے  
 ہی انہوں نے اپنا اور بدل لیا کہ یہاں کوئی نہ بھی  
 جانور کے آئے کا نہ شہ ہو سکا ہے کیونکہ جس پہاڑ میں

موجود تھا اسے وہ گزر کر اس تک پہنچے تھے اس سے تو یہی  
 لگ رہا تھا کہ اگر انکی اس جگہ تک پہنچنے کے لیے یہ خاص  
 مہا سانپوں کے علاقے میں آئے کہ ان کے لیے یہ خاص

راستہ بنایا ہوا تو شاید وہ ساری عمر بھی جنگل میں بھٹکتے  
 رہے اور اس راستہ کو تلاش نہ کر پاتے۔



[illegible]

Dar Digest **28** April 2023

آبادی تھی۔ وہ بڑے علاقہ انداز میں قدم اٹھاتے اسی  
جھڑ کے نزدیک پہنچ کر ٹھہر گئے۔ انہیں اپنے اپنے  
قریب دیکھ کر ساہنوں میں کھلی جگہ کی اور وہ بڑی تیزی  
سے ان کی جانب لپکے ۱۱

وہ ٹہراتے ہوئے بڑی تیزی سے چن کی طرف  
قے گئے یہ دیکھ کر چن دونوں نے کئی چھلانگیں لگاتے  
ہوئے خود کو ان کے اچانک حملے سے بچا اور تیزی سے  
اس جانب دوڑنے لگے جس طرف چھو ساپ موجود  
تھے۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چاہے اب جان ہی  
کیوں نہ مل جائے لیکن وہ امن میں سے ساہنوں کا ایک  
جورہ لازمی پکڑ کر ہی واپس جاسکیں گے۔ ۱۲

۱۲ ... ۱۱

ساہنوں نے جب ہوا تک انہیں اپنے اسلحہ  
نزدیک دیکھا تو ان میں ایک کھلی جگہ کی اور بھاگنے لگا  
جیسے دنیا میں موجود چن کے کسی سرورہ ساپ نے انہیں  
ان پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا ہو۔ بے شمار ساپ فٹتے  
ہوئے جڑی تیزی سے ان کی جانب بڑھتے گئے چن کی  
رفتہ بہ وہ تیزی۔ چن نے اس سے پہلے کہ وہ ان تک  
پہنچے وہ دونوں کئی چھلانگیں لگاتے بہت دیر عمل  
کئے۔ ۱۱

شکار دار اور توہم باشت نے دوسری جانب جب چند  
پھل کولہراتے دیکھا تو یہود جب سے وہ تین پٹانے  
کال کرنا جس کی مدد سے جلا کر ان کی طرف پھینک  
دے اور دوسری بار اگر جہاں جڑ کر انہیں اپنی طرف پھینکتے  
ساہنوں کی طرف پھینک دیں۔ انہوں نے پرے جانے کو خوا  
ہشیکس کے ہوا تھا کہ اس نے یہود کو ایک دکان اور فروشی  
کرنا کا جذبہ اور زہادوں میں خودی تھا کہ اس کی رو  
سے یہود ساہنوں میں پھل کی ٹہنی اور وہ جڑی تیزی سے  
اور دوپٹے پھانکے کی جانب بھاگنے لگے۔ اگر تینوں  
کو دھوکا دینے کی بھرپور دہاں سے وہ اپنے شو ساپ  
لگا دیے تھے اور دوسری جانب جہاں انہوں نے  
نے پھینکے تھے وہاں بھی وہ چار ساپ ہی موجود تھے  
اس سے پہلے کہ وہ وہیں پہنچتے انہوں نے جلدی سے

29 April 2023

**Dar Ölgent** **29** April 2023





پھر ڈھکن لگا دیا۔ !!

”ٹھیک ہے۔“ معاذہ کے مطابق انتظامیہ کی طرف سے تحن کروڑ انعام کا کہا گیا تھا لیکن اس میں شرط یہی رکھی گئی تھی کہ ان سانپوں کا جوڑا چاہیے لیکن چونکہ اس وقت دونوں نہ ہیں تو اس کے لئے انتظامیہ کی طرف سے انعام کی رقم ڈیڑھ کروڑ دی جائے گی۔“ ڈائریکٹر نے یوں جلدی سے بات کہہ کر ایسی سانس لی جیسے اگر ایک منٹ کی بھی دیر ہو جاتی تو انہیں تحن کروڑ ہی دینے پڑتے۔ !!

انہیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا اس لئے یہی سوچ کر کہ چلو کچھ دن کا ایڈجسٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے آنے جانے کا خرچہ نکال کر بھی انہیں اچھا خاصہ فائدہ مل رہا تھا اس لئے انہوں نے بھی فوری حامی بحری کہ انہیں یہ انعام قبول ہے۔ ان کی یہ بات سن کر ڈائریکٹر نے سر ہلاتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے ساتھ کھڑے ایک منیجر ٹائپ شخص کو آہستہ سے کچھ کہا اور اس نے اثبات میں اپنا سر ہلایا اور قزلباش اور شہر یار سے ان کے بینک اکاؤنٹ نمبر طلب کئے۔ تاکہ اس رقم کو ان کے اکاؤنٹس میں منتقل کیا جاسکے۔ پھر کچھ اور ضروری کارروائی کے بعد وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر شہر یار کے فلیٹ پر پہنچ گئے اور حسب وعدہ چند روز کے بعد ان دونوں کے اکاؤنٹس میں ڈیڑھ کروڑ کی آدمی آدمی رقم منتقل کر دی گئی تھی۔ جوانی کا سفر طے کرتے کرتے وہ دونوں جس مقام پر پہنچ چکے تھے وہاں سے اس طرح کے کام کے لئے نکلنے کا وہ مرکز بھی نہیں سوچ سکتے تھے لیکن قدرت نے شاید ان کا بڑھا پامریہ اچھا گزارنے کے لئے ان سانپوں کو ذریعہ بنا دیا تھا۔ اور اب بھی وہ دونوں اکثر فون پر یہی بات کرتے ہیں کہ کیا کبھی سوڈی اور وحشی جانور بھی کسی انسان کی قسمت بدل سکتے ہیں اور اس کے جواب میں وہ دونوں یہی کہتے ہیں کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

باہر انہ رانے سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اور اس وقت بھی انہوں نے خصوصی درخواست پر اسے فوری یہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا جس کے نتیجے میں وہ اس وقت وہاں موجود تھا۔ یہ اور بات تھی کہ وہ اپنی ہر رائے کا بھاری معاوضہ لیتا تھا اور ان لوگوں کو مجبوراً اسے پیسے دینے پڑتے تھے۔ اس وقت بھی اسے ان سانپوں کی پہچان کے لئے بلایا گیا تھا کہ وہ یہ دیکھ کر متائے کہ آیا یہ واقعی اصل بلیک مہابی ہیں یا کوئی اور نسل ہے؟ دوسرا کیا واقعی یہ دونوں سانپ مادہ اور نر ہیں؟ ان سب کے لئے ہی اسے بھاری معاوضہ سے کر یہاں بلایا گیا تھا۔ !!

قریب پہنچ کر اس نے سب کو سلام کیا اور انہیں میٹنگ روم کی دیواروں کے ساتھ جا کر کھڑا ہونے کے لئے کہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کی کسی بیوقوفی کی وجہ سے وہ خطرناک سانپ کسی کو نقصان پہنچا دیں۔ اس کی بات سنتے ہی سب اپنی اپنی کرسی سے اٹھ کر میٹنگ روم کی چار دیواریوں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے دور بیٹھے ہیں اس بوڑھے نے رسی کھولی اور ہاتھ میں پکڑی دو بلی اسٹیکوں میں سے ایک کی مدد سے اس کا ڈھکن الٹ دیا۔ ڈھکن اوپر اٹھتے ہی جیسے ہی سانپ باہر نکلنے کے لئے نکلے تو اس بوڑھے نے فوراً دونوں اسٹیکوں کی مدد سے ان کے سروں کو قابو کر لیا۔ جتنی دیر میں سانپ باہر نکل کر قیامت ڈھاتے انہیں فوری قابو کر لیا گیا تھا۔ بوڑھا ہاتھ میں دونوں اسٹیکوں کو تھا سے کھڑا تھا اور بڑے غور سے ان میں لٹکتے سانپوں کے جسموں کو دیکھ رہا تھا اور پھر جیسے ہی اس نے یہ اعلان کیا کہ دونوں سانپ نر ہیں تو شہر یار اور قزلباش بھی چونک کر اسی کی طرف دیکھنے لگے۔ اس بات کا تو انہوں نے خیال ہی نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے اندھا دھند وہ سانپوں کو پکڑ کر اس چاری میں قید کر دیا تھا۔ !!

اس بوڑھے کی طرف سے یہ اعلان سنتے ہی انہوں نے اسے ہدایات دیں کہ دوبارہ ان سانپوں کو اس پٹاری میں بند کر کے ڈھکن لگا دیا جائے۔ یہ سنتے ہی بوڑھے نے ان سانپوں کو دوبارہ پٹاری میں بند کر دیا اور





## خوف کے سائے

کوئل یا سین۔ کوسہ

دیکھتے دیکھتے ایک سے دو کھوپڑیاں ہو گئیں اور آہستہ آہستہ  
یہ تعداد سیکڑوں میں ہو کر میرب کے اوپر گردش کرنے لگیں  
کھوپڑیاں پگھل پگھل کر میرب کو جلا رہیں تھیں..... آپس میں  
شکرا کر وہ پاش پاش ہوتی جا رہیں تھیں۔

دل و دماغ پر دہشت و اہیت طاری کرتی ہوئی..... خونچکاں..... بھونچکاں کہانی

کوئل کھدی تھی۔  
میرب کو اس کی آنکھیں اپنے وجود کے آدے پار  
ہو تیں محسوس ہو تیں۔ میرب نے منہ جلدی اپنی گود میں  
چھپالیا۔ بڑھی عورت کا خوفناک قہقہہ بلند ہوا جس سے  
میرب مزید رگتی۔

چھ بہنوں میں میرب کا تیسرا نمبر تھا بڑی دو بہنوں  
کی شادی ہو چکی تھی باقی بہنوں میں سال سال کا فرق تھا  
میرب سولہ سال کی تھی چھ بیٹیوں کی بچہ سے میرب کی ماں  
بیٹیوں کی جلد شادی کی خواہش تھی۔ میرب کا رشتہ میرب کی  
ماں کے رشتے داروں کے بھی اوروں کے رشتے داروں سے آیا

میرب تھیں دیکھتے تمہاری ساس آئی ہے  
سولہ سال کی میرب چھوٹی۔ بہن کی بات سن کر کمرے میں  
کھڑی چار پائی کے پیچھے چھپ گئی۔ پانچ دس منٹ بعد ماں  
ایک چھوٹی قد کی عورت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں۔  
گلابی سوٹ میں ملیں میرب چار پائی کے پیچھے صاف نظر  
آ رہی تھی۔

ای عورت کو لے کے چار پائی کے پاس آ گئیں  
میرب میرب! یہاں کیا کر رہی ہو میرب نے نظریں اٹھا کر  
دیکھا تو خوف سے کا پیچے لگی ایک چھوٹی قد کی ننلی آنکھوں  
والی سفید رنگت والی بڑھی عورت بچا تک انداز سے میرب





آپ تک اہل حق و ایم عرب کو اپنے مروجہ  
لے جائیں۔ میں اپنے مروجہ سے قطع کر کے عرب

کے ہاتھ میں نہیں تھے مہرب آپ انہی پر ماضی میں  
مکر خوں سے لکھا ہوا نہیں ہے جسے چھوڑ گئے وہ  
خاموش رہے کہ کرے جس دھڑکی بجانب رکے کہے کہ  
طرف بھاگی قرآن پاک کہے سے ٹھیک کر کھڑی ہو گئی  
عداوت ہر قسم کی آواز کے ساتھ زمین لاس رہا تھا سامنے  
ایک ایک سمت مابین ریاح سے دل چپا مہرب کی

ہمسرا چنوں بجتی نہ رہیں چلائی روانہ ہوگئی۔ ابھی  
خفاں رہی باقیاتما سرسے گولی گزردی تھی کہ دھاک  
محبوبہ کو گولی لے چار پائی کے پیچھے گھسٹ لیا۔ خفا نے  
محبوب کا ہاتھ سٹپوں سے قہرام لیا۔ خفا کے سرسے پاس  
اک ہوش تھی جس سے انہیں نے چہرہ پائی کی سست مینا

بی بی شرمسہ جو کہ کھینچی وہاں تو ایسے مت ہل  
میرے لیے میں کوئی شے ہے مگر کیا تو میرا ماننا



تھی اب وہ ان سب کا سامنا کیلئے کرنے لگی تھی۔

بختیاں نے میرب کے شوہر کو بلا کر سمجھایا کہ وہ میرب کو یہاں سے لے جائے اور اپنے پاس بہ کئے جس پر میرب کا شوہر راضی ہو گیا۔

میرب کی نئے علاقے میں ایک نیکی فلک بن گئی جو عمر میں میرب جتنی تھی میرب اس کے گھر اور وہ میرب کے گھر آنے جانے لگی میرب کے ساتھ انہوں نے واقعات معمول بن چکے تھے مگر چار قل کی وجہ سے یہ جنت وغیرہ میرب پر پہلے کی طرح حاوی نہیں ہو پا رہے تھے۔ ایک دن میرب مجاڑہ لگانے کے بعد کمرے میں پوچھا کہ میرب تھی کہ جہاں جہاں وہ گیا کپڑا مارتی وہاں سے خون نمودار ہونے لگا میرب نے تجس میں آدھے کمرے میں پوچھا مارتا اسی دوران فلک اپنی امی کے ساتھ آگئی اور یہ سحر دیکھ کر فلک کی چیخ نکلی میرب اٹھ کر ان کے ساتھ باہر آگئی اور پہلی بار شادی سے اب تک ہونے والے تمام واقعات فلک کی امی کو بتا دیئے۔

فلک کی امی نے کہا میں تمہاری مدد کرنے کی ہر میرب کو اپنے ساتھ ایک عالم دین کے پاس لے گئیں جنہوں نے کچھ امانت سے کئے اور میرب کو کچھ پرہیز بتائے جیسے بڑا گوشت نہ کھانا کسی جنازے میں ناجائز قبرستان نہ جانا وغیرہ۔

میرب کے ساتھ وہ انہوں نے ہوتا بھی بند ہو گئیں اسی دوران میرب کے ابو کا انتقال ہو گیا میرب سب کچھ بھول کے باپ کے جنازے پر چلی گئی میرب جنازے کے پاس پہنچی رو رہی تھی اسے محسوس ہوا جیسے اس کے دائیں کندھے پر کوئی بڑی سی کڑی چڑھی ہے اس نے ایک ہاتھ کندھے پر مارا مگر بے سود وہ دن اور آج کا دن ہے کچھ سال بیت چکے ہیں میرب کے کندھے پر ایک کڑی ہے جو اسے اندر ہی اندر کر دیتے ہوئے بائیں کندھے کی جانب گامزن ہے خدا جانے جب وہ کڑی اپنا سر پہ کرے گی تو میرب کے ساتھ کیا ہوگا؟

ان سالیوں سے ہوگا جن کا میں کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مگر ایک راستہ ہے کہ یہ سائے اسے چھو نہیں سکیں گے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اس کے لئے اسے تلو کے خون سے مردہ جانور کے چمڑے پر لکھا تعویذ گلے میں ڈالنا ہوگا۔

بابا پرہیز گار اور نمازی بندے تھے جلال میں آگئے سیدہ بی بی پہلے تو تم نے ایسے حرام کے کام شروع کیوں کئے تمہارے باپ نے تمہیں ان سب کی اجازت تو نہیں دی تھی؟

بابا غریب سب کر رہی ہے تم تو جانتے ہو ابابا کو بلڈ کیسے ہے ہر وقت خون کی بوتلیں لگتی ہیں کہاں سے لاتی آتا پیسا؟ بابا نے سیدہ کے بتائے حل کو مسترد کرتے ہوئے ناصرہ کو گھن طعن کرتے گھر واپس آ گئے۔

کوئی تو حل نکالنا تھا بابا نے نماز ظہر ادا کی چار قل کاغذ پر لکھ کر میرب کو گلے میں پہنے کو کہا میرب نے گلے میں تعویذ چمکن لیا دن ڈھلا تو رات کے خوفناک سائے پھر سے رنگ دکھانے لگے اب کی بار رات کے قہقہے کمرے کے باہر لی کی مسلسل رونے کی آواز آرہی تھی۔ آواز بڑھتے بڑھتے آوازوں میں تبدیل ہوگئی کوئی ہزاروں بلیاں دہرا رہے کے باہر بیٹھ کر رو رہی تھیں اندر بابا بختیاں اور میرب پاک کلام کا ورد کرتے رہے بیویوں کی آوازیں لڑائیوں سے قتل ختم ہوئیں۔

میرب کی ساس میرب کی جگہ اپنی بھانجی لانا چاہتی تھی اس نے سیدہ بی بی کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے مجبور کیا کہ وہ میرب پر کالے عظم سے جنت کے سائے لائے جن کو دیکھ کر میرب چیخے چلائے اور سب اسے پاگل سمجھیں اور وہ میرب کو طلاق دلو کے اپنے بیٹے کی شادی بھانجی سے کرادے۔

مگر بختیاں اور مسمر نے کام خراب کر دیا دوسری طرف میرب بھی گھر سائے والوں میں سے تھی یا شاید اسے باپ کی جانب سے کبے لفظوں کی پاسداری کباب اس گھر سے تمہارا جنازہ ہی آئے گا۔ دونوں مد مقابل مظلوم تھے میرب کو اپنے عقیدے پر یقین کامل تھا اور ساس کو کالے عظم پر جس کا کوئی توف نہ تھا۔ میرب آہستہ آہستہ بے خوف ہوتی جا رہی



## ناعات اندیش

مرزا حامد - فیصل آباد

دیکھو لڑکی وہ خاکی تعویذ ہے۔ اس کا اثر شروع ہو چکا ہے۔ میرا  
تعویذ سر چڑھ کر بولتا ہے۔ کالی بابا کے تعویذ کو آج تک کوئی  
کاٹ نہیں سکا۔ بابا آنکھیں کھول کر جلالی آواز میں۔

رات کے گھٹا نوپ اندھیرے اور سناٹے میں جہنم لینے والی خوفناک ڈراؤنی کہانی

یا حسین جب آج دفتر سے گھر لوٹی تو خود کو  
بہت تنگی محسوس کر رہی تھی، اس نے سوچا کہ کچھ  
آؤنگ ہونی چاہیے۔ یہ سوچ کر اس نے فوراً اپنی سہیلی  
زمس کا نمبر ڈائل کر ڈالا۔  
ہیلو زمس کیا حال ہے۔ کیا کر رہی ہو۔۔۔ یا حسین  
نے پوچھا۔  
ہاں یار میں بالکل ٹھیک ہوں، ابھی گھر پہنچی ہوں۔  
زمس کا جواب کچھ دیر سا تھا۔  
جلو آؤ یا حسین کچھ کھا رہے ہیں۔ یا حسین  
نے پوچھا۔  
کیوں نہیں۔ میرا بھی دل چاہ رہا تھا کہ کچھ  
آؤنگ ہونی چاہیے۔ زمس یکدم خوشی سے بول اٹھی جیسے  
وہ بھی کچھ آؤنگ کا سوچ رہی تھی۔  
تھوڑی دیر بعد وہ ایک ریستوران میں بیٹھی کھانے  
کا آرڈر دے رہی تھی۔  
ارے وہ آج کل سیریل دیکھ رہی ہوں۔ ڈائن کی  
واپسی۔ زمس چاول ڈش میں ڈالتے ہوئے بولی۔  
نہیں یار میں اس طرح کی ڈراؤنی سیریز نہیں

دیکھتی۔ لیکن قدموں سے زلزلہ سے ہوتی۔ اس نے اپنی  
 گریبا کے کھانسی اور ہلچل میں ڈال دی تھی۔  
 اس نے اپنی جگہ پر سے اٹھ کر تڑپاؤ تر تڑپاؤ  
 اور سنبھلنے پھینکنے میں لگی تھی۔ میرا خیال ہے کہ کہیں اس  
 طرح کے ڈانچے بھی دیکھنے چاہئیں، اس سے آسان لاشیں  
 ڈال کر کھینچ کر کے کا حوصلہ یہ ہے کہ ہوسکا ہے کہ یہی  
 زمین کو حقیقت میں ان چیزوں سے واسطہ نہ پائے۔  
 زمیں اپنی گہنی میز پر لٹاتے ہوئے ہوتی۔ اس کا لہجہ  
 قدموں سے نکلتا تھا۔

اسے تم کیوں میرا سوا خراب کر رہی ہو۔ تم تو  
 میری ابھی دوست ہو تم سے لڑ کر رہی تو میرا سوا اچھا  
 ہے۔ یہ ہے۔ یا نہیں شکایت کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ  
 ذرا کب اٹھنے لگی، اس کے چہرے پر ہنسی کی معصومانہ سی  
 مسکراہٹ تھی۔

یا نہیں زمیں کو اپنی ابھی دوست سمجھتی تھی جس  
 سے وہ اپنے دل کی ہر بات سنبھل کر لیتی تھی، ہوش کی لاش  
 تھا اس میں کب تک تھکن سے جب وہ بڑھ جاتی تو اس طرح  
 وہ آؤنگ کا پیرام کر لیا کرتی تھی۔ اس کی وہ دونوں سر  
 شب دنگے اور کھانے میں مصروف تھیں کہ ان کا ایک  
 کرانیک یا سرنگی آن پہنچا۔

پہلے ہی زلزلہ ہوا تھا۔ اس نے چپکے سے کہے۔  
 پہلے اس نے آؤنگ سے کہے۔ اس نے کہا کہ یا نہیں  
 نے غرض دل سے اس کو کہہ دیا۔ اس کا لہجہ بڑا غور و سادہ  
 تھا۔ زمیں نے بھی اس سے ہاتھ ملایا اور میرا اپنی کر  
 سنبھال لی اور کہیں کہیں سے ہنسنے لگی تھی۔

اس نے جیسے ہی کر سنبھالی زمیں کو اس کا کچھ  
 بات میں ہر طرف سے بولی۔ اس نے کچھ سیدھے سیدھے  
 دہرائی تھی جس کی وجہ سے اس کی چٹانوں کا۔ یا نہیں جو یہ کہنا شروع  
 کر سنے ہی وہی تھی کہ اس کے لیے کچھ کھانے کا آمادہ  
 دے۔ چنگ کی پڑی۔

یا نہیں کو جلدی میں فیصلہ کرنا تھا کہ وہ اب کیا  
 کرے یا اس کے چہرے سے کہہ جاتا ہے کہ چپ ماکیا  
 اس کا لہجہ تھا۔ اس نے کہا کہ اس کا لہجہ تھا۔

چرا، ہر گز بھی کب شپ ہوگی۔ اس پر غلطی اعلان میں تقریباً  
 اٹھتے ہوئے تھا۔  
 سہارا اس کی ہنسی میں چٹا ہوا۔ یا نہیں کے لہجہ  
 میں ہانپنا کی وضاحت تھی۔  
 یا نہیں کے کمرے سے اٹھتے سے پہلے زمیں کا ذکر  
 کھانے کا دل دینے لگی تھی۔  
 اگلے ہی لمحے یا نہیں زمیں کے پیچھے ایک کمرہ  
 دو طرف سے کی طرف بڑھ رہی تھی اور اس سے ہاتھ ہلا کر  
 آگ کر رہا تھا۔

گوازی اور اداسی کرتے ہوئے زمیں یا نہیں کو جیسے  
 سمجھا رہی تھی۔ یہ آج کل کے لڑکے بہت لڑتے ہوتے  
 ہیں جن سے وہ ہر گز نہیں کی کہی تھی۔ بات کا یہ نب  
 لیا تھا۔ اس کے لیے جس میں غریبوں تھا ڈانٹ یا نہیں  
 کچھ فیصلہ نہ کر پائی۔ تاہم زمیں کے وہ بے شک ایسا بدلاؤ  
 یا نہیں کے لیے نہ ہونے کے ساتھ جہنم کی گئی تھا۔

وہاں پر کھانا مانگ کرتے ہوئے اس کا ایک زمیں نے  
 گوازی کی اپنی اس قدر بدحوالی کہ یا نہیں کی جیسے جان پر  
 بن گیا۔ اس نے یہ کیا ہوا گیا ہے۔ زمیں نہیں  
 یا نہیں جس کا چہرہ دیکھ کر اس کے دل سے ہنسنے لگا تھا۔ ایک دم  
 چلاتے ہوئے بولی۔

اگلے ہی لمحے زمیں نے گوازی کے بڑے ایک اس  
 طرح ہانے گوازی آؤنگ چکر کاٹے ہوئے دائرے میں  
 کھوم گئی زمیں کی آنکھیں میں اس وقت جیسے دشت کی  
 لگتی تھی۔

اسے بہتر پر لینے یا نہیں زمیں کے بارے میں  
 سوچ رہی تھی۔ زمیں کی آنکھوں میں ایسی وحشت اس  
 نے پہلے ہی نہیں دیکھی تھی۔ یا نہیں کروٹ چکر کوٹ  
 چلا رہی تھی۔ انہی تو گویا اس کی آنکھوں سے کوسوں دور  
 تھی۔ وہ وہ فینک کی آغوش میں جانے کے لیے اسے خیر  
 کی گولی لٹا رہی تھی۔

یا نہیں زمیں اور اس ایک ہی آنکس میں کام  
 کرتے تھے۔ یا نہیں ان سے جڑ پڑ گئی۔ کام کے سلسلے میں  
 ان میں کشیدگی بھی رہتا تھا۔ چند روز پہلے ایک اس کنٹ

پر دو چل پڑے۔ زمیں کو شاید کچھ کچھ قہقہے اس کے مقابلے  
 میں اس نے یا نہیں کے اس کنٹ کو روکے کر اور نوچ  
 سے یا نہیں کی ہنسی میں بڑھتی ہوئی تھی، اس کے دل میں  
 راجت بھاگ رہی تھی۔ اس حالت میں اس کے بعد سے  
 یا نہیں کھینچ رہی تھی۔ زمیں کی آنکھوں میں جو کھسک آگ  
 اس نے دیکھی تھی اس لیے اس نے بھی نہیں دیکھا تھا۔  
 اگلے دن یا نہیں کی اپنے کمرے کی ڈانٹ سے  
 اپنا کھنڈ تھا۔

ڈانٹ کا صاحب بچھے کچھ روز سے دانت کے دقت  
 کچھ کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی میرے کمرے میں  
 موجود ہے۔ یا نہیں ڈانٹ بھاری کو بتاتے ہوئے کافی  
 غور و جی۔

کیا آپ نے اپنے کمرے میں کسی کو دیکھا ہے۔  
 ڈانٹ بھاری نے پوچھا۔  
 جی نہیں کبھی گوازی کے پاس مجھے کسی کا ایک سایہ  
 دکھائی دیا تھا۔ میرے جیسے ہی میں نے لاش آن کی وہاں کچھ  
 نہیں تھا۔ اس وقت گوازی کھلی ہوئی تھی، جسے میں نے بعد  
 میں بند کر دیا تھا۔ یا نہیں بولی، اس کے لیے میں غور  
 لیا تھا، جسے ڈانٹ بھاری میں اس کے لیے ہر ایک

میں آپ کو اس کی ڈانٹ دینا تھا۔ وہاں کچھ دھنک رہا تھا،  
 اس کو آپ کا دعا کی ہے۔ اس نے آپ ہانک لیا۔ کچھ ہوا جائیں  
 گی، لیکن اگر آپ نے یہ چیز دیکھا تو آپ کی بھاری بڑھ  
 بھی نہیں ہے۔ ڈانٹ بھاری پر جس کے کھنڈ یا نہیں کو دیتے  
 ہوتے تھے۔

پر اس کے کھنڈ نے کہ یا نہیں نے اسے اپنے ہنڈ  
 پرک میں رکھا اور ڈانٹ بھاری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے  
 کھنڈ سے نکل آئی۔

مرد ہیں کی ایک گہری تاریک رات میں زمیں کی  
 گوازی شہر سے باہر سنسان کی جگہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔  
 کوئی آؤنگ کھنڈ بعد اس سے دور پانے قبرستان پہنچ گئی  
 تھی۔ ایک قدم قبرستان تھا جہاں کھانسی کی جہرے ہوئی  
 تھی کیونکہ اس قبرستان کے بارے میں مشہور ہو گیا تھا کہ  
 یہاں رات کے وقت چڑھیں دیکھی جاتی ہیں۔ اس لیے

لوگ اب یہیں اپنے مردوں کو دفنانے سے گھبراتے تھے۔  
 زمیں نے اپنی گوازی قبرستان کے من گیت کے باہر جو  
 عرصہ عاز سے مرست نہ ہونے کے باعث نہایت خستہ  
 ہل چکا تھا گوازی کی کھنڈ میں سے اپنے موہاں کی روشنی  
 میں پھیل رہی قبرستان میں داخل ہوئی۔ کوئی پہلی قبروں  
 سے وہ گزرتی ہوئی ایک جمو پڑی میں داخل ہوئی۔  
 جمو پڑی میں ایک ہال میں چلائے جھانکا اور کھنڈ کر رہا  
 تھا جب کہ جمو پڑی کی کھنڈی دھیرے کے کونے میں ایک  
 کھوپڑی پڑی ہوئی تھی، جس کے ساتھ رکھا چراغ تھا  
 میرے کم کرنے کی کاشش کر رہا تھا۔ نئی سنہن جگہ پرانی  
 اندھیری رات میں جب چراغ کی روشنی ہوا کے کسی  
 جھونکے سے دم ہونے لگی تو یہاں تک جیسے جمو پڑی میں  
 کوئی سایہ کھنڈ ہوا۔

یاد میں اس نے وہ خوفیہ جیسا اس نے بتایا تھا،  
 زمین میں ہوا تھا۔ زمیں یا نہیں جمو پڑی میں داخل ہو کر  
 بڑے سب سے سلام کرنے کے بعد بیٹھے ہوئے بولی۔ اس  
 کا آؤنگ سے بڑا اور وہاں میں پہنچا تھا۔  
 دیکھو لڑکی وہ خاکی خوفیہ ہے۔ اس کا اثر شروع  
 ہو چکا ہے۔ ہر خوفیہ سرخ ہر گز سے کھلی ہانکے خوفیہ  
 کو آؤنگ تک کوئی کات نہیں لگا۔ یا نہیں کھنڈ کر رہی  
 آؤنگ میں بولا۔ جھانکے والوں پر جن پر گھر پڑی ہوئی  
 نہیں مخرج ہوا تھا۔ اس وقت اس کی آنکھیں جیسے غول  
 سے سرخ ہو رہی تھیں۔

آپ کا بہت شکریہ یا ابی۔ میں اب میں چھٹی  
 ہوں کہ خوفیہ بڑی سے بڑے۔ زمیں یا نہیں جھپٹا لیا  
 ہوئی رہی جیسے دھنڈے جیسے اس کی آنکھوں میں کھنڈ ہو۔  
 اس کی چھٹا کے لیے انسانی خرچ ہوگا۔ یا کا  
 لہجہ بدستور خستہ تھا۔

آپ طرح کی گھر لائی۔ یا ابی میرا اس  
 کام ہونا چاہیے۔ زمیں کی آنکھوں میں جیسے شیطانی  
 اثر آ رہا تھا۔  
 میرا سوا ہی اس نے خوف کی گوازی نکال کر یا ابی  
 کے کمرے میں رکھ دی۔



ہیں۔ ایسکے کے واسطے یہ کہتے ہوئے اسپتال سے

والے کو دشمنی کریں گے۔ مگر اسے پاس رکھیں یا سکن کے  
دونوں کنڈھوں پر اتھکھک کر اسے حوصلہ دیتے ہوئے بولا۔  
یا سکن نے ملکا سا ناچار سا ہنسا اور پھر رات کو کھجوریں بندھ کر لیں۔

یا مکن نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔  
اس کے لیے مجھے چنانس کا سہارا ہوا۔  
یا مکن ابو یاسر حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے

ہند میں ایک کتبہ تھا لغت دہلی، جس کے ساتھ  
 یہ لیا ہے، وہاں کہہ سکتا ہے کہ گورو جس کو پڑا ہے  
 پڑھنا اور گورو پڑھنے کے یا سر کی ہند میں پڑا ہے

Dar Pind

مجھے اتفاقاً کوشنے سے ڈاکٹر جعفری اس جگہ کی نوک نشن کو بخوبی سمجھ گئے۔

ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا یہ دربار شہر سے باہر ان دوران کھنڈروں کے پاس ہے جو اس قدیم بھاتوں والے قبرستان کی راہ میں ہے۔ جہاں میں زیر سرچ کے لیے جاتا رہا ہوں۔ ہمیں ابھی ٹکنا ہوگا۔ یا سمین کے لیے یہ سب کچھ بہت حیران کن تھا۔

رات کے اندھیرے میں ڈاکٹر جعفری، یاسر اور یاسمین گاڑی میں بیٹھے پرانے کھنڈرات کی طرف جا رہے تھے۔ جن کے پاس وہ گنبد نما ایک قدیمی مزار تھا۔۔۔

کھنڈرات کے قریب پہنچ کر وہ اپنی گاڑی سے اترے اور نارچ کی روشنی میں پیدل اس مزار کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس چٹیل سے میدان میں کھڑے تھے جو یاسر نے ہیناسس کے دوران دیکھا تھا۔ یاسر نے کدال اٹھا رکھا تھا جب کہ ڈاکٹر جعفری نارچ پکڑے زمین کو کھوج رہے تھے جبکہ یاسمین کے چہرے پر خوف کی ایک لہر جانی اور دوسری آ جاتی۔

ایک جگہ انہیں کچھ کھدی ہوئی زمین دکھائی دی جیسے ابھی ابھی وہاں مٹی ڈالی گئی ہو۔ میرا خیال ہے۔ لیکن وہ تعویذ بے مؤثر ڈاکٹر جعفری بولے۔

یاسر کدال سے زمین کھودنے لگا، اچانک اس نے کدال کی ٹوک۔ کسی ٹھوس چیز کے ٹکنے کی آواز سنی۔ جب وہاں سے مٹی ہٹائی گئی تو وہاں دیائے گئے ایک مرتبان میں سے چڑے کی ایک چھوٹی سی ٹھلی ملی۔ جسے دھاگے میں لپیٹ کر بند کیا گیا تھا۔ یاسر نے دھاگے کھول کر اس میں سے ایک تعویذ برآمد کر لیا۔

ہمیں ابھی اس تعویذ کو جاننا ہوگا۔ ڈاکٹر جعفری یکدم تعویذ یاسر کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بولے۔ یا سمین یہ سب کچھ کچھ کر ڈری اور سبکی ہوئی ایک جانب کھڑی تھی، اسے یہ سب کچھ ایک خوفناک خواب معلوم ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر جعفری جیسے ہی اپنی جیب سے لائٹ نکال کر اسے جلائے لگے انہوں نے اپنے پیچھے نرمس کے چلانے کی آواز سنی۔

تجربہ دار اگر تم نے اسے جانے کی کوشش کی تو میں تم سب کو بھون دوں گی۔

نرمس ایک دم جھاز یوں میں سے باہر نکلتی ہوئی بولی۔ اس کے ہاتھ میں ہسٹول تھا اور وہ غصے سے جیسے پاگل ہو رہی تھی۔ لیکن اس وقت تک ڈاکٹر جعفری کے ہاتھ میں پکڑا لائٹ کا شعلہ تعویذ کو آگ میں لپیٹ چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ نرمس ٹرائیگر دہائی ہسٹول اس کے ہاتھ سے گر چکا تھا اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑی اور یہ بھون ہو گئی۔

اگلے روز ڈاکٹر جعفری کا یاسر کو فون آیا۔

ہیلو یاسر میں ڈاکٹر جعفری بات کر رہا ہوں۔ می ڈاکٹر صاحب کیا خبر ہے۔ نرمس کو بھون آ چکا ہے۔ لیکن ابھی وہ بات چیت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ یاسر نے کچھ دیر اور ڈاکٹر جعفری سے فون پر بات کی اور پھر فون بند کر دیا۔ فون سننے کے بعد یاسر کچھ دیر کے لیے کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے موبائل پر یا سمین کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ یلو یا سمین۔ تمہارے لیے ایک خبر ہے۔ یہ کہہ کر یاسر نے یا سمین کو نرمس کے بارے میں اپ ڈیٹ کیا۔ لو کے ڈنٹ وری۔ آج شام کو ملنے ہیں۔

رات کے وقت شہر کی پر رونق سڑک پر یاسر اور یا سمین کی گاڑی ایک ریستورانٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ آخر یہ میرے اور میری بیسٹ فرینڈ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ گاڑی میں جاتے ہوئے یا سمین یاسر سے کہہ رہی تھی۔۔۔ کچھ کچھ باتیں ہماری عقل سے پرے ہیں۔ تم بالکل ٹھیک رہو۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور ہاں سناؤ آج کل تمہیں رات کو ڈر تو نہیں لگ رہا۔ یاسر کھسپائی سی آواز میں اوپر لگے میرے پیچھے دیکھتے ہوئے بولا۔ اس کے ہونٹ ہنسنے لگے۔ تھے اور آنکھوں میں شریں چمک۔ گاڑی میں ایک غیر ملکی کلاسک سا رنگ چل رہا تھا جب کہ نرمس کسی گہری سوچ میں گم تھے سے باہر روشنیوں میں جھلکاتے پرنالکسز سے پرے گہری تاریکی میں گھور رہی تھی۔





آمنہ زاہر - لاہور

حسد

یہ بات سنتے ہی ایک سرد لہر اس لڑکی کو اپنی ریڑھ کی  
ھڈی میں سرایت کرتی محسوس ہوئی۔ جیسے ہی اس  
عورت نے ہاتھ اس لڑکی کی طرف بڑھایا، دلخراش چیخوں  
سے امن کی.....

حسد کی بیماری اس کے دماغ پر چھا گئی تھی جس سے بچا اب اس کے لئے ناممکن تھا

پرایک سفید پاؤں تک آتے لباس میں ملیں لیے بانوں  
والی ایک عورت بھی نظر آئی۔ اس عورت کا چہرہ آسمان  
کی طرف کراہا تک سے اس عورت نے رخ موڑ کر اس  
آنے والی لڑکی کو دیکھا۔ اس عورت کا چہرہ کسی کی بھی  
جان نکالنے کے لئے کافی تھا۔ سفید آنکھوں کی پتلیاں،  
گلاسز چہرہ جگہ جگہ سے گوشت غائب، اس کا گرد چہرہ  
دیکھ کر لڑکی کی دھڑکن اتنی تیز ہو گئی کہ اسے اپنے کانوں

رات کا آخری پہر چل رہا تھا۔ خون جمادینے  
والی سرد ہوائیں چل رہی تھیں۔ چاند اپنی روشنی پھیلانے  
کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ ایسے میں ایک لڑکی اپنی پشت  
پر سیاہ کتے لیے بال بکھیرے چلتی ہوئی کسی ٹرائس میں  
چھت پڑ جانے والی سیر میوں کی جانب بڑھ رہی تھی۔  
جیسے ہی وہ چھت کے دروازے کی کنڈی کھولتی ہے،  
سامنے چھت پر لوہے کی سفید باریک سلاخوں والی کرسی



میں بھی اس کی وضاحت کی آواز سنائی دینے لگی۔ اچانک وہ عورت تیزی سے اس کی جانب بڑھی۔ لڑکی نے بھرتی سے وردوار پر گرنا چاہا مگر وہ عورت وردوار سے بچا اس کے اس قدر قریب کھڑی ہوئی کہ اس کی بدبو دلوسا سوس اس کے منہ سے نکلنے لگی۔ عورت نے دلی دہلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ لڑکی سے کہا:

کلام جو کہ نصیحت ہیگم کی پرانی جائے والی  
تھی۔ پھر میں نے پہلے کلام ان کے محلے میں شیفٹ ہوئی  
تھی اور اب ان کی محلے دار بھی تھی۔ کلام کا نصیحت ہیگم  
کے گھر کافی آتا جاتا بھی تھا۔ کلام ایک حامدہ خود  
غرض، کینے دکنے والی ایک شاعرہ اور حال باز عورت  
تھی۔ وہ خود مشقت بھری نصیحتیں بڑھتی ہرگز نہ تھی۔ وہ  
نصیحت اور ان کے بچوں کو کامیاب اور خوشحال دیکھ کر  
ان سے بے تحاشا حسد کرتی تھی۔ حسد انسان کو جلا دیتا  
ہے۔ اسی حسد کی وجہ سے آگ میں ایک دن کلام نے  
ایک خطرناک قدم اٹھایا۔

کر رہے ہوش ہو گئی۔ اس واقعے کے بعد فضیلت ختم ہو کر  
نیک صاحب تخت نشین اور پریشانی ختم ہو گئے۔  
اس کے گھر آنے کے بعد ایک بار پھر اس سے اس کا  
خواب سنا گیا جو کہ سن و سن جیسا کہ پہلے بتایا گیا تھا  
تھا۔ نیک صاحب فضیلت ختم کے والد عبدالقادر  
صاحب سے اس حالت پر مشاورت کرنا چاہتے تھے۔  
عبدالقادر صاحب اصحاب علم تھے جو کہ وہ حاکمیت کا علم  
رکھتے تھے۔ دور دورہ سے بھی لوگ ان کے پاس اپنے  
مسائل کے حل کے لئے آیا کرتے تھے۔ عبدالقادر  
صاحب کی صاحبزادی فضیلت کو بھی ترکین سے بڑی  
اپنے بابا کی طرح بچے خواب آتے تھے اور یہی وصف  
اب اس کو دہشتے میں اپنے نانا جان اور رانی جان کی  
طرف سے ملتا تھا۔ جاگراف انیس عبدالقادر صاحب کو  
مادہ واقعہ گوش گزار کرنے کے بعد ہوا۔ عبدالقادر  
صاحب نے اپنے علم سے انہیں بتایا کہ آپ کے گھر پر  
کسی نے سخت جادو نہ کیا ہے کہ بالکل طور پر آپ لوگ  
بد حال ہو جائیں اور گھر کی پریشانی بھی آئے۔ انہوں  
نے نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کی تحنن کی اور ساتھ  
ہم کیا ہوا بتایا۔ گھر میں چڑکاؤ بھی کر رہے۔

## سنہری باتیں



# اقرار

نورجہا طرہ زبردست لاہور

اس نے اپنے وجود میں کچھ لکھت بڑی واضح محسوس کی۔ اسے اپنی ریزہ گس ہڈی میں کچھ دینگنا ہوا محسوس ہوا زندگی میں کبھی اس پر یوں خوفِ حلوٰی نہ ہوا تھا۔ اس نے ہمت مجتمع کر کے دیکھا تو ایک انتہائی فزائونہ اور خوفناک وجود کھڑا تھا جو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

رات کے گھٹا لوپ اندھیرے اور سناٹے میں خم لینے والی خوفناک ڈھانچہ کھائی



مور پر حجب پاکر سچے پر اس پر کھڑے کمرل نے دو بار سلسلہ کام چڑا۔

”ماثوقی القدرت مخلوقات ایسے وجود ہوتے ہیں جو کہ قدرت کے ہند کردہ قوانین کی پابندی سے آزاد ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر لاطینیوں کے بیان کردہ خیالات ہیں جن کے مطابق جو وجود کا توں قدرت سے تہاؤز کرتے ہیں وہ ماثوقی القدرت کہلاتے ہیں۔ ماثوقی القدرت مخلوقات انہی کوئی ظاہریت نہیں رکھتے لیکن وہ غیر معمولی اور غیر متنبی صلاحیتوں میں محسوس ایک خوفناک حقیقت ہیں اور بعض اوقات وہ کسی انسانی دل و دماغ پر مادی ہو کر اپنی یہ صلاحیتیں انہیں فراہم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ پہلے پہل ماثوقی القدرت مخلوقات کو مذہبی کتابوں میں وصف کیا گیا جس کی رو سے اس میں ہمت، پڑھیں، درویشی اور انسانی دل و دماغ پر قابو پالینے والی مخلوقات شامل ہیں۔ بعد ازاں سیکرلاؤم نے ان چیزوں کو ماثوقی القدرت کہا جو غیر معمولی تھی، جس کو تسلیم کرنا انسانی حسی کے لئے خاصا مشکل تھا۔ بعض لوگوں کا دعویٰ تھا کہ ان میں نیک رسائی حاصل کرنے کے ذریعہ انسان کو جاودہ فراہم کر دیا ہے۔

بعض کے مطابق غروب کے ذریعے مستقبل کا

”ماثوقی القدرت مخلوقات اس دنیا کی پرامریت کے چھبناؤں میں سے ایک ہوتا ہے جس مادی دنیا میں ماثوقی القدرت مخلوقات کی موجودگی ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار آپ کے لئے ادا ہونے کے لئے ناممکن ہے۔ بخاریہ ادا کر گئے کے درمیان بحیرہ اسود سے گھری دریاہ کی ریاست اپنے قرون وسطیٰ میں تعمیر ہو کر دنیا کے بلند ترین گھڑی سے پہلے چمکا کے باعث مانی جاتی ہے۔ یہاں میرا حیت سے تعلق رکھنے والی ایک کثیر آکادی موجود ہے۔ ماثوقی القدرت مخلوقات سے متاثر کردہ لوگوں کے کھسور زیادہ تر دماغ سے ہی شکست کھاتے ہیں یہاں بھی آپ سے اور آپ میری ذات سے کچھ نہ کچھ نیا سیکھئے آئے ہیں۔ دماغ میں منعقد ہونے والے تاج اس سیریز میں ہم انہی ماثوقی القدرت مخلوقات پر بات کرنے والے ہیں جو نہ تو ایک عام انسان کو عام زندگی میں دکھائی دیتی ہیں اور نہ ہی وہ اس دنیا میں اپنی کوئی اہمیت رکھتی معلوم ہوتی ہیں مگر انسانی زندگی پر ان کا اثر کسی قدر طاقتور اور غیر معمولی ہے اس کا ہر ایک مجھ سمیت آپ سب کو بخوبی ہے۔“ جانی میں



پڑھ لکھا (Precognition) اور اضافی حس  
(Extrasensory Perception) جیسی  
ملا جیسے ان مخلوقات پر غیب حاصل کرنے میں کافی منہ  
ثابت ہوتی ہیں۔ "کمرہ میں چند لمبے وقت لینے کے لئے  
رکنا۔ بھی اس کی آواز کو سینہ بند و بار پہل میں گونگی۔  
"اس کا ثبات پر خدا کی طاقت کو ایک بھی طاقت کہا گیا  
جس کا اختیار تمام نام انسانوں سے بالا کہ ہے۔ وہ اس  
دنیا اور انسانوں کی فطرت میں بڑا کامل اور طاقت ہے۔ جاوہ  
اس کی قدرت کے بارے میں کچھ مانگے بغیر اس کا ثبات  
میں مصروف عمل نظر آتی ہے۔ اس نظریے کو قدیم  
ہندوستانی، قدیم مصری، قدیم کلاسیک، قدیم رومانی اور  
قدیم ایشیائی ثقافت نے بڑا واضح بیان کیا۔ لیکن  
تیسرے طاقت کے مطابق خدا نے اس فطرت کو روکا ثبات سے  
بڑھ کر طاقت اور بلا وجہ کی اضافی مخلوقات، یہاں جو  
انسانوں کے باہر اور ان کے سے خارج اور انسانوں کے  
لئے ایک حقیقی مخلوق کا وجود رکھتی ہیں۔ اس کا ثبات  
میں جسمانی اور فیر جسمانی مخلوقات کا وجود، احراج خدا  
نے اسی اختیار اور بے نیاز ملا جیوں کو روتی دنیا تک  
تاکم رکھنے کے لئے پیدا کیا۔ "روحیں" ایسی فیر جسمانی  
مخلوقات ہیں جو اس دنیا کے بعد دوسری دنیا میں منتقل  
ہو جاتی ہیں۔ یہ ملک اس دنیا کے سماجی ایک جہاں ہے  
جہاں ارواح کو جانا ہے۔ بعض مذاہب میں دھول کو  
انسانی زندگی کا خاص جزو قرار دیا ہے۔ بعض لوگوں  
اور دوسری خواہشات اور بے رحم تکفیں روتی کی منتقلی  
دوسری دنیا میں ادھک روتی ہیں اور وہ اس دنیا میں منتقل  
سکون کی منتقلی روتی ہیں۔ "تیری چیز" جاوہ ہے جو اسکی  
وسمات، علامات، اشارے اور مختلف ذوالوں میں  
مکملات فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے ہم ان باتوں  
تجربہ مخلوقات کو اپنے تابع کرتے ہیں۔ ہانگی فیر  
معمولی چیز "کوشاٹ" ہیں جن سے مراد وہ ظاہری سامان  
ہیں جو قدرت اور سماجی قوانین کی دے بیان نہیں کے  
جاسکتے۔ یہ فیر معمولی شایکار صلاحیت ہے کہ ایک مخصوص  
(۱) ان کو کوئی چیز ہے۔ مگر ان کو کوئی چیز ہے۔

کرتے ہیں۔ جو اہل ایمان کو ایک باہر اور صلاحیت  
 رکھنے والے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ رکھنا ہے۔ میں نے اپنی  
 پہلی شکل زندگی میں کئی کیمو ایسے دیکھے ہیں جن میں  
 باوقار و فطرت و عفو کے لئے ان کا علم لوگوں کو اپنی وجود کی  
 احساس دلایا جو ان میں مدد دینا دیکھ کر رکھتے تھے۔  
 میں ان مخلوقات کا تعلق قانون قدرت سے باہر غیر شرعی  
 طاقتوں سے ہے، دوسرے کچھ مخصوص انسانوں کو ان  
 مخلوقات کو دیکھنے اور انہیں قابو کرنے کی خداوند صلاحیتیں  
 عطا کی گئی ہیں۔ بے شک اس کائنات کی سب سے  
 مضبوط اور قدر مطلق انسان ہی ہیں۔ "خود مطلق  
 مستکراہت کے ساتھ یہاں سے پہلے میں موجود لوگوں کی  
 طرف دیکھا اور دوبارہ سے سلسلہ کام چلاؤ۔ "ان  
 مخلوقات کے خوفناک اثرات سے حاضر لوگوں کے لئے  
 آپ کی اور میری ذات ایک سما ہے۔ خداوند کی نعمتوں  
 میں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ کسی انسان کو  
 انسانیت کی خدمت کا وسیلہ بنا ہے۔ میں اگر اپنی زندگی  
 کا تجربہ شیئر کروں تو میں اسکول میں تھا جب ان کچھ کھد  
 کو پہلی بار میں نے دیکھا اور محسوس کیا تھا تب مجھے معلوم  
 ہوا کہ میرے صاحب صاحب انسانوں سے مضبوط ہیں جتنا  
 میں ان مخلوقات کی جنگ برداشت کر سکتا تھا۔ وقت کے  
 ساتھ میں نے مذہب میں موجود تعلیمات کے ساتھ صرف  
 اپنے مذہب کے بلکہ ان مخلوقات پر قابض ہونے کے  
 لئے میں نے دوسرے مذہب کے تعلیمات بھی سیکھے۔  
 اس بات میں کوئی برائی نہیں: اگر آپ اپنی پیشہ ورانہ  
 صلاحیتوں کو حقیقی معنوں میں انسانیت کی نجات کے لئے  
 مدد کے کار نامہ چاہتے ہیں تو پھر آپ کو ہر میدان میں  
 باکمال ہونا چاہئے۔ میں نے ہنگامی رگوں کو اگلے جہان  
 منتقل کیا ہے۔ حالہ اور اس کی خطرناک اقسام کے قور  
 لال کر رہی انسانوں کو غصہ کیا ہے۔ کئی برائی طاقتوں سے  
 محسوس لوگوں کی جان چھلکی ہے، آسیہوں اور شیطانوں  
 کے اثرات کا نشانہ کر کے چھوٹی کی روشنی پھیلائی ہے۔  
 فرض کہ میں نے اپنی زندگی میں خطرناک ترین  
 مخلوقات کو زیر کیا ہے۔ یہ میری زندگی کی بہت بڑی

کامیابی ہے کہ میں نے لادینیت کے اس فقرے کو کس طرح  
جبل کر رکھ دیا کہ غرقِ فطرت طغوانت کے واسطے قوم  
پرستی اور فطرتِ شہادت کے کچھ بھی نہیں اور اس بات کو  
تعلیم بھی کر چکے ہیں۔ من تمام باتوں میں یہ بات بڑی  
ماہر ہے کہ میں اس کائنات میں موجود غرقِ فطرت  
طغوانت کے حامی ہونے والی ایک طاقتور اور  
اصلاحیت غرق ہے کہ یہ حاملِ فطرت کاظمِ مہدی ہے۔  
اس کائنات میں کسی ایسے مہم جو نہیں جو فطرتِ شہاد  
سے باہر ہیں۔ کسی ایسی طاقت موجود ہیں جن کے وجود کا  
اقرار ممکن ہوتا ہے مگر وہ اپنی تمام مہم جوئی اور غرق کی  
کے ساتھ اس کائنات کا جزو ہوتے ہیں۔ ”ہم تمام جو مسٹر  
نے تمام سامعین کو غور دیکھتے ہوئے اپنی بات مکمل  
کرتے ہوئے کچھ لکھ دیا۔ کچھ سامنے چلیے اور دھماکا  
میں سے ایک شخص نے ہیرام کو مخاطب کیا۔  
”تو سر کیا آپ نے کسی دلی غرق کو دیکھا ہے  
جس کی موجودگی کے اقرار پر آپ مجھ کو مگے تھے؟“  
چھوٹے اور چھوٹے ہوا جس وقت ہر ایک کھل رہا تھا  
سلا تھا۔  
”ہاں۔۔۔۔۔ میں نے ایسی غرق کو دیکھا ہے۔  
جس کی موجودگی کا اقرار میرے لئے بھی ممکن تھا۔“  
ہیرام جو مسٹر نے اپنا چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے دیکھے تھے  
شاکستہ اور ہوا راہِ ناز میں جواب دیا۔  
”اس غرق کو کیا کہتے ہیں سر؟“ اس شخص نے  
تھمس لچے میں ہیرام متفرد کیا۔  
”ہاں“ ہیرام نے لکھ پڑھتے کر بآواز  
بلند کہا۔  
”جانتے۔۔۔۔۔“ ایک ساتھ ہی میں موجود ہر  
دھماکا نے اپنے اختیار میں دیکھا۔ اس کا یہ اور مکمل غرق  
تھا کہ یہ لکھ لکھ کے لئے بالکل تھا۔  
”جی ہاں۔۔۔۔۔“ نالی طغوانت کا ذکر  
مسلموں کی ذہنی کتاب میں بڑا واضح ہے۔ ”ہیرام  
جو مسٹر نے سامنے چنے حیرت زدہ سامعین کو دیکھتے  
ہوئے کہا تو حسبِ توقع مسلموں کا ہنسنے کو سب

کے چوڑے، ہمواری کے جلالت، انہرے مگر سامنے کھڑا جس نین، ہوا کی راج پر اپنا آپ ملوانے والا ایک بھابھہ انجی۔ کارٹھن تھا جس کے الفاظ کا ایک ایشی تھا جیسا کسی نے نقلی اختلاف نہ کیا۔

"میں آپ کو اپنی زندگی کا وہ وقت بتانے چاہتا ہوں جو آج سے تیس سال پہلے رونما ہوا تھا۔ جس نے میری سوچ، فکر تبدیل کر دی اور میرے علم کو محدود قرار دیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں ترکستان گیا تھا۔ ایک اہل ہولی روح کو اس کی منزل تک پہنچانے کے لئے..."

"اسی کے ساتھ ہی رام جیو ستر کا ذوق انہوں نے سال پہلے ماضی میں جپنے لگا اور اس وقت وہاں ہونے والے تمام واقعات اس کے ذہن میں چلنے لگے۔ مرکزی ایشیا میں واقع قازقستان کے قریب جنوب مشرقی ریاست "ترکستان" دنیا کی پراسرار اور خفیہ ریاست مانی جاتی ہے۔ اس کی پراسراریت کی وجہ اس کا تنہا تامل قائم رہنا ہے۔ یہاں کی آجرات گودشت اپنی جائزہ مقرر کرتی اور اس ریاست کی طبیعت کو برقرار رکھنے میں خاصا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دراصل یہ ریاست اس لئے تنہا کھڑی ہے کیونکہ یہاں گیس کے خیر معمولی بن سے ذخائر موجود ہیں ماضی کر ترکستان کے دور حکومت "ہنگ آواز" میں دروازہ جنم (Door To hell) کے نام سے قدرتی گیس موجود ہے جس کے باعث مرکزی ایشیا کے استحکام (Stability) کے لئے اس کا علیحدہ کھڑا ماضی بہتر نظر آتا ہے۔ ہنگ آباد کے زیادہ تر تعمیراتی کام بھی کافی پراسرار ہیں۔ اسے "تھر ڈول کا شہر" کہا جاتا ہے کیونکہ رات اندھیل سے بننے والے فتنوں میں ان لوگوں کو دیکھنا ناممکن لگتا ہے۔ یہ شہر دنیا میں سب سے زیادہ امن، مارل دیکھنے والے شہر کے نام سے گنسرورڈ رکھا گیا ہے (Guinness Book) میں بھی درج ہے۔ البتہ یہ گیس بیچنے والوں پر اور دوسری ریاستوں کو فروخت کرتے ہیں مگر ماضی اس کی زیادہ تر آج کی غربت کی زندگی گزرتی رہی ہے۔

ماضی کر کے کی حقیقت اور بچے، شرابا جاتی کی جیسے

سماج کی کمی اس ریاست کا رخ کرتے ہیں مگر ابھرم جیسز کو یہیں خصوصی طور پر ملایا گیا تھا۔ ہنگ آباد کی ایک مشہور سڑک پر وہ اس وقت ٹریک میں برقی طرح سے پھنسا ہوا تھا۔ کار کے آئینہ تک پہنچ کر ہاتھ دھرے اس کی فکر وہ انگریزوں سے باہر قتلہ قتلہ کفری گاڑیوں پر بھی تھی جو کہ سست رفتار سے دھنکے دھنکے آگے بڑھ رہی تھی جبکہ اس کے چہرے پر بے لذتی اور جھنجھلاہٹ کے اثرات نمایاں تھے اس نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر غور کیا دیکھا جیسے وہ پھر کے چاروں طرف تھے۔ اسے جلد از جلد اس کو ٹیکشن پر پہنچانا تھا جو ستر جو جس نے اسے قاتل بھی قرار دیا آدھے گھنٹے بعد جب اس بدترین ٹریک چار کا زور دھڑکا تو وہ اپنی منزل کی طرف دوڑی دوڑاں ہو گیا۔ بھی اس کے فون پر رینگ ہوئی۔ کیبلینا کال کر دی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کال کٹ کر کے بیچ چھوڑتا، اس کی گاڑی نے جھٹکے لیتا شروع کر دیے۔ فوراً سے پہلے اس نے گاڑی کو چلتی روک دے سائیڈ پر کھڑا کیا۔ اس دور میں کار ٹھیک بند ہوگی۔ اس نے کئی بار کار اشارت کرنے کی کوشش کی مگر بے سود وہ بے فکر سے باہر نکلا اور انچ چپک کرنے لگا مگر کون بھی اس کی کچھ میں نہ آیا وہ برقی طرح سے جھنجھلا کر رہ گیا۔ بیچ ہی سے اس کی مشکلات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اسی طرح کھڑے اس نے ہمدردی نظر دیکھی۔ اگلے ہی لمحے اس کے وجود میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جس سائیڈ پر اس کی کار کھڑی تھی۔ اسی طرف توڑا سا آگے ایک کار دھک شاپ گئی۔ وہ فریادیں جھپٹا اور انہیں اپنی کار کی خرابی کے متعلق بتایا۔ اس کے ساتھ ایک میکینک آیا جو کار کو قوی طور پر دیکھا کہ اس کے در کٹاپ تک لایا اور اس کی فریاد کو مستقل طور پر فوج کرنے لگا۔ ابھرام وہیں پڑی ایک کرسی پر بیٹھا انتظار کرنے لگا۔ اس نے دیکھ کر کھڑکی پر نظر ڈالی جہاں شام کے پانچ بجے تھے۔ بھی ایک آدی ابھرام کے کار کے پاس سے لارٹس ابھرام کے قریب آئے اس کی چال دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ابھرام کے پاس سے گزر جائے گا۔ مگر وہ یکدم کار فوراً ابھرام

کو دیکھتے تھے اس فکروں کا جب احساس پا کر ابھرام نے بے اختیار ہی اس کی جانب دیکھا وہ سادہ سی بیٹ ٹرٹ میں بیٹوں عام سا مگر جس آدمی تھا۔ وہ چلتا ہوا ابھرام کی طرف آیا۔

"ہلوم ٹیکس" اس نے مسکراتے ہوئے صافنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ ابھرام نے سلام کا جواب نہ دیا اس سے باہر نکلا۔

"اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ جس تک مقصد کے لئے جا رہے ہیں اس میں آپ کو کامیابی نصیب ہو۔" وہ اس کی پراسرار نظریں ابھرام کے چہرے پر جمائے نرم لہجے میں بولا۔ "میں انتظار کر رہا ہوں کہ اس قسم کی باتیں کوئی عام انسان نہیں کرتا۔ یعنی کہ آپ جانتے ہیں کہ میں کہاں اور کس شخص کے لئے جا رہا ہوں۔" ابھرام نے بغور اسے دیکھتے ہوئے ہاتھ لگے ہیں کہا۔ اس بات پر وہ مسکرایا۔ "آپ کا نام جان سکتا ہوں؟" ابھرام نے ٹھنکے بڑھانے کے لئے اس کا نام پوچھا۔ "عبداللہ آگے آپ کا؟" عبداللہ نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ استفسار کیا۔ "ابھرام جیو ستر" ابھرام نے بھی جواب مسکراتے ہوئے دیا۔ "آپ سے مل کر خوشی ہوئی ستر میں۔"

عبداللہ اس کے پاس بیٹھ کر پچھتے ہوئے بولا۔ "آپ کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلطان ہیں۔" ابھرام اسے تعجب کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "جی اللہ نہ!" عبداللہ نے پراسرار لہجے میں جواب دیا۔ وہ دیکھتے ہیں بالکل عام سا سادہ سا شخص تھا لیکن ابھرام کو ایک بات کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ غمخوار ہو رہا تھا۔ مگر ماضی وہ خود کو اس سے کی گناہ پر تری کچھ رہا تھا۔ انہوں نے حقوق بالضرورت حقوق کا کافی دیر بات چیت کی۔ عبداللہ کا علم تھا اس حاکم کی کسی مگر ساتھ ہی اس نے اس قسم کی حقائق پر کچھ پانے کے اپنے بہت ہی کم تجربہ بات بتائے جبکہ ابھرام اس لحاظ سے خاصا تجربہ کار ثابت ہوا۔ کچھ دیر یو جی بائیں کرتے گزری کہ ٹیکس نے ابھرام کی کار ٹیک ہونے کا

آ کر ملایا۔ بھی وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ یہاں پر مستقل قیام پزیر یا اکثر اوقات ہی ابھرام آتا ہے۔" عبداللہ نے ایسے ہی شائستہ لہجے میں دریافت کیا۔

"دراصل میں جس بلدیہ سے منسلک ہوں۔ انہیں نے مجھے یہاں ایک ٹھکانہ مقرر کیا ہے۔ کیونکہ زیادہ کسب نہیں سے آتے ہیں جو کہ مجھے ہی پتہ چل کر پڑتے ہیں تو اس لئے یہاں میری رہائش اور خرید و فروخت کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔ خیر! آج میں جلدی میں ہوں مگر مجھے آپ سے ایک بار حتمی گفتگو کرنے کا بے حد اشتیاق ہو گیا ہے۔ ہم پھر کی دن کی بیٹھ کر ضرور بات چیت کریں گے۔ آپ خاصے اہم اور دلچسپ انسان ہیں۔" ابھرام نے ابھرام کی مصافحہ کرتے ہوئے اس سے اگلی ملاقات کے متعلق کہا تو وہ مسکراتے لگا۔ دلوں سے اپنے فہر کو چھل گیا۔ اس کے بعد ابھرام نے کار اشارت کی اور عبداللہ کو ہاتھ ملا اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگا۔

اس کی کار جس وقت جو جس گاؤں میں داخل ہوئی اس وقت شام کے ساڑھے سات بج چکے تھے۔ وہ گاؤں خاصا سرسبز و شاداب تھا مگر وہاں ہر سو چمکی اور پنی احتجاجی خوراک تھی۔ کچھ گھروں کی تعمیر کا کام کا ہوا تھا۔ جبکہ تعمیر شدہ مکمل گھر بھی خلی تھے۔ وہاں انسان تو کیا، کسی جانور یا پرندے کی موجودگی تک محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اسے وہاں محسوس ہوا، جیسے دوسروں کی دھول سے گزرا ہوا وہاں انسان لہو خروش گاؤں میں اس کی کار کی گونج رونا دہنا دھول کی بارش انسان کی یہاں موجودگی کا اعلان کر رہی تھی۔ خوف و وحشت سے بکرا یہ علاقہ جس پر حکومت کا بڑا اثر تھا۔ ابھرام ہمدردی کے دھول پر غور دیکھ کر آگے بڑھا رہا تھا جب ایک شخص اس کی گاڑی سے ٹھوڑے سے ملے پھر ابھرام بلا نظر ابھرام نے اس کے قریب گاڑی روکی۔ بیٹا وہ ستر جو جس تھے۔ وہ بچپن میں رعب دار شخصیت کا ایک قوی ابھرام گاڑی سے باہر نکلا اس کی طرف بڑھا۔

"خوش آمدید مسٹر ایروم! مجھے آپ ہی کا انتظار تھا۔ آئیے اندر چلے، ڈنر ہمارا کھڑا ہے۔" مسٹر جوسٹس نے اسے خوش آمدید کہتے ہوئے دائیں طرف بنے چھوٹے سے گھر کی طرف اشارہ کیا تو ایروم اس کے ساتھ گھر کے اندر چلا گیا۔

ڈنر کے بعد ایروم مسٹر جوسٹس کے ساتھ جس کمرے میں داخل ہوا وہ بڑا سا بیڈروم تھا مسٹر جوسٹس نے بلتی ہوئی سروی کے فرش پر آٹھ انگلیں دیاں دیاں آگے جلائی اور اس کے پاس پڑی کر بیٹھ گیا اور سامنے پڑی کر بیٹھ کر ایروم کو دیکھنے لگا۔ "تو مسٹر جوسٹس! وہ لڑکی کون ہے اور آپ سے اس کا کیا رشتہ ہے؟" ایروم نے بغیر مسٹر جوسٹس کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔ "وہ لڑکی! - وہ میری بیوی کی سوتیلی بیٹی تھی۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہی۔" مسٹر جوسٹس نے سگڑہٹہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ لڑکی کی مدد کی ضرورت تھی، بلکہ وہی ہے۔ اس کی ذہنی کے آخری لمحات میں یہی کیا ہوا جس نے اس کی مدد کی اور دنیا میں مدد کے رکھا ہے۔" ایروم نے پشیمانانہ لہجے میں دوبارہ استفسار کیا۔ "وہ ایک عجیب لڑکی تھی۔" مسٹر جوسٹس نے سگڑا کاٹھن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "یہ حکایت میرے لئے انتہائی گھرو ہے مسٹر جوسٹس! ایروم نے بات لہجے میں کہا۔ اس بات پر مسٹر جوسٹس نے ایک سرزد اور سگڑا کاٹھن لڑے میں سہل کر ایک طرف رکھ دیا۔ "اسے دنیا سے بہت لمبے فاصلے پر مسٹر ایروم! بلکہ دنیا سے نہیں! اسے انہوں سے شکایات تھیں۔ وہ ہر بات کو دل سے اور ذہنی گہرائی سے سمجھ کر کرتی تھی۔ اس کے بچپن میں ہی اس کا آپ بڑا چھوڑ کر چلا گیا۔ جس کے بعد اس کی ماں نے میرا انتخاب کیا۔ اسے لگا تھا کہ اس کی ماں صرف میری ہی بیٹی تھی۔ اس کی ماں نہیں رہی۔ اس کی مدد میری طبیعت تھی اور محبت کی مانگ کرتی تھی۔ اسے لگا تھا کہ وہ دنیا میں پرستش کی چیز تھی۔ ایک ایسا فرد ہے جسے جانے دیا گیا کہ وہ دنیا کی

نہ تھی۔ جب انسان اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور جمادی جانے کا وقت ہوتا ہے تو اس دنیا سے محبت اور غلوں کا تقاضا کرتا ہے۔ رشتوں میں بندھ کر رہی دنیا میں زندگی گزارنا مجھ پر ہے۔ دنیا کی ہر محبت کو کھینچ کر لے کر آ رہا ہوں۔ کیوں چاہتا ہے کہ اسے خوش رکھا جائے، اجرت دی جائے کیوں چاہتا ہے کہ اس کے دکھ اور تکلیف کے لمحات میں کوئی اس کے ساتھ ہو۔ دراصل انسان اس حقیقت کو تسلیم ہی نہیں کرتا کہ انسان کو اس دنیا میں اپنے تمام تر احساسات اور جذبات کے ساتھ جمادی دینا ہوتا ہے۔ تو وہ کیوں اتنی امیدیں باندھ لیتا ہے؟ اس دنیا میں جینے کے لئے بے حس شرط ہے مگر وہ ریاضی کی - جا اسیدوں اور غور و مشورے کے استفسار کو رکھ دیا ہے۔" مسٹر جوسٹس تاسف سے کچھ ایروم کو دیکھنے لگا۔

"اس کی کیفیات کو دیکھتے ہوئے کیا آپ نے اس کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھا دیا؟ یاد ہے یہ سب کچھ اپنی زندگی میں آپ کے آنے کے بعد سوچتی تھی؟" ایروم نے سنجیدگی سے مسٹر جوسٹس سے دریافت کیا۔

"اگر میں نے اسے محبت نہیں دی تو بھی اس سے غرت بھی نہیں کی، میں نے اس سے کبھی کبھار نہیں کیا وہ خود سے ابھری، کڑھتی، سسکتی ایک ہلچل مچا رہی تھی۔ نہ جانے وقت نے وہیں کو کس حد تک اس کا حال کر اس کی دلچسپی ڈھکی ہوئی۔ وہ خود سے تنگ نہ چلے گی تھی۔ لہذا آپ اس کا کات پرلو جو لگنے لگا تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ اس کے لئے لوگوں کے دل تنگ پڑ چکے ہیں۔ وہ خاموشی سے یہ سب سہی اور بے پروا رہی تھی۔ اس کی خود ساختہ سوجھ بوجھ پر مشورہ دینا دیا تھا۔ ہر چہ وہ بکاڑا رہا تھا۔ جب اسے سمجھانا چاہا تب بہت دیر لگ گئی تھی۔ اس کی زندگی دور دورہ اور نو؟ دل سے وہ غلط چلے تھے۔ وہ تنگ گئی تھی۔ گراہی کے دلدل میں گرے نہ جانے کتنے لمبائیات لکھے اس نے! اگر انہیں بھی سمجھ لیں تو ہائی۔ ان پر مٹی ملا تو اس نے اس کی جان لے کر اس کی مدد نہ کی۔ یہ کہہ کر وہ اب خود کو بھی نہیں جانتی مسٹر

ایروم! نہ یہ کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ وہ صرف اور صرف تکلیف میں شامل ہوتا ہے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ آپ اس کی روح پر چڑھ کر اس کے خلی کو چھو کر اسے اس کی پہلی منزل کی طرف رہانہ کریں تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ مسٹر جوسٹس سمجھ لیں گے میں کچھ کر رہی ہوں۔" اس کی روح نہیں ہے اس وقت۔" ایروم نے تمام حالات سننے کے بعد اس سے انکا سوال کیا۔ "اس گھر کے انکل سامنے والے گھر میں! اپنی زندگی کے آخری دن اس نے خود کو اپنی گھر میں قید کر لیا تھا۔ اس کی موت بھی وہیں واقع ہوئی۔ اس کی ماں کو مر ہے کوئی نہیں جانتا۔ یہ؟ ذہن بھی اس لئے خالی ہے کیونکہ یہیں آنے والے لوگ روز رات کو اس گھر میں رہتا ہوں۔ وہ اپنے خزانہ کو بے پروا کر دیا جانتے ہیں۔" اب تو حال یہ ہے کہ انہیں یہی کی ضرورت کام کرنا چاہتا ہے اور وہی کوئی گھر خرید کر رہنا چاہتا ہے۔ اس کا ذہن کا مالک ہوئے کی وجہ سے یہ بے حس ہے تو بات ہے میرے لئے۔ میں اپنی فطرت پر گزروں ہوتا جا رہا ہوں۔" قریب ڈوبے کثرت قانون تک آ جائے گی۔"

اس بات کو سننے پر ایروم ہلچل کر رہی سے اٹھ اور کھڑکی کی طرف جانے لگا۔ "تو مسٹر جوسٹس! وہ بات انکوائے میں کامیاب رہا تھا جس میں اس کی غرض بھی تھی۔ ایروم نے کھڑکی سے پردہ ہٹایا اور سامنے گھر کو غور سے دیکھا۔ وہ گھٹ سا، مہربان گھر خوف کو کسی کے بھی احساس پر سوچ کر کرنے کے لئے کافی تھا۔

"کیا آپ نے کبھی اس کی اور مال کو دیکھا؟" ایروم نے بدستور گھر کو دیکھتے ہوئے مسٹر جوسٹس سے سوال کیا۔

"ہی! کئی لوگوں کو دیکھا مگر سبھی اسے قابو کرنے میں ناکام رہے۔ انہوں نے کہا چاہا ہے کہ میں نے بار بار لوگوں کی فاشی دھوا لی ہیں جو انتہائی قابل رحم حالت میں تھی۔ وہ کسی کو خاص نہیں دیکھتی سوائے اس کے جو اس گھر میں داخل ہوں یا اسے وہاں بھیجے کی کوشش کرے۔ آپ کی شہرت کے متعلق بہت بات ہے۔

یہ ہے اب میں نہیں کر رہا ہوں۔" مسٹر جوسٹس نے کھڑکی سے دیکھتے ہوئے ایروم کے لیے کھڑکی میں کہا تو ایروم نے انہت میں سر ہلایا۔ اس کے بعد مسٹر جوسٹس ابھری کے لئے چل پڑا۔ "تو مسٹر جوسٹس! اس کے پاس کچھ احساسات موجود گھر کا مشاہدہ کرتا رہا۔ آپوں پر چھٹی مرتبہ بارش ہونے کا امکان دے رہی تھی۔ ہر سو پڑ رہی تھی۔ ہوا میں ٹپکی میں ہوا سا تھوڑا کر رہی تھی۔ کچھ مہربانی کے پاس سے بنا اور اپنے ایک سے کچھ سامان لگائے۔ ایک دم اس کے دل میں کچھ احساسات اور قانون کی طرف پکا۔ کیلیڈیا کی پانچ سالہ لڑکی کو اسے اپنی لاپرواہی کا شہت سے احساس ہوا۔ اس کا کوئی بھی بچہ نہ پانچ سال سے بیٹن ہو گیا کہ وہ انہی سے اس نے کیلیڈیا کو کوئی کال کر لیا۔ پڑھتی تھی کہ کیلیڈیا نے کل آئینہ کی۔ "کیلیڈیا! یہی ہے۔" ایروم نے محبت سے لہجہ لہجہ لگا دیا۔

"ٹھیک بہن۔" بات لہجے میں جواب دہی ہوئی۔

"انکل اور میٹھ لینا کہیں ہیں؟" ایروم نے اپنے دونوں بچوں کے بارے میں پوچھا۔

"سہلے ہیں۔" لہجہ کی پہلی ہی تقریر تھی۔

"بہن! یہ؟" ایروم نے دیکھ لہجہ میں استفسار کیا۔

"بہن! وہ یہی لڑکی ہے! آئی ایمر ریلی سوئی کیلیڈیا! آج سموات زندگی بھر وقت کے لئے وہ کبھی جانتے تھے تھا سموات زندگی کے لئے وہ کبھی جانتے ہیں تھی سے محبت ہے۔" اس کے لہجے میں واضح فطرت تھا۔

"تو جس کی بات ہے کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے؟" ایروم نے شاکہ لہجے میں استفسار کیا۔

"تمہارے دل سے تو کبھی تھا ہے۔" کیلیڈیا نے ویسے ہی ٹپکی لہجہ سے لہجہ لہجہ کیا۔

"تو کیلیڈیا! اس دنیا میں جتنے سموات ہیں میں میں جتنا اپنی جد بچے تم سے اتنی محبت ہے۔ جب تک



[illegible]

مذکورہ گئے بعد اسی کے ساتھ اہرام کے لئے ہر دن ایک نئی مصیبت سے لڑتا جا کر وہ مضبوطی اور بے غمی سے مقابلہ کرتا رہا۔ وہ دیر کا کے گھر میں موجود رہی طاقتوں نے نئی بار سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی جس وجہ سے وہ کئی بار زخمی ہوا۔ غل کے دوران ہمارا اس کے بعد انہی طاقتوں نے اس کی جان بھی لینا چاہا مگر وہ یہاں ہی سے واپس آ کر ایک سینے کی مصائب تنگن اور تکلیف دہ کوشش کے بعد وہ واپس دیکھ کی مدد پر چڑھ کر برائی کے خول کو اتارنے میں کامیاب رہا اور تھکافانے میں موجود واپس دیکھ کی لاش کو دیکھ کر اس کی مدد کو بڑی منزل کی طرف روانہ کر دیا۔ اس سب کے بعد مسٹر جو جس نے مطالبے کے ساتھ شکر کے طور پر اس کی شاکہ لہری نیابت کی جس کے بعد وہ اپنے ایک واپس جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اپنی واپس سے چند روز پہلے اہرام اپنے بندہ میں جینا فون پر ذکر ہوا تھا۔ جب اسے کوئی ایک میں عبدالمالک کا خبر نظر آیا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے عبدالمالک کا خبر لیا۔ دو تین جاز کے بعد عبدالمالک نے کالی رسید کی۔ حال احوال پر جاننے کی دیکھنے کے بعد اہرام نے اس سے ملاقات کرنے کی بات کی جسے عبدالمالک نے خوش دل سے قبول کر لیا۔ دونوں نے اپنی مصروفیات بتلانے کے بعد شام ملاقات کیلئے کیا۔ اس کے بعد اہرام نے کالی ہند کی ہیر کلیات پر کبھی کتاب کا مطالعہ کرنے لگا۔ یہ تقریباً شام کا وقت تھا۔ مردی کا زور دیر سے دیر سے بڑھتا جا رہا تھا۔ تھک گئے ہوئے نہیں چپوں میں کھنٹی مظلوم ہو رہی تھی۔ ہر سو چھائی دھند کی سونی تھ نے تمام مقررہ دھند لہجے تھے۔ اس سخت سردی میں گرم کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، اگر دن میں خطرہ اپنے اہرام پیدل چل رہا تھا۔ اس کا رخ اس پارک کی طرف تھا جہاں عبدالمالک نے اسے بلا دیا تھا۔ پارک میں اہرام جیسے ہی داخل ہوا تو اسے سامنے ٹھہر عبدالمالک پیش نظر آجوا یک لمبی کوکھاں کلا رہا تھا۔ وہ دیر سے دیر سے چلتا ہوا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ "اسلام علیکم" عبدالمالک نے اسے دیکھ

اس بات پر اجماع دوسرے سے منکر کیا۔ تو دنیا  
ایک حسین قیام گاہ ہے جہاں خدا نے انسان کے لئے کئی  
رہنمائیاں رکھی ہیں۔ ایک بھرپور زندگی جینے کی جگہ جہاں  
ہمیں اپنی خوشی کا سامان خود پیدا کرنا ہے۔ جہاں ہر  
طرز سے، ہر شے سے ہمیں لطف اٹھانے کا موقع  
مسرورہ ایک بار ملا ہے۔ ٹھیکری زندگی میں، میں اکثر یہ  
سوچتا ہوں کہ نہ جانے کیوں لوگ غموں، دکھوں، تکلیفوں  
کو خود پر سوار کر کے اپنی زندگی میں سرگھاویتے ہیں۔ کبھی  
اس کا خاتمہ رخوار کر رہی جہاں انسان کے لطف کے لئے  
خدا نے کتنا کچھ تخلیق کیا ہے۔ اپنی خوشی کی خاطر، ایک  
بھرپور زندگی کے لئے ہر حد سے بااثر ہو کر اس دنیا کی  
رہنمائیوں اور حسن سے مستفید ہونا چاہئے کیونکہ دنیا جیسی  
حسین قیام گاہ میں انسان کی مدت بہت مختصر ہے۔ لہذا

میرے نزدیک دنیا انسان کے لئے سب کچھ ہے۔  
 ابراہام نے کھوئے سے لے کر اپنی بات کھان کرتے  
 ہوئے کافی کاسب لیا۔ جبکہ عبداللہ ک خاصٹی سے اس  
 کی بات میں رہتا تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں؟"  
 ابراہام نے عبداللہ ک سے کہا تو اس نے کافی ٹانگ  
 ایک طرف دیکھا۔

"یہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور اس کے بعد کی  
 زندگی جزا کی اسعاد و عذابی نے انسانوں کو اشرف  
 المخلوقات بنا کر بھیجا اور ساتھ ہی اپنی بے شمار نعمتوں  
 سے نوازا اساتھ ہی انسان کو آزمایا کہ بعد میں آنے  
 والی آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ یہ دنیا  
 عارضی ہے۔ یہیں انسان کو بھگانے اور گمراہ کرنے  
 کے لئے شیطان لگی کر رہے آ رہا ہے۔ جو بے بصیرت  
 کے اظہار کی پابندی کرتا ہے وہ صرف مستقیم پر چلتا  
 ہے۔ اس دہانے کے لئے دل میں خود کو پہنائی  
 رکھا۔ اسے بچا خدا ہی ہے جو ظہور دل کے ساتھ اپنے  
 معاملات نمٹاتا ہے اور بندوں کے حشری لوازم کرنے کی  
 صہبت میں اس کے سامنے نماز میں گزارا ہونے سے  
 ڈرتا ہے۔ خاص طور پر کوئی کو خدا سے ڈرتا ہے۔ سیدھے  
 راستے پر چلنے والوں کے لئے اس دنیا کے بعد انجام  
 کے طور پر جنت ہے جو رہنے کی بہترین جگہ ہے۔"  
 عبداللہ ک نے فرم لے کر کہتے ہوئے ابراہام کی  
 طرف دیکھا۔

"دونوں ہی دل کا عبداللہ ک! جنت کا کیا ہے  
 جنت ہے۔" ابراہام نے لے کر کہنے کے ساتھ کہا۔

"سب کا اپنا اپنا عقیدہ ہے ستر ابراہام"  
 عبداللہ ک نے غصے سے کہا۔ "بھگدہ بن دو لوں کے  
 درمیان خاصٹی قائم رہی۔ بھی عبداللہ ک نے ہانپیں  
 طرف دیکھا اور انکشت میں سر ہلایا۔ ابراہام اس حرکت پر  
 تھوڑا حیران رہا۔

"کیا ہوا عبداللہ ک؟" ابراہام نے جیس لے کر  
 منہ دیا تو کہا۔

"میں اپنے منہ کی بات کر رہا تھا۔"  
 عبداللہ ک نے ابراہام سے جواب دیا۔  
 "کیا؟ منہ کی؟ تو وہ مجھے کیوں دکھائی نہیں  
 دی۔" ابراہام نے ہمدردی نظر سے دہراتے ہوئے  
 دوبارہ استفسار کیا۔

"کیونکہ تمہارا علم اس مخلوق کو دیکھنے کے لئے  
 محدود ہے جس کی کہ بات چیت کے دوران میں یہ بھی جان  
 چکا ہوں کہ تم اس مخلوق کی اس دنیا میں موجودگی سے لاعلم  
 ہو۔" عبداللہ ک نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تاہم میں ہا دنیا کی انہی کوئی مخلوق نہیں جو  
 میرے علم میں نہ ہو۔ صرف یہی نہیں! میں انہیں قباہت  
 جانے کرنے پر عمل پیر بھی رکھتا ہوں۔ تم کس مخلوق کی  
 بات کر رہے ہو؟" ابراہام نے سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے  
 سوال پیش کیا۔

"جنت کی بات کر رہا ہوں۔" عبداللہ ک  
 پر سر ہلکے انداز میں ہاتھ رکھا۔ اس بات پر ابراہام  
 ایک دم حیران ہوا۔ آج سے پہلے اس نے ایسا نام نہ  
 نہیں سنا تھا۔

"اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جنت نامی مخلوق  
 اس دنیا میں موجود ہے؟" ابراہام نے بے اعتباری سے  
 سناٹ لے کر کہا۔  
 "میں انہیں حاضر کر رہا ہوں ان کی محکم دکھا  
 سکھ ہوں۔" عبداللہ ک نے اسے ثابت فرام کرنے کا  
 ذریعہ بتایا۔

"اگر وہ تمہارے کسی جادو کی شعلہ سے بازی  
 ہوئی تو؟" ابراہام نے دیسے ہی لے کر کہا وہاں کہا تو  
 عبداللہ ک نے ایک قہقہہ لگایا۔

"اگر میں جادو کروں گا تو کیا تمہیں پتا نہیں چلے  
 گا ستر ابراہام! تمہارا تجربہ جو علم یہ تو نہیں کہتا۔"  
 عبداللہ ک نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ایک لمحے کے لئے  
 ابراہام کو اپنا آپ بلایا اور اسے اپنی بے خبری کا احساس  
 ہوا۔

"بھگ ہے انہیں آج ہو گئے؟" ابراہام نے

پوچھ کر رہے ہوئے بے خوف لہجے میں اس سے کہا۔  
 "نکل رات بارہ بجے قبرستان میں۔" عبداللہ ک نے  
 کافی کا آخری گھونٹ پھرتے ہوئے اسے جگہ بتائی۔ بھی  
 ابراہام اٹھا اور باہر جانے لگا کہ چاہک عبداللہ ک نے  
 اسے پکارا۔

"کیا بات ہے؟" ابراہام نے پلٹ کر پوچھا۔  
 "میں تم جتنی جانتا کرو دیکھتا جا رہے ہوں۔"  
 عبداللہ ک نے قہقہہ میں کہنے کے لئے اسے مام پھا۔  
 "ہاں! ابراہام نے خدو لے کر کہا۔

"میں کہہ رہا تھا۔ تم وارہاؤ گے۔" عبداللہ ک  
 شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ دوبارہ راستہ اس کی آنکھوں  
 میں دیکھتے ہوئے ہوا۔

اس بات پر ابراہام ایک دم غصے میں آیا۔ "میں  
 کسی سے نہیں ڈرتا عبداللہ ک! ابراہام نے غصے پر  
 قابو پانے ہوئے لہجہ بچا کر کہا اور کہنے سے باہر نکل  
 گیا جبکہ عبداللہ ک کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

رات انتہائی اندھیری تھی۔ ہر طرف گہرے  
 ستارے کا راج تھا۔ گہری دھند کے باعث سردی کھپ  
 کر پڑی تھی۔ اس انتہائی خاموش رات میں  
 یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سارا عالم انسانوں سے خالی  
 ہے۔ خزاں ک ہار کی تمام ماحول کو اپنی لپیٹ میں لئے  
 ہوئے تھی۔ "کیا ہوا اس کی رفتار میں کدیم تیزی ہو گئی۔  
 ہوا کے بہاؤ بہت تیز ہے اور گہرے ہاول کی بجائے دیر میں  
 رات باہری ہونے کا اندازہ اسے دے رہا ہے۔ ایسے میں  
 دھند کی موٹی تہ سے گھرے راستے پر ایک آدمی کا جانا  
 ہوا بول دکھائی دیا۔ ابراہام گرم کپڑوں میں لپیٹا ہوا  
 قبرستان کی طرف جا رہا تھا جہاں عبداللہ ک نے اسے  
 بلایا تھا۔ وقت سردی کی بھی ذی روح کو گھر سے نکلنے  
 سے روکے ہوئے تھی۔ ابراہام ہمدردی سے جھانپ رہا تھا  
 غور کر رہے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا جب دور میں  
 کتبوں کے ردنے کی آواز نے ماحول میں عجیب قسم کا  
 ارتعاش پیدا کیا۔ چند لمحوں کے لئے ابراہام کو لگا جیسے وہ

اس جہن میں صرف اکیلا انسان ہی رہ گیا ہے۔ کچھ

### ذہیت

زندگی میں کچھ سزا ایسے ہوتے ہیں کہ  
 سالوں چلنے دہنے کے بعد بھی ہم وہیں ہوتے  
 ہیں جہاں سے سفر شروع کیا تھا۔

اس سے بڑی کوئی اذیت نہیں۔

(راسخون فطر سلطان - گوجرہ)

\*\*\*

موسم خلی کو آخر کار رادارک ہو گیا کہا سے  
 ایک ایسے دھانگے نے ہلاک کیا جسے وہ سینے میں  
 چھپانے ہوئے تھی

(راسخون فطر سلطان - گوجرہ)

دیر مزید اسی سناہن راستے پر چلتے ہوئے ابراہام کو  
 سامنے قبرستان کا وسیع سا مینظر نظر آیا۔ تھوڑا قریب  
 جاتے ہی اسے وہیں عبداللہ ک کھڑا دکھائی دیا۔ وہ  
 سیدھا اس کے پاس پہنچا۔ وہ ابراہام کو ساتھ لئے  
 قبرستان میں داخل ہو گیا۔ "جنت اپنے اصلی روپ  
 میں انتہائی خزاں ک ہوتے ہیں۔ ستر ابراہام! اسے کہ  
 عام انسان ان کی بھگدہ ہواشت نہیں کر سکتا۔"  
 عبداللہ ک نے ساتھ چلے ابراہام کو جنت کے شفق  
 قباہت اور مٹی خزاں نماز میں مسکرایا۔

"جنت کو میرے سامنے اصل روپ میں ہی  
 حاضر کر دیا عبداللہ ک! اس کے لہجے کی بے غری حروف  
 پر چمکیں۔ اس کی بات سن کر عبداللہ ک نے دھیرے سے  
 انکشت میں سر ہلایا۔ قبرستان کے میں درمیان عبداللہ ک  
 نے اپنے گھر ابراہام کے گرد حصار کھینچا اور اس میں چڑھ  
 گیا۔ عبداللہ ک نے بیٹھے ہی ہاتھ سے ہم مام کو بھی چلنے  
 کا اشارہ کیا۔

"کچھ بھی ہو جائے اتم نے اس صلہ سے باہر  
 پرگز نہیں کیا ہے۔ صلہ میں تم کو خود رو گئے۔"

عبدالملک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو اس نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔ عبدالملک نے نمل پڑھنا شروع کر دیا جبکہ ایورام بیٹھا ارد گرد کا مشاہدہ کرنے لگا۔ شہر خوشاں کی دہشت گہر اور دھند کے استخراج سے بھری اس سیاہ رات پر پوری طرح غالب تھی۔ تاحدنگا دھیلی قبریں زندگی کی محرومی کا شفاف اعلان کر رہی تھی۔ قبرستان میں لگے درختوں کے زرد پتے ہوا کے سبب زمین پر گر رہے تھے۔ گونج دار آوازوں سے چلتی ہوئیں ماحول کو دہشت زدہ بنا رہی تھی مگر ایورام پر اس ڈراؤنے ماحول کا اثر کم ہی پڑ رہا تھا۔ وہ اس سے بھی زیادہ خوفناک حالات میں نمل کر چکا تھا۔ اس نے نظر میں گھما کر عبدالملک کو دیکھا۔ جس کے نمل پڑھنے کی رفتار میں تیزی آ چکی تھی۔ یکدم ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی، ایسی خاموشی جو ایورام کے دل پر اثر انداز ہونے لگی۔ اس کے دل کی دھڑکن بے اختیار سی بڑھی تھی۔ وہ اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے عبدالملک کو نگاہیں باندھے دیکھنے لگا۔ جوں جوں عبدالملک حزیہ پڑھتا گیا، ہوائیں طوفان کی صورت اختیار کر گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے قبرستان میں لگے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے اور اڑاڑ کر ارد گرد کی جگہ پر گرنے لگے۔ ابھی ایورام اسی صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچانک زمین میں لرزش پیدا ہوئی ایسے جیسے زلزلہ آ رہا ہو۔ اسی کے ساتھ ایورام کے دل میں خوف سرا بھارنے لگا۔ وہ اپنی کیفیت پر یکدم حیران ہوا۔ خوف خود بخود اس کی رگوں میں دوڑتے خون کے ساتھ دوڑنے لگا تھا۔ دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگی۔ ماحول پر چھائی محبت کا غنجدھیرے دھیرے اسے جکڑ رہا تھا۔ اچانک زمین کسی کے قدموں کی دھمک سے لرزی۔ عبدالملک نے زرد پڑتے ایورام کو اشارہ کیا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ آگیا ہے۔ ایورام نے دھیرے سے سر اٹھایا تو اس نے اپنے وجود میں کچکا پھٹ بڑی واضح محسوس کی۔ اسے اپنی بڑھ کی ہڈی میں کچھ ریت لگا ہوا محسوس ہوا۔ زندگی میں بھی اس نے یہ خوف حادی نہ ہوا تھا۔ اس

نے ہمت مجتمع کر کے دیکھا تو ایک انجائی ڈراؤنا اور خوفناک وجود کھڑا تھا جو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ اس کا قد اس قدر لمبا تھا کہ اس کا سر سمیں آسمان سے چھوٹا معلوم ہو رہا تھا۔ ایورام کا دل جیسے دہشت کی سطحی میں جکڑ کر چھوڑا گیا۔ اس کا پورا وجود پسینے سے شرابور تھا جبکہ بال پھلیاں توڑنے کو بے تاب تھا۔ اس کی بے ربط سانسیں ڈھونڈنے کی مانند چل رہی تھیں۔ خوف اس کے اعصابوں پر پوری طرح مسلط ہو چکا تھا۔ اس وجود کی ریت کو ایورام بس اتنا ہی برداشت کر پایا اور اس کا چہرہ دیکھے بغیر ایورام نے اپنا سر دوبارہ نیچے گرا لیا۔ تمام سانسوں دم بخود بیٹھے اس واقعے کو سن رہے تھے۔ بال میں موجود خواتین کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ تبھی بال میں گونجتی ایورام کی آواز آتا بند ہوئی۔ اس نے ایک نظر بال میں بیٹھے تمام افراد پر ڈالی اور اپنی بات مکمل کرنے کے لئے دوبارہ گویا ہوا۔

”اس رات جب میں سنسان سیاہ سڑک پر قدم بڑھا رہا تھا تو میرا داغ بال نکل ماؤف تھا جبکہ کانوں میں سائیں سائیں کی آواز گونج رہی تھی۔ بس اتنا جانتا کہ عبدالملک میرا بازو تھامے مجھے میرے فلیٹ کی طرف لے جا رہا تھا۔ بس اتنا یاد ہے کہ میری حواس سے غاری آنکھوں نے عبدالملک کے لب ملتے دیکھے تھے مگر میری سماعت اس کی آواز سننے سے قاصر تھی۔ اتر واقعے کے دو دن بعد تک میں بخار میں مبتلا رہا۔ خوف کہ ہوتا ہے، جس نے زندگی میں پہلی بار اس بھیانک رات کو محسوس کیا لیکن اس رات میں نے جو کچھ دیکھا وہ سب میں تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جنات نامی مخلوقات کی موجودگی اس کائنات میں ایک حقیقت ہے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔“ اپنی بات ختم کرنے کے بعد ایورام جیسٹر اسٹیج سے اتر ا اور ارد گرد ہوتی چہ میگوئیوں کے درمیان پردہ کار انداز میں چلا ہوا اپنی نشست کی طرف بڑھنے لگا۔







## سبز آنکھوں والا جن

آیت عائشہ سلطانہ - گوجرہ

والیل میں وعدہ کرتا ہوں اگر کوئی بھی تمہارے ساتھ غلط کرے گا میں اس کو مار دوں گا والیل میں تم کو جلدی ہی اپنی دنیا میں لے جاؤں گا اب مجھے اجازت دو تاکہ میں جا کر عمل شروع کروں۔

دل دماغ پر سحر طاری کرتا ایک جن کی حقیقی محبت کا شاخسانہ جو اسے حاصل نہ ہو سکی

نہیں والیل یہ میں نے نہیں کہا بلکہ میم نے کہا ہے جتنی خوبصورت تم خود ہواتا اچھا گالی بھی ہو۔  
بس کرو میری تعریفیں کرنا۔  
میں نہیں کرتی تعریف بلکہ سارے کالج کے لڑکے تم پہ مرتے ہیں اور ایک تم ہو کہ بس کدو جاری ہو میم کے پاس اب خوش۔  
والیل کے ٹروپ میں سحر اور زہرہ تھی والیل

سحر کلاس روم میں داخل ہوئی اور سب کو خوش خبری دی کہ اس بچے کالج میں فنکشن ہے پر سب صاحب نے بتایا ہے سب لڑکیوں اور لڑکوں کو کہا ہے کہ اگر کوئی کسی چیز میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اسٹاف روم میں آ کر نام لکھواوے اور والیل میڈم کدھر ہے میم دعا نے کہا ہے کہ گاہا تیار کر لو فنکشن کے لئے۔  
والیل سن کر کیا کہا تم نے مجھے نہیں کوئی گاٹا۔

کے دلدار ہیں ایک عمارت میں سرچکے تھے اور وہ اپنی دہلی کے ساتھ چھوٹے سے گھر میں رہتی تھی۔ محرز ہرہ پاد میں کون سا Song نکشن کے لیے تیار کریں۔  
 زہرہ وہ تم کو ایک غزل سنائی معراج جانے کی خدمت نہ کر دلا رہاں یاد زہرہ Thanks تم نے میری مشکل آسان کر دی چلو جاتی ہو دین آگیا ہے گل ملاقات ہوگی، وائیل نے گھر آئے ہی دہلی کو سلام کیا اور بتایا کہ اس کے کانٹ میں نکشن سے اور اس کو کانٹ وائیل نے گانے گائے گا کہا جا رہی ہے وائیل کو بھی کسی کام سے روکا نہیں تھا۔  
 وائیل اپنی نکشن کا گے کے باہر نہیں ہے۔  
 نہیں وائیل کا گے میں ہی ہے۔

ٹھیک ہے مگر ٹھیک ہے، وائیل وائیل اپنی نکشن روک کر ہے کہ وقت شام کے چھت پہنچا گیا کہ وہ دہلی سے جاتی تھی چھوڑے ہیں اور یہ بلہ اور ہاں وائیل میں غزل کی تیار کر رہی تھی گھر کی ایک نظر اس پر پڑی تو یہ بچے گھر کی صحبت سے آ رہا تھا۔ وائیل اس کی آنکھیں دیکھ کر سیریز ہو گئی پیاری تھیں لیکن میں نے بھی پہلے نہیں دیکھا اور۔  
 یہ نہیں وائیل چلو بیٹھا جاں OK دہلی کو۔  
 شہر بھی تمہارے لئے دودھ لے کر آتی ہوں وائیل تو بلہ کوئی دیکھ رہی تھی وہ بہت یاد تھا اور نکشن دہلی میں بھی آ رہی تھی جس کا سب کو انتظار تھا کالج میں سب لڑکیاں لڑکے بہت خوش تھیں اور سب تیار تھیں میں مصروف تھی زہرہ اور مگر یاد وائیل ہمارے ہر شاکل مادہ اچھا سمجھ رہی اور شاہ زیب کی صحبت کے چہ چہ پورے کالج میں ہوتے ہیں۔

تو ہونے دو وائیل صحبت کرتے ہیں کوئی جرم نہیں، پر محرز یہ صحبت کہہ نہیں سکتی عام ضابطہ کہ اندر نہ جانی پر فوج وہ محرز سمجھتا ہے نہ تو نہ دونوں چہ چہ ساتھ اور ویسے بھی صحبت نہیں ہوتی جب وہ چھوٹی وائیل مجھے کسی سے صحبت نہیں ہوگا مطلب مجھے بھی تیار ہونے چاہیے کہ ان کے ساتھ سے ہر بلہ بلیز ٹھیک ہے

ہم باہر جا رہے ہیں تیار ہو جاؤ لو گے، میں وائیل کے ساتھ میرا وہ پتہ کہہ کر اس کا کیا کروں نکشن تو شروع ہو چکی ہے وائیل مجھے لہی چھپے مڑی اس کا سر کی کے پیچھے سر نکھرایا۔ کہہ گئیں کہ تو مجھ نکشن آ یا اور وہ کئی دیر تک کسی کے پیچھے سے سر دھرتے اس کی دھڑکنوں میں انجمن دھڑکی مگر حواس بیدار ہوئے تو اس کی مخصوص خوشبو نے اس کے لوسان خطا کر دیے تھے وہ سنبھل کر سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی سب آ نکھوں والا ایک لڑکا اس کا درپہ آ تھا میں نے کھڑا تھا یہ زہرہ وہ پیچھے سے ہی کہ وائیل میں آپ کا حق ہے مجھے باہر گیٹ سے ملا یہ پتہ میرے بچے میں تھا اور سے ہر دہلی گھر میں داخل ہوئی وائیل اب اس کے بعد تھوڑی دیر ہی باقی ہے اور ایک نظر اس لڑکے کو بھی دیکھا۔

میں آ رہی ہوں، وائیل ششے کے آگے رو پڑی سیت کر رہی تھی تو زہرہ اس کی پہلپ کرنے لگی کہ اس لڑکے نے ایک بار پھر وائیل کو کھانچ لیا۔ وائیل نے آپ Thanks نکشن کہیں کسی کو، یہ کیا ششے میں زہرہ اور وائیل کا نکسن میں رہا تھا جبکہ وہ لڑکا وائیل کی دائیں جانب کھڑا ہے پاس کا گھر ششے میں نہیں ہیں وائیل نے پیچھے مڑ کر دیکھا یہ کیسے ہو سکتا ہے انکی وائیل کہہ گئی کہ اس سب لڑکا نکھوں وائیل کے لئے کہا میں وائیل آپ خود بھی پیاری ہیں اور آپ کی آواز بھی۔ وائیل اور بھی حیران ہوئی کہ یہ عوام کیسے جانتا ہے۔ وائیل کون ہیں آپ اند میں نے آپ کو پہلے بھی نہیں دیکھا کالج میں۔ زہرہ آپ جو بھی ہیں بہت خوبصورت ہیں ام کیا ہے آپ کا۔

ابراہیم نام ہے میرا۔ وائیل فیصہ سے میرے سوال کا جواب دیں پہلے۔  
 محرز جلدی سے گھر سے داخل ہوئی۔ وائیل زہرہ کو گھر کی ہو جلدی آ وائیل کی ہاری ہے محرز کی بات سن کر کہہ دیا انکھوں والا لڑکا ہر شکل کیا۔  
 محرز کو کھانا تھا یاد ملا۔  
 زہرہ یہ نہیں بد میں دیکھتی ہوں تم دونوں کی

پہلے باہر آ جاؤ سب کچھ ہے تھا۔  
 محرز ہوم وائیل آپ نکشن پر کر غزل چھوڑی تھی۔  
 آج جانے کی خدمت نہ کر رہی ہیں بھلا میں پیچھے رہو آج جانے کی خدمت نہ کر رہی ہیں۔

کہ اچانک وائیل کی فکر ابراہیم پر پڑی جو وہاں بیٹھا وائیل کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا پیچھے ہی غزل قلم ہوئی اس نے اس لڑکے کو ابراہیم کے پاس جا کر سب کچھ پوچھا تھا کہ جب وائیل وہاں پہنچی تو دیکھا کہ وہاں ٹھیک تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے وہی اور تھا وائیل سوچ رہی تھی کہ وہ لڑکا کون ہو سکتا ہے لیکن ایک بات جو اس کے دل میں بار بار آ رہی تھی کہ جب زہرہ اور محرز کے ششے میں عن و تھا تو ابراہیم کا کیوں نہیں دیا پھر اس کا وہم تھا۔ محرز کر بھی وائیل اس لڑکے کے بارے میں سوچ رہی تھی وائیل بار بار اس کا یاد کر رہی تھی کہ وہ بہت خوبصورت تھا پر کون ہو سکتا ہے انکی وہ من خیالوں میں ہی کہ جس کی کہنے نے اس کے ہاتھ پر چھانک لگا دی وائیل ڈر گئی، لیکن جب دیکھا کہ یہ تو بلہ ہے تو اس کو سانس آیا تو میرے پیارے بے نظمی چہ ہے آج میں نے ایک لڑکے کو دیکھا وہ بہت خوبصورت تھا اس کی آنکھیں تو تمہارے جیسی تھیں سیریز وہ بہت عجیب تھا۔ وائیل یاد زہرہ وہ محرز سے اپنی بات شہر نہیں کرتی تھی لیکن جب سے بلہ اس کا دوست بنا تھا اس سے وہ اپنی باتیں شہر کرتی تھی۔ بلہ بھی وائیل سے بہت پیارا کرتا تھا۔ وائیل نے گھر پہ کے ساتھ Common پر جا رہی تھی کہ اس کی نظر ابراہیم پر پڑی وہ ایک درخت کے نیچے کتاب لے کر کھڑا تھا وائیل نے محرز زہرہ سے کہا کہ تم لوگ جاؤ میں اب آتی ہوں۔

پر تم جا کر میں رہی ہو، بس ایک منٹ تم چلو میں آتی ہوں کہا نا! چلو بھی میں تو بھوک لگی ہے آ جا جلدی OK۔  
 وائیل جلدی سے اس درخت کے پاس کھڑے ابراہیم کو کھانچ کر کے تو آپ یہاں ہیں ابراہیم۔ آپ

تو میرا ہم بھی نکشن ہیں مجھے گانے آپ بھولی تھی ہوگی؟  
 آپ کو نہیں بہت اگے سے یاد ہوں۔ آپ بڑی تھیں ایک بات تا؟ آپ کون ہیں۔ کہاں رہتے ہو اور مجھے کیوں اتنا یاد آتے ہو۔ وائیل کو پتہ ہی نہیں تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے، جوں میں تھا وہ بول دیا ابراہیم مسکرا چکا۔  
 میں اب میں تمہارے گھر کے پیچھے رہتا ہوں اور بیٹھ تمہارے ساتھ ہوں۔ وائیل لیکن میرے گھر کے پیچھے تو عوی ہے جو بہت عرصے سے خالی ہے۔ وائیل ہاں بتاتی ہیں وہیں میں بہت رہے ہیں پس تو میں بھی جن ہی ہوں میں کر دے مجھے ٹھیک جا نہیں پانچ، میں اس شہر میں کچھ دن پہلے ہی آیا ہوں، ابراہیم ساتھ ہیں وائیل کو پتہ ہی نہیں کیا ہو گیا تھا کہ اس نے اتنی جلدی سب کچھ ابراہیم کو بتا دیا تھا اور وہ ابراہیم کو دیکھ کر سب کچھ بھولی گئی تھی۔

چہ نکسن کیوں تو ہم دوست ہوتے ہیں وائیل،  
 Bhai میں لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی۔  
 Bhai میں اپنی لڑکیوں سے نہیں ہوں۔  
 دیکھ مجھے یہ چاہیے کہ وائیل بے ساختہ بولی۔  
 مگر میں اب ہم دوست تھا۔  
 یہ میں میری دوستوں کو کیا نکھوں گی۔  
 یہ کو بھی کہہ جاؤ اور اس درخت کے پیچھے آ جاؤ میں اور ہی ہاں نام میں ہوتا ہوں۔  
 وائیل نے اب روز ہی درخت کے نیچے آنا شروع کر دیا۔ وائیل کو ابراہیم سے بہت ہو گئی تھی۔  
 وائیل بے کیا ہے تمہارے ہاتھ۔  
 ابراہیم پاپ کے لئے لڑ گئی ہے۔  
 کچھ دیکھو نکشن پیاری ہے۔  
 تم سے پیاری نہیں ہے وائیل تم کو پتہ ہے میں نے تمہاری آواز سنی اور تمہیں دیکھا تو تم سے صحبت ہو گئی۔  
 مجھے بھی ابراہیم۔  
 وائیل لاؤ ہاتھ میں انکھوں پہنو۔  
 وائیل نے ہاتھ آگے کیا تو انکھوں وائیل کے

کھڑے تو بنے۔ غدا کیا کر گھر میں لے کے رہے۔

وہاں ہوا مجھے تھوڑا سا چارے سے کوئی بات کر لی۔ بعد کچھ ہوئی کہ وہاں لے کے رہ گئی۔ یہاں تو نہ کھانے کی دکان تھی اور نہ ہی کسی گھر سے کھانا ہو

تو وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

پکا دو گئی تھی۔ وہاں سے میرے پاس ایک انعام ہے کہ وہاں کو کہہ دے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے گھر کے کچھ سے خوش رہ رہ کر گھر میں رہا۔

میرے گھر میں رہ رہ کر گھر میں رہا۔

مسلماں جن لوگوں میں تم سے ملنے کی کڑک رہی تھی

میں کیا۔

انہوں نے پہلے مجھے اپنے بھائی سے اجازت لی

تھی۔ وہاں بھی انہوں سے اجازت لی۔ وہاں بھی

میرے گھر میں رہ رہ کر گھر میں رہا۔

پہلے وہاں مجھے اپنی دکان سے لے کر آیا۔

مہر ہے۔

کہاں کہ وہاں مل گیا ہے۔ سے بڑا چارے

مل گیا ہے۔ وہاں چارے سے کھانا ملا۔ سب چارے

آج ملے۔

وہاں چارے لے کر آئی تو سب کو پا کر

پوچھا کہ یہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

زور دیا کہ یہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

جو میں نے کہا تھا کہ میں نے وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر

وہاں سے کھانا لے کر آئے ہو۔ کہہ کر



والیل کا بدلاؤں کا، چلارائی اسب سب سے نکلیں لے کر  
جھپٹ سے ٹر کر مرگئی ہے اور پھر سب سکرانے لگے  
دیکھو کھر بھی اب ہمارے نام ہو گیا ہے۔

ابراہیم یہ سب سن رہا تھا اور سزا پتا انہوں نے  
سب کو بتایا کہ والیل جھپٹ سے ٹر کر مری ہے والیل کو  
دفن کر دیا گیا ابراہیم والیل کی قبر پر درود پاقدا۔

والیل مجھے معاف کر دو میں کچھ نہیں کر سکا تھی  
میں اب تمہاں بدالالوں کا، کچھ دنوں کے بعد نور پھرت ہو  
مگی تو ابراہیم نے دیکھ لیا اور والیل کی شکل میں آیا  
کہا تم نے مجھے مار دیا نور نے دیکھا تو بھاگ کر

میر جھوں سے نیچے اتر چا تو ابراہیم نے اس کو روکا  
رہے دیا، ایسے ہی میر کی والیل کو مار کر پھینک دیا تو نور  
نور نیچے گرتے ہی سر مٹی چنی بھائی آئی ہائے میر نور  
کیا ہوا ہے لیکن حسب دیکھا تو نور سر مٹی تھی۔ ہائے  
میری نور کو کیا ہو گیا۔ ابھی ایک (غم) دکھ کم نہیں ہوا تو  
کہ والیل کے چاچے اور ایک بڑے بیٹے کا ایک ٹیڑھا  
ہو گیا اس حادثے میں وہ دونوں باپ بیٹا موقع پر ختم  
ہو گئے، اس کے بیچے بھی ابراہیم کا ہاتھ تھا۔ اب بالی  
چنی اور اسی کا چھوٹا بیٹا جو سفور وکیل جیسے پر تھا والیل  
کی چنی کو سزا ابراہیم ڈرانے لگا۔

شاہ نواز مجھے والیل نظر آتی ہے دو پانی چل تہو مل  
کر لیتا ہے۔ مجھے زور لگتا ہے۔ اب سوز کا معمول ہو گیا  
تھا۔ چنی یہ سب دیکھ کر پاگل ہو گئی شاہ نواز کو بھی ابراہیم  
ڈرانے لگا۔ شاہ نواز اپنی امی کے ساتھ اسی کھر میں سے  
نکل گیا خود سفور و قشا، والدہ، باکل جس کو مرک پر رہتے تھے۔  
والیل کا کھر اب خالی ہو گیا تھا۔ بہت سے

لوگوں نے دیکھا کہ ایک بڑا آنکھوں والا لڑکا جو کہ  
بہت خوبصورت ہے والیل کی قبر پر قرآن مجید کی  
 تلاوت کرتا ہے جو ہر وقت یہاں موجود ہوتا ہے۔ لیکن  
جب کوئی والیل کی قبر کے پاس جاتا ہے تو وہ لڑکا  
خائب ہو جاتا ہے۔

اجازت ملتا کہ میں کھر شروٹ کر دوں اپنے بڑوں  
سے اجازت لے کر۔

ابراہیم جلدی لوٹ آتا میں تم سے محبت کرتی  
ہوں۔ چہ ہے مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہم جدا ہو جائیں گے۔  
نہیں ہمیں کوئی جدا نہیں کر سکتا، والیل میری  
بیاری والیل اب میں چلا ہوں اللہ حافظ۔

اور میر چنی والیل کو مارنے لگا۔ Planک بھالیا کہ آج  
رات ہم والیل کو مار دیں گے۔ عثمان کی اذان ہوئی تو  
والیل نے مارے کا تم کر کے اپنے کھرے میں آ کر  
غناور چڑھی تھی کہ اس کی چنی اور چنی کی بیٹی اور والیل کا بڑا  
بیٹا کھرے میں داخل ہوئے۔

والیل چنی جان نہر ہے آپ سب یہاں، ہاں  
خیر ہے تم نہیں مارنے آئے ہیں نور نے کہا تو چنی اور  
شاہ زہیب مسکرا پڑے ہا ہا۔ تیار ہو جاؤ کھرے کے لئے۔  
اور ابراہیم نے پہنچ کر مکمل شروٹ کیا تھا اس عمل میں  
بولنے سے منع کیا گیا تھا۔ چنی نے والیل کو پکڑ کر ہستر پر  
دھکا دیا والیل ہستر پر گر گئی۔ مجھے نہ مارو چنی جان میں  
آپ کے مارے کام کروں گی لیکن ان سب پر  
شیطانیت سوار تھی۔ والیل کے منہ پر کھیر کھا اور دبا دیا۔  
والیل ابراہیم کو پکار رہی تھی دیکھو امی میں نے  
کہا تھا کہ اس کا کوئی بار ہے۔ اس کا ہی نام لے رہی  
ہے۔ ان ظالموں نے والیل کو مار دیا۔

ابراہیم مکمل کر چکا تھا اس نے اپنے بابا سے کہا بابا  
والیل کی مشکل میں ہے حسب میں عمل کر رہا تھا تو وہ  
مجھے آواز دیں۔ سہی تھی۔ ابراہیم بیٹا اب تم اور نہ جاؤ  
کھن بابا۔ کیوں کہ والیل زور نہیں رکھ رہی۔  
بابا ایسا نہیں ہو سکتا۔ بیٹے ان ظالم لوگوں نے  
اس کو مار دیا ہے۔

بابا میں ان کو چھوڑ دوں گا نہیں مجھے جانا ہو گا تو کھر  
ہے تم جاؤ ابراہیم میں تمہیں روک نہیں سکتا جاؤ۔

ابراہیم والی آ یا تو دیکھا کہ والیل کی چنی اور  
اس کے بیٹے والیل کو پھٹ سے نیچے پھینک رہے تھے  
میں تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے میں تم سب سے میری





## عبدل علی کی قبر

ناصر محمود فریاد۔ فیصل آباد

دور کہیں الو کے چیخنے کی آواز ابھری۔ زناٹے کی ہوا چل رہی تھی۔ اس دوران میں عامل نے لاش کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا تھا اور جبڑے کو بستہ کرنے کے لیے ٹھوڑی کے گرد بانٹھا گیا کپڑا بھی کھول دیا تھا۔ اس شخص کو مرے ہوئے ساتھ گھنٹے ہو چکے تھے۔

خوف و ہراس کی... گنگنڈی پر روالہ والوں... اچھی نوعیت کی... خوفناک کہانی

دل کشی اور خوبصورتی، تب ہی بیدار ہوتی ہے جب یہاں سیاہوں کا رش ختم ہو جاتا ہے۔ ہوٹل خالی ہو جاتا ہے اور سونج مستی کرنے والے قاہرہ واپس چلے جاتے ہیں۔ تھکے ہوئے سیاح شمال کا رخ کرتے ہیں اور تھمپین کا میدان سناں ہو جاتا ہے جس کو کوئی بھی ڈی ہوش آدمی دلہا کی روشنی میں بھی پار کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ چاہے عظیم ملکہ ”باشپ سو“ خود ہی اس کا اعلان کیوں نہ

لکھو۔ قابل ذکر دلکش جگہ ہے۔ وہاں آنے والے زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ واوی مسافروں کے لیے بہت سے پرکشش مقامات کی حامل ہے۔ یہاں ایک بہترین ہوٹل بھی ہے جس میں سیاہوں کے لیے ہر قسم کی سہولت میسر ہے۔ آثار قدیمہ کے شائق لوگوں اور محققین کے لیے بہت سی شاندار قدیم یادگاریں ہیں۔ ان لوگوں کی فہم سے لوگوں کے نزدیک لکھنؤ خوابیدہ

کرے کہ وہ دیر انسانی کے صبر کی جہت پر آکر سب کو اپنے جوشن کرانے لے۔

دوسال پہلے میں بھی اپنے ایک ایسے ہی دوست کے چکل کرنے پر جوش کے سینے کے شروع میں اس دہلی میں اس کے ساتھ موجود تھا۔ گریوں کے دلوں کی طہارت نے ہمیں اس دہلی کی دلکشی کا تجزیہ کرنے میں بہت مدد فراہم کی۔ میرا دوست "سوشن" جو خیابانی طبع پر ایک کیسٹ بے حد ویسٹ کی جری بوٹوں پر کچھ تفتیش کرنا چاہتا تھا اس کے لیے طبعی خواہش کے بارے میں جان سکتے۔ مجھے اس علاقے کی اقدامت اور دم درواج میں دل چسپی تھی مگر چند چیزیں اس کی تھیں جن پر ہم دلوں کا کمال اتفاق تھا اور وہ ہم نے سب سے زیادہ بات کی تھیں۔

میں سوشن سے منہ اندھیرے ہی دہلی آکر مکمل جاتی اور اس کے بعد ہسٹریوں کے کا کوئی قصہ نہ تھا۔ ہم دونوں ٹھکانوں پر سوار ہو کر دہلی کے تھکنے کے کھڑے سیر کرنے لگے جاتے۔ مذاں کا آغاز وہاں پہلے دہلی بھٹی ہار فرحت و گنج ہوا کے ساتھ ہوتا۔ ہمارے ٹھکانے بھی وہیں تھے۔ ایک ناظمی زمین میں تھا جس کو دیکھتے اور دیکھتے کرتے۔ وہ لمبے در لمبے کے ٹکڑے تھے دو لیکن احسان کے ٹکڑے سے لامحدود ہوتے تھے۔ سورج طلوع ہونے سے میں پہلے دہلی کا سرسبز پانی روٹھتی کی کھول کو خوش آمدید کہتے ہوئے کاشی کی جاوہر کی مانند بن جاتا۔ شریقی سے مغرب تک اپنی ہر جگہ کی تبدیلی کی ایک سیر سے پہلے اس کے بعد صبح کی روشنی مندری پر پتھریوں کی چوٹیوں کو چھونے ہوئے کسی چمک دار مائع کی طرح وہاں کی طرف پہنچے گئے۔ جہاں کے جھگے وہاں کے پانی کو چھوتے اور سرگوشیوں کرتے چلے جاتے۔ وہاں میں کھنڈیں چلے گئیں اور عمارتوں کے باؤں بلند "پائڈ" یا "پائڈ" کے ہادی صاف تھیں بند ہوئے گئیں جسے نہ کرکھڑوں کے قسم بھی پہنچے گئے۔

مگر وہاں پہنچ کر بات کرنے کے بعد ہمارے دوست نے کہا کہ یہاں کوئی نہایت دلچسپ کھانا جاتا ہے۔

گرم ریت کی خوش بو جیسی مہک دنیا میں کسی اور جگہ نہیں ملے۔ اس کے بعد استوائی رات، ہلکی کا دودھ اور مکھن جڑوں سے نکلتا ہوا دھوئے زمین پر سب سے زیادہ خوش اور سب سے کم کو لوگ ہیں۔ مگر سیاحوں کے سامنے یہی زبان نہ کہنے کا نام نہیں ملتا تھا۔

اس ساری تمہید کا مقصد آپ کو وہ کہانی بتانا ہے جس کا آغاز چار دن پہلے اس وقت ہوا جب مقامی گاؤں کے سب سے عمر رسیدہ آدمی "عبدالاحی" اپنا ایک اٹھل کر کوہ وہ بہت امیر شخص تھا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ اس کی دولت اور عمر کے بارے میں سارا آرائی کی گئی تھی۔ لیکن اس کے قریبی لوگوں نے پتھر کی چٹھیا ہسٹ کے اس بائبل قصہ دیکھ کر اس کی عمر اتنی ہی جتنے اس کے پاس مگر بڑی پاؤں تھے۔ اور ہر ایک پاؤں سو کی مالیت کا تھا۔ اس کی موت کو جو میں سمجھنے لگی کہ نہ پائے تھے جب اس کی وصیت تحریر کرنے کا وقت آیا تو علم ہوا کہ اس کی دولت کا بیشتر حصہ غائب ہے۔ اس کی والدہ سے ملنے والے انگریزوں پاؤں بہت کم تھے۔ عبدالاحی اپنی عمر کے سوا بیس ہی کر رہ چکا تھا اور اس کے سوا سال بھی اس کے ساتھ مر چکے تھے۔ اس کا بیٹا گھڑے اپنے باپ کی موت پر ہلاک و غمزدہ تھا۔

عبدالاحی ایک ہی عمر گزارنے اور پھر دو دولت انھیں کرنے کے بارے میں اپنے لیے پورا اور بھی شہرت نہیں لکھا تھا۔ مسلمان ہونے کے بارے میں بھی اسے سورج بنا شرب لی لیتا، رمضان کے دنوں روزے رکھنے کی بجائے ڈنٹ لکھا دکھاتا۔ اپنے آخری دنوں میں اس کے پاس بیٹا نام زمانہ حال موجود تھا جو اس علاقے میں اپنے گالے جاوہر کے لئے مشہور تھا۔ اس پر مرنے والوں کی لاشوں کو لوتنے کے جرم کا شہر تھا۔ مصر میں جہاں قدیم ہلاک ہوئی اور چھوٹی لاشوں کو ان کے اعتبار سے کھد کر لیا گیا ایک ایسا اثر ہے جس کے لیے ترقی یافتہ اور بائبل و معاشرے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں وہیں اپنے ہم عصروں کی باتوں کو انہیں نہایت دلچسپی سمجھا جاتا ہے۔ گھڑے نے ہمیں پورے انہوں کے ساتھ بتایا کہ

اسے اس گالے جاوہر کے حال پر شک ہے جس سے اس کا والد بچے ملاج کر رہا تھا۔ وہ جانتا ہے کہ اس کے والد کی رقم کہاں ہے۔ پھر وہ دیکھا تھا کہ عبدالاحی اپنے آخری لمحات میں جب اس حال سے کوئی بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو اس کا چہرہ کسی بھی قسم کے اثر سے بے اثر تھا۔ عبدالاحی کسی کو کچھ بتائے بغیر اس دنیا سے چلا گیا۔ جینا اس نے حال کو ضرور کچھ بتایا ہوگا۔ لوگوں کو شک تھا کہ وہ ضرور کچھ جانتا ہے مگر اب تاخیر اور یہ یہ شک انھیں اس کے ساتھ کر داری کا پورا تھا لیکن وہ اس اہم حقیقت کو جاننے میں ناکام ہے۔

عبدالاحی کو دن کر دیا گیا۔ ہم سب اس کے جنازے میں شامل تھے۔ کئی دن کی رسومات اور کرنے کے بعد سب شرکاء کو کھانا کھلایا گیا۔ اس کھانے میں بڑا ہوا گوشت تھا جو ہم نے اتنا زیادہ کھالیا کہ اس کے بعد وطن اور گھر رات کے کھانے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ واپس آنے سے پہلے عبدالاحی کے بیٹے گھڑے اور عبدالاحی کے سب سے چھوٹے بھائی، جینا سے ہماری بات چیت ہوئی۔ جینا کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔ وہ ان دنوں لوگوں نے ہمیں اس حال اور اس کے قبرستانوں کے کارناموں کی کہہ کر کہانی سنائی تھی۔

جینا ہم گھر واپس پہنچے تو گھر کے کام کاج کے لیے جو نو عمر خاتون کا ہم نے ملازم رکھا ہوا تھا وہ بھی آگیا۔ اس کا خیال ہے کہ اس کی عمر دو سال ہے لیکن جینی خود پر نہیں جانتا۔ کھانا پکانے کے ساتھ ساتھ وہ بہترین صفاتی بھی کر رہا تھا اور عموماً باغبان بھی تھا۔ اس لڑکے کا نام بلال تھا۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ بچوں اس کے اس وقت میں جھانگنے کی جاوہر کی طاقت ہے۔ دشمن کا خیال ہے کہ جاوہر گھڑے کچھ نہیں ہے یہ سب دشمن خود سوچ کر اپنے نام ہے۔ ہم عبدالاحی کے جنازے کے بعد تو اس کی وجہ سے ہمیں اس جاوہر کو ماننا پڑا۔

اس جاوہر کو وہ لڑکا بلال "سفید ہاتھ" کا نام دیتا تھا۔ بلال کے اس سفید جاوہر کا طریقہ بہت سادہ تھا۔ وہ اپنی پٹلی پر تھوڑی سی سیاہ رنگ کی روٹھائی اپنا یا پھر کوئی

سیاہ رنگ دکھاتا۔ بعض اوقات آخر یا ایک ایسی طرح سیاہ رنگ کا کپڑا بھی بہترین تبدیل بن لیا جاتا۔ اب وہ اس کو گھور شروع کرتا۔ پانچ یا دس منٹ کے بعد اس کے چہرے پر تاثرات ابھرنے شروع ہوتے۔ اس کی کھلی آنکھیں کپڑے پر جی رہتیں۔ جسم اور چہرے کے پھول میں کئی آجلیں اس کے بعد ایک دوسری کی طرح ہوتی۔ وہ ان چیزوں کے بارے میں بتاؤ شروع کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ اس کی یہ حالت اس وقت تک قائم رہتی جب تک کہ اس کی کئی سیلی کو سونا نہ دیا جائے یا کپڑا ہاتھ نہ دیا جائے۔ پھر وہ اوپر دیکھتا ہے اور کہتا ہے "ظالم" جس کا مطلب ہے "یہ ختم ہو گیا ہے"۔

چند دن پہلے جب ہم نے اس کے کھانا کھانا کھا تو پہلی شام جب ہم نے کام ختم کر کے گھر پہنچے تو شہر کے پانچ پانچ تھیں جس میں سفید جاوہر کھانا کھا کر کچھ سیایا نہ پہنچا۔ اس کی بات سننے لگے۔ اس کے کہنے پر ہم نے اپنی سفید پٹلی کی دولت اس کے محلے کے ایک سفید پٹلی اپنی کھلی پٹا کر دیا ایک کڑی میں بیٹھ گیا اور سرسبز میں چلا گیا۔ کچھ بعد اس کی آواز ابھرنے لگی۔ اس میں اس کے سامنے بلال کے حلقے نے لگا۔ "دعا ہے پر دیکھو گھڑے کھڑے ہیں۔ ایک عروہ صحت بہرے لکھ کر گھڑوں پر سوار ہو گئے ہیں۔"

ہم نے اسے یہ بات اس قدر حیرت انگیز تھی کہ اگلی ڈاک کے ذریعے میں نے اپنی والدہ کو یہ کھانا کھادوہ جرائی ڈاک سے بتا دیا کہ 12 جون کی شام ساڑھے پانچ بجے (انگریزی وقت کے مطابق) کہو کیا کڑی میں جینا اب کھانا کھائے۔ یہی وقت تھا جب بلال اس کمرے میں بیٹھا تھا۔ اس بارے میں بات کر رہا تھا۔ میں اس کے کھانے کے جلسہ کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔ دشمن نے اس سادے علاقے کی وسعت میں وہی کی کہ میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جن کی ایک خاص ضرورت ہے انہیں شہر موجود ہوتی ہے اگرچہ ہم نے ان کو کھانا کھا کر دیا۔

بلال نے یہی بتایا کہ وہ اپنے سفید ہاتھ کا مظاہرہ اس وقت نہیں کر سکتا جب اس کی پٹلی کوئی رنگ موجود





اور تھا اس کے قریب رک کر چند لمحوں کے لیے ہم نے  
 دیکھا تو محل پر چڑھ چلا گیا۔ جہازوں کی ایک قطار  
 قبرستان کے اندر تک پہنچی تھی۔ اسی کے قریب عبدالملک  
 کی قبر تھی۔ ہم نے غلط انداز میں قبرستان کی ٹلی کی دیوار  
 پھانچے گا فیصلہ کر لیا۔ ہم ایک کمرہ دار کے اوپر چڑھے  
 اور پھر دھڑ سے اندر گئے۔ دھڑ اندر ہم اسی کے  
 درختوں کے سامنے میں اس طرف دیکھ رہے تھے جہاں  
 عبدالملک کو دفن کیا گیا تھا۔

درختوں کے پتے ہوا کے تیز جھوکوں سے  
 ہوا ہوا ہوا رہے تھے ایک دو بات چیت میرے چہرے  
 سے بھی گھرائے۔ قبر سے تقریباً بیس گز کے فاصلے پر ہم  
 رک گئے اور ایک جہاز کی کیڑی کی طرف دیکھ کر قریب کی طرف  
 دیکھا۔ وہ ایک حیرت انگیز منظر تھا۔ ایک نہایت ہی بولی  
 قبر کو کھود رہا تھا۔ دھڑ میں میرے پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے  
 کالے جامد کی مدد سے کھسک کر شروع کر دیا۔ اسی وقت  
 میں نے حذر کر کے اس کی طرف دیکھا۔ میرے اصحاب کافی  
 مضبوط ہیں لیکن اس پر نظر پڑے ہی میری چیخ نکلتے نکلتے رہ  
 گئی۔ دھڑ کی دیوار ابلی کی کی آواز ابھری۔ وہ جیتنا میری  
 حالت سے معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے بولے بغیر جیسے آگے  
 بڑھنے کا اشارہ کیا جیسے مجھے درخت موجود تھے۔

جب ہم قریب پہنچے تو چاند کی روشنی میں واضح  
 طور پر قبر کھودنے والا نظر آیا۔ دو صاف طور پر پچکا ہوا ہوا  
 تھا۔ وہ کالے جامد کا وہی حامل تھا جس سے عبدالملک آغری  
 دلوں میں علاج کروا رہا تھا۔ وہ مکمل طور پر بے لباس تھا اور  
 اس کا جسم چاند کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ دھڑے دھڑے  
 سے وہ کھدائی کا کام دیکھا۔ سر اٹھا کر آسمان کی طرف  
 دیکھا۔ ایک گہری سانس لیتا۔ ہلکے انداز میں جیٹا اور  
 دوبارہ قبر کھودنے لگا۔

مجھ پر بعد اس نے اپنے کپڑوں میں سے جو  
 قریب ہی زمین پر پڑے تھے، اسی کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا اور  
 اسے لے کر دھڑ کی قبر میں اتار گیا۔ چند لمحوں بعد وہی  
 کے درختوں سے اپنے ہاتھوں میں ایک سے دو بات چیت  
 پھر کھود کر کھسکے۔

لگا۔ فوراً ہی تابوت کا ایک سر اٹھ کر سر اٹھایا۔ غصہ کی  
 کوشش کے بعد اس نے تابوت کو قبر سے باہر نکال دیا۔  
 جوت کے دھککن کا ایک سرا اٹھاتے ہوئے اس نے  
 یقین کیا کہ مردہ اٹھ کر کون سا ہے۔ اس کے بعد اس نے  
 تابوت کو اٹھا کر بالکل سیدھا کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد اس  
 نے تابوت کا دھککن پورا کھول دیا۔ تابوت کے اندر مردہ  
 عبدالملک کی سفید پوش لاش مفلجہ میں پڑا نظر آ رہی تھی۔

اسی وقت میرے ذہن میں بالائی کے الفاظ  
 گونجنے لگے۔ "اس حامل کے پاس کالا جامد ہے جو  
 نروال کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔" میرے دماغ نے کھڑے  
 ہونے لگے اور میرے جسم پر بخندے پیچھے کے قدم سے  
 پھوٹنے لگے۔ اسی وقت دھڑ نے اپنے منصوبے پر عمل  
 کرنا شروع کر دیا۔ یہ محسوس کرتے ہوئے میں نے تعزیری  
 سے سر گھٹی کی۔ "توگو۔۔۔ اب وہ کالا جامد استعمال کرے  
 گا۔"

اسی وقت دھڑ کہیں اور کے پیچھے کی آواز  
 ابھری۔ ڈانے کی ہوا چل رہی تھی۔ اس دوران میں حامل  
 نے لاش کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا اور جڑے کو بند  
 کرنے کے لیے غصہ کی گڑبگڑ سے لگا پڑا۔ کپڑا ابھی کھول  
 دیا تھا۔ پتی کھٹکتی ہی جڑا اٹھ کر گیا۔ اس شخص کو میرے  
 ہونے ساتھ کھینچے ہوئے چمکے تھے۔ مجھے محسوس تھا کہ یہ شیطان  
 حامل اب کیا کرے گا۔ چاند کی روشنی میں جیسے اس کی ہر  
 حرکت واضح نظر آ رہی تھی۔ اس نے اپنے کپڑوں کی جیب  
 سے جڑے کا لہذا نکال پڑے تھے۔ وہ چھوٹی کھلی گولیوں  
 نکالیں اور انہیں تیزی سے تپش میں ڈگڑگڑنے لگا۔

اس کے ہاتھوں سے یوں جیسے شعلے نکلنے لگے۔  
 دلوں ہاتھ پیلے دنگ کی روشنی کے ساتھ جھلک رہے تھے۔  
 اس کے ہاتھوں سے ایک لہر ہوا شعلہ نکلا۔ اس میں سے  
 ایک گولی اس نے لاش کے کھٹکے میں ڈال دی اور دوسری  
 اپنے منہ میں ڈال لی۔ اب اس نے مردہ آدمی کو اپنی  
 ہاتھوں میں ایسے لپکا جیسے جگہ کی موت کے ساتھ قہری  
 کرے گا۔ اسی وقت لاش کا ٹکڑا جڑا اٹھا ایک ہلکا سا  
 کھٹک کی آواز کے ساتھ بند ہو گیا۔ اپنے منہ میں پڑی

گولی اس نے مضبوطی سے دھکیلی تھی۔

حال تیزی سے دھککن خرا اور لپچ کپڑوں کی  
 طرف۔ دھککن آوازوں کے قریب سے وہ چلا نکلا۔ اس  
 سے اس نے تابوت کا دھککن کھولا تھا۔ اس جاتو کی مدد  
 سے اس نے لاش کا کھٹک اٹھ کر دوسرے ہاتھ سے اس کے  
 منہ میں دھکی گولی کو دھککن لگائے گا۔ اس کام میں اسے  
 کافی قوت صرف کرنا پڑ رہی تھی۔ پھر پیچھے ہٹے ہوئے وہ  
 لاش کو جھٹک کر دھککتے ہوئے چلا۔ "عبدالملک۔۔۔ میں  
 تمہارا دوست ہوں اور تمہارا دوست ہوں کہ تمہاری رقم تمہارے  
 پیسے تمہارے لیے ہے۔ اس کا اگر تم مجھے بتاؤ کہ یہ کہاں ہے؟"  
 میری آنکھیں خوف کے اندر سے پھٹ رہی تھیں۔  
 میری سانس میرے سینے میں اٹھنا شروع ہو گئی۔ مجھے اپنی  
 آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ میرا دھککن اٹھا کر دھککن  
 کے ہونٹ پلے اور دھککن کی آواز پڑے کے پھل کی  
 طرح ایک لمبے کے لیے پھل پڑا۔ بے اختیار ہوا کر  
 میرے ہونٹوں سے آگے ہی پھل نکل گئی۔ پتی تو ابھی بھی کر  
 رات کے سنائے میں تعزیری سے ابھری۔ پتا دلا شاید حال  
 کے کانوں نے بھی سن لی تھی کہ میں نے اسی لمبے گھون  
 سوز کر میری طرف دیکھا۔ اسی وقت دھڑ کا لے ہندوئی  
 بلدور کے گھس میں میرے پیچھے سے نکل کر سامنے  
 آ گیا۔ حامل ایک لمبے کے لیے اپنی جگہ سانس کھڑا ہوا  
 پھر ہندوئی کو دیکھتے ہی حذر کر دھککن پھانچا۔ چلا گئے  
 ہوئے اسے ٹھوکر لگی اور وہ اسی قبر میں جا گر اٹھے اس نے  
 ابھی کھولا تھا۔

دھڑ غصے سے کھڑا میری طرف مزاحمت کر رہا تھا۔  
 "تم نے سب غائب کر دی تعزیری پر میری نہیں کر سکتے تھے۔"  
 میں دھڑ کی بات پر قہقہہ دینے کی بجائے تابوت  
 کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں مردہ عبدالملک اپنی کھلی آنکھوں  
 سے باہر نکلا تھا۔ ہاتھ پھردو آگے کی طرف جھکا اور منہ  
 کے بل زمین پر گر گیا۔ ایک لمبے کے لیے وہ وہیں لیٹا رہا  
 اور پھر اس نے گروت بدل دی اور پیچھے کے منہ چپٹ لیٹ  
 گیا۔ اب وہ آسمان کی طرف کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ خاک  
 آلود ہو چکا تھا۔ خاک کے ساتھ تار و خن بھی لگا ہوا تھا۔

گھڑے ہوئے تابوت کے ایک کھل میں اس کے منہ کا  
 ایک حصہ ایک گہرا تھوڑا بھٹ چکا تھا۔ اس کا باپوں  
 کندھا ٹکڑا ہو گیا تھا۔

دھڑ میری طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں جا  
 کر پولیس کو اطلاع دیتا ہوں۔ تم میں روک دھمکنا  
 مال فیرے نکلے ہو یا نہیں پائے۔"

لیکن میں نے لپکا کر کے سے کھڑا کر دیا۔  
 اب ہم دونوں نے لاش کو ہاتھ تابوت میں ڈالنے کی  
 کوشش کی اس کے بعد ہم نے بے ہوشی حال کر پکا کر قبر  
 سے پھر کھدائی کی اسی کی مدد سے اس کو اندر دیا۔  
 ہم اسے گھڑے لگے۔ اگلے دن عبدالملک کو پکا کر دھڑ ہم  
 سے لے آیا۔ "دیکھا میں کچھ تھا؟" کہ حال کو مضبوط ہے  
 کہ میرے ہاتھ کی دھککتی ہے۔  
 "کیا کہی تھی؟" میں نے پوچھا۔

"ایک چھوٹی سی ٹیکل میں جو لاش کے کندھے  
 کے گرد بندھی ہوئی تھی۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی  
 جیب سے ایک ٹیکل نکالی جس میں کوئی نوٹ چڑے  
 ہوئے تھے۔ یہ ٹیکل عبدالملک کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو گئی  
 تھی۔ حال کو دیکھتے ہی کہ وہ مردے کو زندہ کر کے اس  
 کو زندہ کا دھڑ معلوم کر کے کھڑا کر دیا۔ وہ اندر سے اس کی قبر  
 میں دفن کر دے گا۔ اس کی سانس کی آواز آگے آگے تھی۔

اب ہماری دل دھککن میں پیلہ رنگ کی گولیاں تھیں  
 تھیں جنہوں میں لاش کے منہ میں دکھائی دیا۔ ان  
 گولیوں کو ہم نے قبرستان سے اٹھا لیا تھا۔ یہ دونوں پیلے  
 گولیاں ہم نے تمام کو بال کے چھ پر رکھ دیں۔ انہیں  
 دیکھتے ہی وہ پلنے لگے۔ "کالا جامد۔ کالا جامد۔"

اگرچہ میں اس پر بھی بھی یقین نہیں تھا مگر میں نے  
 حساب سمجھا کہ دونوں گولیاں دیا نے ٹیکل کی شکل میں دھڑ  
 سمجھ کر دھڑ میں لپکا۔ پیلے دھڑ نے کچھ دھڑ میں لپکا  
 پر لاش سوز لپکا۔ ہاتھ کر کھلی ہوئے ٹیکل میں لپکا  
 عبدالملک کی لاش کی قبر میں لپکا۔



# کالے علم کا ماہر

راشد خیر طاہر

قسط نمبر: 06

ایک ایسے موجود ان کی کٹھالی جسے جادو ٹونا گھنٹ میں پلایا گیا تھا، اس نے ہوش سنبھال تو لیکن ارد گرد کھلے کرتوتوں والوں کو پلایا بیوی یہ کالا علم اس کی رگ رگ میں سرایت کر گیا تھا۔ ابھر ایک حسین چہرہ اس کے دل میں اتوتا چلا گیا۔ پھر کیا ہوا۔

راشد خیر کے قلم سے لکھی گئی ایک پرجسس، سٹیلی خیر اور پرامر اردستان حیرت

تکلیف میں دیکھ کر سر ہل کر رہا ہے۔ "تو چاہوں گی کہ یہ تیری سے ٹھیک ہو جائے۔" "کیا ہے ممکن ہے؟" "جی نہیں، خدا کے کلام پر یقین ہے۔" "بالکل۔۔۔" "نہیں تو پھر اس بات پر یقین رکھو کہ اس کے کلام میں ہر مرض کا علاج لکھی ہوئی ہے۔" "یہ سن کر کونل جگمگنا سوتی ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بعد غلام نے کہا۔

"میں کل شام کے وقت گولی اور جہیز وہاں لے چلوں گی۔" "وہ مصر کی نماز کے بعد اپنے آستانہ پہ آتے ہیں۔۔۔" "ٹھیک ہے۔" "میں کونل جگمگنے نے کہا "تمہاری باتوں نے میری امید کے پچھلے ہوئے چروا کر ہلاک کر چکے۔" "وہ سن کر ہنسنے لگا۔" "تم بالکل پریشان مت ہو۔" "خانو نے تکی دی۔" "خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔" "چاہے۔" "اس کے خواہ قدوت میں کوئی کی نہیں ہے۔" "میرے بچے وہاں غلوں نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔" "ادوب آج بھی وہی ہے جس نے مسند میں

خاندان خیر کی طرف دیکھتے ہوئے جگمگے کاغذ ہو گئی۔ "اسے صاحب کو دکھاؤ گا۔" "شک صاحب کو۔۔۔؟" "ہاں۔۔۔" "خانو نے سر ہلایا۔" "وہ بہت کرامت والے بزرگ ہیں۔" "لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ کہیں نہیں جاتے۔" "اس لئے گولی کو ان کے پاس لے کر جاؤ گے۔" "ہاں۔۔۔"

"ہاں یقین۔" "وہ اصل ان کی بھی مجبوری ہے۔" "میں کی دونوں ہاتھیں مقلوع ہیں۔" "نہ۔۔۔" "ہاں۔۔۔" "میرا من مت ہو۔" "ایسی حالت کے باوجود ان کے پاس علم کا ایک دیا ہے کہ یہ قدرت ان کے گرد محکم رکھتا ہے وہ ان کے آستانے سے سرخسوں کو شکلا دیتی ہے۔" "اگر ایسی بات ہے تو تم ہمیں پہلی خدمت میں وہاں لے جاؤ۔" "ابھی تمہاری شکر گزار ہوں گی۔" "میں گولی خیر میں عالی بات۔" "خانو نے



سات بنا تھا۔ وہ تو کبھی نہ جلا ہوتا۔ دس لاکھ ملے۔ ہر لوگوں کی سوچ بدل گئی ہے۔ بھاری غور غور زندگی بدل گئی ہے۔!! اور یقین اس کی دولت پر نہیں رہا۔!! اگر ہم صاف گوئی سے کام لیں اور اس سے بچے دل سے مانگنا تو وہ ہندی دھنڑا ہو گا۔!!

خدا ہوتی چلی گئیں۔۔۔ ان کے فحاشی ہونے پر کڑی جگہ رہا کر رہیں۔" واقعی تم نے تو میری آنکھیں کھول دیں۔ مجھے یہ بات میں تجھ کی غارت پڑا کر فتنہ تھا۔ کی بہادری مسخری ہوئی۔۔۔!!

☆ ☆ ☆

بھاری نے گھر پر آتے ہی اپنا پر یا ستر اندھا شریعہ کر دیا۔!! اور دل سے جلدی سے اٹھ جاتا پڑتا تھا۔ اب اس شرم میں وہ فتنہ سے بے غلی نہیں تھا۔!!

چنانچہ اس کے سات سے پہلے پہلے ہی اپنے ٹھکانے کا سراغ لگ کر آیا۔ اس کے جانوروں کو خریدنے والا خود ہی ایک کرباب بازی تھا۔ گوکہ مداری کو اپنے پانچ جانوروں کے زیادہ پیسے تو نہ مل سکے۔ لیکن بی افلاں اسے ضرورت لگی تھی۔ کٹھن کی دلی ہولی رقم اس کے لئے کھلی تھی۔

اور لوگ اپنے معاملات کو سمیٹ لینے کی جگہ دور تھا۔!! تاکہ یہاں سے فوری طور پر نکل سکے۔ طوفان کے گھر میں کھڑے دھلے ہاتھیں ہی کر اس کے کان کڑے ہو چکے تھے۔ اس بوڑھے کو دیکھ کر اندھا بھلا کر دھکا دھکا فتنہ آ رہی یہ!! لیکن فتنہ کو بھاری مداری کی کھوج نہ لگائے۔

نہ جانے کہاں اسے بوڑھے سے خوف سا دس ہوئے لگتا تھا۔ اپنے کانٹھ سے کھائے ہوئے اس نے اپنے منہ پر لگی لٹکانے لگا دیا۔!!

طوفان کوڑھنے کے بعد ایک بار بھاری مداری کے گھنے جھک چکا تھا۔!! اپنے منہ کو اس نے ڈوبے پر غم لگائے تھے۔ کما کر کما کر۔۔۔!!

نہ رہا اس کاوت اب ہانسی کے بچے کی کوئی امید رہی تھی۔!! مداری نے اپنی دولت میں کس کا کڑا کاری بٹا دیا تھا۔!!

اس نے دوسرے دن صبح ہی بیکار ہو کر اپنے گھر سے رخ کیا تھا۔ لیکن وہاں جا کر اسے خبر لی کہ موسم کی طرف سے کے باعث ابھی دو دنوں تک کوئی عین شالی گڑھ کا سراغ نہیں کر سکے۔!!

مداری قندے شش رخ میں پڑ گیا۔ واصل شالی گڑھ اس کا دیکھا بھلا تھا۔!! اور وہ لگی بار بار جا کر مٹائے لگی دکھایا تھا۔!!

انکی بھاری رقم کے ساتھ کی اور تھک جانا مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ رات کا کھانا کرسے گا۔!!

وہ روز بھلا کا فتنہ ایک سی، لیکن ہمارے تو نہیں تھا۔ کہ چشم فتن میں ہی اندھ کی تک پہنچ جائے۔

مداری کو یقین تھا کہ ان لوگوں نے آنے سے پہلے ہی وہ شالی گڑھ روانہ ہو جائے گا۔!!

☆ ☆ ☆

اور شاد بھلا کو بھی دیکھنے آئیں۔ اسے دلی جواب ملا تھا۔!!

فریج کی دھکی شش دون کی تاخیر تھی اور اس کی بچہ وہ دھندھی جو شالی گڑھ کے واسطے میں چڑھ رہی تھی۔!!

یہ دھندھی فتنہ ایک تھا کہ پتا آپ ہی دیکھائی دینا مشکل تھا۔!!

موسم کا حال تھانے والے لوگوں نے حیرت و ہلاکت میں دھندھ کے چھائے رعبے کی بھٹی گئی تھی۔!!

یہ خبریں کتاب کے چرچے پر بھر مداری کے آواز میں لگے۔!!

شاد بھلا کی حالت بھانپ گئی تھی۔ چنانچہ اس نے سگھائے ہوئے پوچھا۔ "تم کھیل پر تیار ہو گئے۔"

"جی۔۔۔!! وہ جنگ! میں یہ سوچ رہی تھی کہ جب تک نہیں وہ جانور گھر سے بارے میں معلوم نہ کرے۔!!"

شاد بھلا نہیں کر سکا۔

"اورے تم تو واقعی بہت ڈری ہوئی ہو۔۔۔!!

میں۔۔۔!! اس کی کھنکھاہٹ ہو گا مگر وہ ان کی ہاں ہوتی، تو میں تم کو ہرگز نہیں اور نہ کھنکھاہٹ ہے۔!!

ناموشی سے بھلا سے لگائی ہو۔۔۔ تاکہ پوچھتا ہے کہ کسی کو یہ معلوم کر سکیں میں موجود ہیں۔!! اس لئے یہ وہم اپنے ذہن سے نکال دے کہ کوئی یہاں تک آجائے۔

۴۔ خبر میں کل بھر شالی گڑھ کی خریدنے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے جاؤں گا۔!! تم غصہ نہ کرو۔!!"

☆ ☆ ☆

مداری کے اچھوتی کافی لیے تھے اس نے ایک ہی دن میں پانچ لاکھ لاکھ کر سکی تھی اس کے مطلوبہ پانچ سو روپے ہیں۔!!

میں اب یہ معاملہ باقی تھا کہ وہ لوگ ہیں کہاں!! فتنہ صدمہ پر اسے ان کی فکر اتنی تھی!!

مداری کا معاملہ مناسب سے متعلق تھا۔ وہی مناسب کہ جس نے اسے شاد کو اس سے غور کر دیا تھا۔

مداری کا اصل گھر تو تانبے سے متعلق تھا۔!!

کیونکہ اسے "پاس" اس کا فتنی سراپا یہ جو تھا۔!!

مداری کو اس کی زیادہ فکر تھی!! اسے تانبے کے بارے میں مہل و پست مل چکی تھی۔ یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ان کی فتنہ میں کھانا کھاتا ہے۔ کتنے کس بات کی تائید کر رہا تھا۔

آپ ایک دھندھ والے کے گھر میں تھی اور اسے ابھی تک گھر سے باہر نکلے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

مداری کے بڑے کاموں نے وہ ہر رات کی بات بھلائی کا کام شروع کر دیا تھا۔!!

بھاری طرف سے مداری سے حلقہ بھی اسے خبر نہ مل رہی تھی۔ مداری کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ

مداری نے ریلوے اسٹیشن کا سراغ کیا تھا۔ اور پھر وہ وہیں پلٹ آئی۔!!

اسے شالی گڑھ چاہا تھا۔ جس کی خریدنے کی ہمارے دن کی تاخیر تھی۔" میں!!" مداری کو کچھ سوچے ہوئے لگا۔ "دیکھتے ہو کہ وہ کہاں سے اسے ابھی بھلا کر مناسب نہیں ہے۔ شاد خود ہی فیصلے سے باہر آئے گی۔!!"

وہ دن کے بعد مداری کو انکی بات معلوم ہوئی کہ وہ خود حیرت زدہ ہو گیا۔!! مداری نے سگھائی کے لئے شالی گڑھ کی کھنکھاہٹ کی کہ مداری کی طرف سے جو کچھ لگے وہ بھی شالی گڑھ کے تھکے ہوئے تھے۔

وہ اس خبر کو سن کر حیرت زدہ ہو گیا لیکن بھاری آپ ہی آپ اس کے بہتوں پر شکریہ ادا کرتی۔!!

☆ ☆ ☆

"کیونکہ جب موت آتی ہے تو وہ شاد کا سراغ کرتا ہے۔ ان دنوں نے میرے ہی شہر کا سراغ کر لیا ہے۔"

بھاری نے بھاری سے کہا تھا۔

"تم وہی جاؤ اور شالی گڑھ کے تھکے ہوئے آؤ۔"

"ایک تو آپ بھی کر رہی۔!!" اپنی دہلیوں کوں تھا۔

مداری سگھایا اور کہا۔

"تم بھاریہ!!" میں تم دہلیوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔!!

"میں بھاریہ!!"

"جی جوداں!!" مداری نے سر ہکا۔

"میں نے تمہیں کو کچھ کہا ہے۔ تم مجھے ہی بھلاؤ اور کچھ مداریوں کی ضرورت ہے!! تم تو جانتے ہی کہ بھاریہ شالی گڑھ کی پھل میں ہے!!"

وہ ہی پھل میں مداری کے دھنکے ہوئے تھے۔

جس کا علم آج تک کسی کو نہیں ہوا۔!!

میں نے بھاریہ کو بھاریہ نہیں علم سکھا دی



”ہوں“ کہا تم بتائیے کہ کتابچے میں  
جیسے کس کی ہوگی۔ ۲۔ نثار صاحب نے بکھڑے

”یہ سننے پر غور کرنے کی ضرورت کم ہونے لگی اور  
 جوں جوں پہنچے۔۔۔ اور باب غائب ہو چکا تھا۔  
 شعلے نے اور اس طرح سنوایا جو اس عجیب و غریب شخص  
 کے ہونہر زبان کو چاہتے ہیں مگر وہ سب ہو گئے۔  
 ☆ ☆ ☆

۱۰ دیکھو !! تم لوگ سوچ بھی نہیں سکتے کہ

مردم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

Das Dokument ist vom 14. April 2021.



کرنے لگا۔ اس کے زمین میں گودھ کی خوف ناک  
 شکل ابھرتی۔  
 وہ... بادل گرنا... پورا شیطان تھا۔ کہیں  
 ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی طاقت کے بول بولے پر اس کا پنا  
 لے لے اور اس کے ہونے والے بچے کو اس سے چھین  
 لے۔  
 "جیس... نہیں... یہاں ہرگز نہیں ہو سکتا...  
 میری کسی ایمان والے نے وہاں کی...!!  
 وہ اسی قسم کی باتیں سوچ رہی تھی اور وہ اس سے  
 حیرت سے دیکھتے ہوئے ہوئی۔  
 "کیا ہوا...؟ تمہاری طبیعت تو عجیب  
 ہے۔"  
 "آں...!! وہ بچہ کی... ہاں... میں...  
 شہنشاہ...!!  
 "تمہاری شکل لپٹا کر ہی بدلی ہے... مجھے  
 تاؤ کیا ہوا؟"  
 جو پناہ میں نے اپنا رخسار پر ظاہر کیا تو وہ ہنس  
 کر بولی۔ "تم نے اس بڑے کو اپنے حواس پر بند کر لیا  
 ہے۔ اس سے وہ نہیں ہے کوئی بہت نہیں کہ جو یہیں  
 بھی سوسا ہو جائے گا... تم اب میرے قتل میں ہو  
 اگر تم کیسے کہو کہ اس صاحب سے کہہ کر میں اس کے  
 گرد پھیس دالوں گا میرا بھی گلوں کی...!!  
 ہاں...!!"  
 "کیا واقعی...؟"  
 "نہ... میرے ہاں کے لئے یہ لیکن ساشلی  
 کام ہے... وہ ہے سرکاری اسرار کی عزت  
 کرتے ہیں...!!"  
 "اچھا سو...!! اکیلا مجھے یہاں دیکھ کر سہل  
 نہیں کریں گے۔"  
 "میں انہیں فون پر ماری تفصیل بتا چکی  
 ہوں... اور وہ بھی ہم لوگوں کی طرح تمہارے ہم  
 ہیں۔ انہیں کسی قسم کا کوئی ہتھیار نہیں ہے بلکہ وہ  
 خوش ہیں کہ ان کے ایک بہن گولی ملی...!!"

"کوہ...!!"  
 "وہ بہت اگلی طبیعت کے انسان ہیں، جب تم  
 میں سے کوئی تو خوش ہو جاؤ گی۔!! وہ لہذا اور روز سے  
 کے بھی بہت سختی سے پابند ہیں۔!! خاندانی آدمی  
 ہیں... یہ گھر اور شان و شوکت انہیں دوسرے میں مل  
 ہے...!! اور وہ اپنی جاب اور مہرے کا کسی لحاظ نہ نہیں  
 اٹھاتے۔"  
 "تم نے اس طرح بتایا ہے کہ اس بھائی  
 صاحب سے ملنے کو دل کر رہا ہے...!! وہ منکر ملی  
 وہاں بھی نہیں چڑی۔ لیکن یہی وہی دھند کے ساتھ  
 باہر کا موسم کافی خوش گزرتا۔  
 ☆...☆...☆...  
 ماری نے ہنسی میں ہی ناشتہ کیا اور پھر باہر نکل  
 آیا۔!! وہ اب شہر کی سیر و تفریح کے موافق تھا...!!  
 تھوڑی دیر تک اس نے دھڑا جے اس کے ہر  
 وہ ایک مشہور تاریخی عمارت کی طرف چل پڑا۔ یہ  
 جہاں کا تہذیب کا سب سے بڑا تھا... جس میں کافی لوگ اور  
 لاپس شہر کی ہوتی تھی۔  
 صاحب خانے میں اس وقت کافی لوگ موجود  
 تھے۔ دراصل اس عمارت کے ساتھ ہی ایک خوب  
 صوبت باغ بھی تھا۔ جس میں بچوں کے لئے  
 جوڑے لگے ہوئے تھے وہی جگہ سے یہاں کافی رونق  
 تھی...!!  
 ماری بکھرے عمارت میں گھومتا رہا۔ پھر اس نے  
 گراؤ کے قریب لگے ہوئے اسٹار سے کھایا یا اور پھر  
 باغچہ میں گریسٹنگ پر بیٹھ گیا۔!!  
 یہاں وہ بچوں کو کھیلنے کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی  
 دیر ہی گزری تھی کہ ایک بڑھا آدمی آتا ہوا دکھائی  
 دیا۔!! اس کے جسم پر منگول کا لباس تھا...!!  
 وہ دوسرے گھومنے کے انداز میں اسی طرف آ رہا  
 تھا۔ ماری اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
 قریب آ کر قہقہہ ماریاں لگا:  
 "ہاں بچہ۔ تو کیوں پریشان ہے...؟"

وہ بچہ...!!  
 "میں پریشان نہیں ہوں...!!"  
 "تمہارے چہرے نے سب کچھ بتا دیا  
 "!! شک منکر!!"  
 "لیکن اس مسکراہٹ میں ایک دھشت تھی...  
 ماری نے ہنسی سے پوچھا:  
 "کیا بتا رہا ہے...؟"  
 "تمہارے ماتھے پر خون کے دو دو بے نظر آ رہے  
 ہیں اور میں میرے سر پر ایک سیلنگ کے سانپ کو  
 دیکھ رہا ہوں۔ جو بڑے حرس سے کھڑی ہوئے ہیں  
 ہے۔"  
 ماری کی آنکھوں میں خوف عموماً آ رہا تھا  
 ہاں کوئی پتلی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔  
 "جی... میں... میں گھبراتا ہوں...!!"  
 "تو سب کچھ بول رہی! تو خون کے کان میں  
 سے بھی بات ہے اور سانپ کو بھی جانتا ہے...!! لیکن  
 میں میرے صوب میں کھڑی ہوئی ہر تھی تو بھی دیکھ رہا  
 ہوں۔"  
 "پر تھی...؟"  
 "ہاں...!! شک...!! نے سر ہلایا۔ "بکھر لوگ  
 بچہ کوئی کی طرح تھے سو گھنٹے بھر رہے ہیں۔"  
 "لوگ لوگ...!!" ماری بے اختیار اٹھ کھڑا  
 ہوا اور دوسرے کھینچا۔  
 "اچھا...!! وہ تو سے دور ہیں۔" شک نے اپنے جیسے  
 تھل تھل: "لیکن ان کی پریمیاں تو مجھ سے قریب ہوتی  
 رہتی ہیں۔!!"  
 "تو پھر... میں... میں کیا کروں ہاں  
 کی...!! وہ گھبراتے ہوئے ہوا۔  
 "ہم تجھے پریشان دیکھ کر ہی آتے ہیں۔!!"  
 شک نے سر ہلایا: "اگر تو ان کو پتا ہے تو وہ سے  
 ساتھ چل...!! وہ تو تو طاقت سے ہے گا۔!!"  
 "کہاں ہاں...؟"  
 "سوال مت کر...!!" شک ہاں کا لہجہ کرتا

ہو گیا "سوال کر کے کہہ دوں گے" جیسے کہیں کرے گا۔  
 اس لئے جو بول رہا ہوں اس پر عمل کر... وہ تیری  
 گمان پر کسی بھی کے پچاسی کا پچاسا بننے والا  
 ہے۔!!"  
 ماری کا دم خشک ہونے لگا۔ اس سے نہیں  
 ہو چکا تھا کہ یہ شک اس کی بیجا ہراساں ہے اور اس  
 کی مدد کرنا چاہتا ہے۔  
 پھر وہ آہستہ سے ہوا:  
 "اچھا...!! میں آپ کے ساتھ چلا  
 ہوں۔ لیکن مجھے ہنسی سے اپنا ساں ہر بکھر رہا ہے  
 وہی اٹھتی ہے...!!"  
 "ہاں چل...!! اتنی سہلت تو ہے تمہارے  
 پاس... لیکن ذرا جلالت میں سب کچھ کرنا... میں تمام  
 کے وقت یہاں آؤں گا۔ اور تو تو کھڑے نہیں بھی  
 بھی گئے ہیں سکون گا...!! وہ کہہ...!!  
 "نہیں نہیں... میں آؤں گا۔!!" وہ  
 چلنے سے ہوا۔  
 شک نے اپنے سر ہلایا اور اس کی طرف غور سے  
 دیکھتے ہوئے ہوا:  
 "سب کچھ میرے سر سے ہاتھ نہیں چلتی تو  
 شامی کڑھکی پہنا رہی تھی ہے گا... شامی کڑھکی  
 پہناؤں میں...!!"  
 ☆...☆...☆...  
 کول بکھرے عمارت نے ایک اور بکھرے صاحب  
 کے ساتھ ساتھ لگا۔  
 آج اس کی بھلی کافی دیر سے ہی تھی... کہ وہ  
 شہ صاحب دوسرے مریضوں میں کافی مصروف  
 تھے۔  
 "اب میری شہ صاحب... گھنٹی کے ساتھ  
 کیا معاملہ ہے...؟"  
 "میں پر بادل کیا گیا ہے...!! شہ صاحب  
 بولنے:  
 "ہاں... میں نے کیا ہے نہ"

صاحب..... "کنول بیگم چونک کر رہ گئیں۔  
 "تو ایک چادر گرہ لیکن وہ بھی اب نہ دیکھیں  
 رہا..... یہی وجہ ہے کہ تمہارے سینے کے طالع میں کھلی  
 وقت لگ جائے گا۔"  
 "تو وقت نہ صاحب....."  
 "سات سے آٹھ بج رہا ہے اس حالت میں رہے  
 گا..... اس کے بعد ہی اس میں بھرتی آئے  
 گی۔۔۔۔۔"  
 "تو۔۔۔۔۔"  
 "وہ لپک کر تھوہانے گا اسٹار صاحب؟" خالد  
 نے پوچھا۔  
 "ہاں۔۔۔۔۔ مجھے پہلی امید ہے کہ وہ بارہ کے  
 اثرات سے باہر آئے گا۔ جس کو شش کر سکا ہو۔  
 پانی نالک کی طرح....."  
 وہاں کی طرف منسوب تھیں۔  
 \* \* \* \* \*  
 ماری پاؤں طرف دیکھا ہوا تھا اب اس کے  
 ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے میں جتن کر  
 رہی تھیں آگے تھے اور اب آگے کا طریقہ ہی ملے  
 ہو رہا تھا۔  
 آٹھ ماری پوچھ رہا تھا۔  
 "اس لپک جا کر رہے ہیں؟"  
 "اس کا ایک۔" "تک اپنا خیر ہے وہ لپک  
 میں لپک..... یہی تھے اس کے کون لپک کر رہے تھے  
 نہ لپک....."  
 "کون.....؟"  
 "ہاں۔۔۔۔۔ جہاں خاموشی اب تھیلی ہوتی ہے  
 وہی سکون ہے۔۔۔۔۔" "تک اپا نے کہا: "تو  
 یہ خاموشی سکون کو ختم کر رہی ہے پاور میں جیسے ہو گیا ہے۔"  
 یہ سن کر ماری جرحہ نہ رہ گیا۔  
 "تک..... آپ تو یہ کیا جانتے ہو.....؟"  
 "ہاں۔۔۔۔۔ تو میرے سامنے ایک کھلی کتاب  
 ہے..... اس میں اس کتاب کو نہ کر رہا ہے۔"

"میرا مطلب ہے کہ میں نہیں اس پر بیٹھی سے  
 تجات دلا دیا جاتا ہوں۔ جو جس میں یہاں تک سے آگے  
 ہے....."  
 "جی..... اچھا....."  
 تھوڑی دیر بعد دونوں اس عمارت میں تھے، جہاں  
 شیطان کی مورتی رکھی ہوئی تھی..... "تک اپا نے آگے  
 بڑھ کر غسل کھانا....."  
 ماری کی نگاہ مورتی پر پڑی تو وہ چونک اٹھا۔  
 "تو کیا ہے.....؟"  
 "میرے ہاں....." "تک اپا کا لہجہ غصہ  
 ہو گیا۔" یہ میرے لپک ہمارا کی مورتی ہے۔ میں مرے  
 دیکھ لیا کہ ہم بھر رہا ہوں گا۔"  
 "اچھا..... کون ہیں یہ حضرت.....؟" ماری کا  
 لہجہ سادہ تھا۔ "کیا میں انہیں جانتا ہوں؟"  
 "ہاں....." "تک اپا نے سر ہلایا: "نام سے  
 ضرور جانتے ہو گے....." یہ لپک شیطان کی مورتی  
 ہے....."  
 "کیا.....؟" شیطان کی مورتی؟ "ماری چونک کر  
 لپک اپا مسکرا رہا تھا۔  
 "ہاں....." "تک اپا شیطان تم سے خوش ہے۔  
 لیکن مسئلہ ہے کہ تم نے اس شیطان کے دھنوں کو  
 لپک لپک کر لیا ہے....."  
 یہ سن کر ماری نہ رہا سے اچھا۔ اس کی آنکھوں  
 میں خوف دوڑنے لگا۔  
 "ہاں....." "کیا میں لپک لپک رہا ہوں؟" "تک اپا  
 نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔  
 ماری پر جیسے کچھ ہو گیا..... وہ کافی دیر تک  
 خاموش رہا۔ "تک اپا سے کچھ نہ تھا۔  
 لپک لپک اپا آپ کی طرح پھر رہا۔  
 "تک اپا کی سزا ضرور ملے گی....." اس نے  
 انہماک سے کہا۔  
 "تو یہ ہو جائے....."  
 اس کے ساتھ ہی شیطان کی مورتی  
 نوپا پھر اٹھا گیا۔

میں اس وقت ایک دل دروز جی انجری.....  
 یوں جیسے کسی کے دل میں بگڑا ہوا دیا گیا ہو.....  
 اس کے ساتھ ہی ایک نہ وہاں تھیں ہی نظر میں لگا جاتا۔  
 اور یہاں فارغ ہو گیا اس کے سوا کسی اور کی نگاہ نہ تھی  
 حتی.....  
 \* \* \* \* \*  
 چاہے کے لئے اب صرف ایک ماہ کا امتحان اور  
 پانی رو گیا تھا..... "اس دوران وہ ہر ماہ کا وہ طریقہ  
 بدل رہی تھی۔  
 لیکن راستے میں اسے اکثر جھڑک رہا تھا کہ کہیں  
 پر تھوڑی سی غراؤ نہ ہو جائے۔ نہ جانے کیوں اس کے  
 ذہن میں یہ خیال رہ رہا تھا۔  
 جبکہ وہ اپنے شہر سے کوسوں دور تھی..... یہ بھی  
 ممکن تھا کہ گروہ کی کاخوں اس کے ذہن میں بند گیا تھا۔  
 "اس بڑی عظمت کے منتظر اکثر سوچا کرتی  
 تھی۔ یہاں لگتا تھا جیسے وہ کسی بھی آن ایک دم ہی اس کے  
 سامنے آ کر اڑے گا۔  
 عدنان ای بے کا کہی اب اس سے کافی دل لگ  
 گیا تھا..... "اور وہ اکثر اپنے اسکل کا کام بھی اسی سے  
 کر رہا تھا.....  
 عدنان ان دنوں کو دیکھ دیکھ کر مسکراتی رہتی  
 تھی..... "ایک دن عدنان نے کہا:  
 "آئی....." "میں گھر میں پور ہوا رہتا  
 ہوں....." "آپ میرے ساتھ کبھی کوئی نہیں....."  
 "گھر نے.....؟" "میں نے سنا ہے....."  
 پھر وہ جلدی سے کھل.....  
 "کہاں جاتے.....؟"  
 "میں لوگ بول پرکھ نہیں گئے....."  
 "یہ کہاں ہے.....؟"  
 "تو تھوڑے دور....." "عدنان نے مزید  
 کہا....." "میں نے کہہ دیا....." "تو....."  
 آپ.....

"کیوں.....؟"  
 "میں نے نہیں....."  
 "یہ کیا بات ہوئی.....؟" "میں نے کہا کہ آپ کو  
 بھی ساتھ میں چلا ہوا....."  
 "وہاں بھی ان دنوں کی باتیں سن کر وہیں  
 آ گئی....." "اور پھر وہ بولی:  
 "بھئی تم تو عدنان کا دل توڑ رہی ہو....." "ان کو  
 اس کی بات....."  
 اور پھر اس نے کھنکھار دیا تھا..... "اس نے  
 مای ہو کر عدنان نے بڑے "کا ایک نرہ لپکا تھا۔  
 شام کے وقت وہ لوگ کار میں بیٹھ کر داخل  
 پارک کی طرف روانہ ہو گئے..... وہاں کا اور پھر ساتھ  
 تھا.....  
 عدنان نے کھانے پینے کی بہت ساری چیزیں  
 لگی میں رکھی تھیں..... آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد وہ  
 لوگ داخل پارک کے سامنے موجود تھے۔  
 پارک شہر میں پھر کھڑی کر دی گئی..... یہاں  
 کھلی تھوڑی سی گاڑیوں کھڑی تھیں..... اور لوگوں کا بھی  
 کافی جھوم تھا.....  
 یہ پارک حاصل ہجوں کی تھوڑی سی جگہ تھی.....  
 جہاں کی طرح کے جھولنے لگے ہوئے تھے..... لیکن  
 یہاں ایسے لوگ بھی دکھائی دے رہے تھے جن کے  
 ساتھ کوئی پھر نہیں تھا.....  
 عدنان نے ایک جھولنے کی فرمائش کر دی.....  
 وہ دونوں سامنے کی طرف بڑھ گئے.....  
 میں اسی وقت یہی کہہ کر ایک کھانہ پی ڈی ایک  
 ٹیکے سے اٹھ کھڑی ہوئی.....  
 اس کے چہرے پر جھرت اور خوف تے آ رہے  
 تھے..... "تو تھوڑے جرحہ سے اس کی طرف دیکھا  
 "تو کیا.....؟" "کیا بات ہے.....؟"  
 وہاں کی یہ غریب نہ تھی..... پھر وہ یہ  
 نہ تھی یہی تھی..... تھوڑے سے تھوڑے سے



جوش کے جہاں سے گزرا نمبر 112 دکھائی دے گیا۔  
 اور اور دیکھتے ہوئے اس نے گروہی کی وی  
 ہوئی چالی کی ہول میں گھمادی نورانی اندازہ کل کیا  
 اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بالکل صحیح جگہ پر آیا  
 تھا۔ اور وہ چالی تھی اسی کمرے کی تھی۔  
 اندر آ کر اس نے کمرے کی حالت جلائی اور  
 آہستگی سے دروازہ بند کر کے اندر سے کڑی  
 لگا دی۔ !!  
 اب اس نے بڑے اطمینان سے کمرے کی کھائی  
 کا کام شروع کر دیا۔ کمرے میں موجود وہ برقی گ  
 ہوئی امدادی میں بند ہوئے ایک کھاس نے کھولا تو اس  
 کی آنکھیں حیرت سے پھٹ چکیں۔ !!  
 "وہ۔۔۔ کتنی ساری رقم تھی۔۔۔ لا آتی رقم مدد  
 کے اس کیسے آئی اور چند اوروں تو اس کی گتہ ہوں کو  
 اپنے پیڑوں میں غفلت کرتا رہا۔ !!  
 ابھی کئی دوسرا اندھا آنے کا خون کیا ہے اس کو اس  
 نے ایک سے ساری رقم نکال لی تھی۔ اس پاس ہے  
 اس کا دل خوشی سے بیٹوں کو گل رہا تھا کہ یہ ساری رقم  
 صرف اس کی تھی۔  
 اس میں سے گروہی یا پھر کسی اور کو روپے بھی نہیں  
 دیا تھا بلکہ وہ جلد سے جلد روپے کے پاس جا چکا تھا  
 تا کہ اسے ایک تنہا جگہ میں اصرار ہو جانے کی خوش خبری  
 مل سکے !!  
 چنانچہ وہ روپے سے اصرار آئی۔ !! چکر اس  
 کے دل میں چڑھا، اس لئے وہ اور دوسرا کھلا املا میں  
 دیکھتا آگے بڑھ رہا تھا۔  
 ایک نئی دکان سامنے ہی کھڑی تھی۔ جوش جلدی  
 سے اس میں بیٹھ گیا۔ اس نے دکان پر دیکھا تو اس کا  
 جیسے ہی وہ دکان ہو گئی۔ جوش نے اطمینان سے  
 بیٹھ کر دیکھنا شروع کیا اور اسے گھسیٹتے ہوئے کر لیا۔  
 وہ تصویر میں دیکھ رہا تھا کہ اسے کاپیٹ ہونے کا  
 جس کے بارے میں سوچا بھی نہ آتا تھا۔ !!  
 اسی تصور کے عالم میں وہ اپنی بیٹی، بیگم کو ابھی

خامی شاہنگ گرد چکا تھا۔  
 اور پھر در اندیشہ کی آواز نے اسے چمکایا۔  
 "صاحب جی۔۔۔!! گھر آ گیا ہر  
 چائیں۔ !!"  
 جوش چونک کر سیدھا ہو گیا۔ پھر اس نے  
 آنکھیں میاڑ میاڑ کر جاوے طرف دیکھا تھا۔  
 "یہ تم مجھے کہاں لے آئے۔؟"  
 وہ تکیہ کہہ رہا تھا، یہ تو ایک سٹیشن بگڑتی۔  
 جہاں اور فتنوں کے جھنڈ رکھائے ہوئے تھے۔  
 اور اندیشہ کی سکریت نے اسے خطرے کا منظر دکھایا  
 تھا۔ ضرور کوئی گڑبگڑ ہو جی، جوش نے فوراً ہی ٹیکسی کا  
 دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ لیکن اسی جت سے  
 پاؤں تک کالے لٹاس میں بیٹوں ایک شخص نے اس کی  
 گتھی پر ہتھول دھدی۔  
 اس کا چہرہ بھی ایسے غصہ میں چھا ہوا تھا کہ  
 صرف آنکھوں کی جگہ پر سوراخ دکھائی دے رہے تھے۔  
 پھر وہ فریاد:  
 "میں علاج ہے یا جان بول رہا ہے۔"  
 "جان۔۔۔!! جان۔۔۔!!" جوش نے ٹھٹھکیا  
 اس نے جھجکاؤں خستہ سے چمکے۔  
 یہ ناگہانی آفت کہاں سے آئی ہو گی؟  
 کیسے معلوم ہوا کہ وہ بھی خامی رقم کو لے گیا ہے؟  
 لیکن یہ سب کچھ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ ابھی  
 تو جان کے کالے چہرے تھے، ذرا سی غفلت اسے موت  
 کی نیند سلا سکتی تھی۔  
 "کھلو پھر لوٹا جاؤ۔!!" پھول کی تانی سر  
 میں چپے گی۔  
 جوش نے نورانی سر ہلایا اور نوٹوں کی گتہ میں  
 بیٹی جان دھکی سے ساری کی ساری نکال کر اس کے  
 سامنے رکھ دی۔  
 لہذا اندیشہ نے آگے بڑھ کر انھیں ایک کپڑے میں  
 باندھ لیا تھا۔ پھر غصہ پاش نے جوش کو طلب کیا۔  
 "اب تم پہلے میرے گھر آؤ۔!!"

"اسی۔۔۔!!"  
 "ابھی جی شہزادہ اور نہیں ہے۔۔۔!!"  
 "جلدی بخٹی جاؤ گے لیکن اگر تم نے ضرور دیکھا تو  
 شہزادے کے جہاز کے سامنے کھڑے جاؤ گے۔ شاہ  
 لب ہا کر۔!!" اچھا گھونٹ کوئی چلاؤں گا۔!!"  
 جوش پہنچا کر ہمارا گھر اور اس کے پاؤں  
 گھبراہٹ میں نہیں لگ رہے تھے۔ جلد ہی وہ غریبوں  
 سے مل گیا۔  
 غصہ پاش نے ایک طویل سانس لی اور غصہ  
 ابرو۔!! اگر جوش اس کا چہرہ دیکھ لیتا تو شاید حیرت  
 کے اندر ہل گیا ہو جاتا۔!!  
 اور اندیشہ اسے غصہ کیا:  
 "گروہی۔۔۔!! اب تم مجھے۔۔۔!!"  
 "ہاں۔۔۔!! اس نے مراد یہ۔!! مجھے شک ہے  
 ہے۔!!" گروہی کا لہجہ شکست تھا۔  
 "جی جگم۔!!" کی رائیڈ نے سر کو ٹھٹھکیا اور اس  
 کے لئے جگہ سے جگہ سے جگہ سے گھول رہا۔  
 گروہی اطمینان سے بیٹھ گیا۔ پھر وہ آپ ہی  
 آپ بول رہا:  
 "بھئی جی۔۔۔!! یہ رقم میں کسی طور سے بھی  
 لکھائی لیکن جوش پر اصرار بھی کرتا تھا۔!!  
 آگے اس سے بہت سے کام لینے ہیں۔ میں نے تو  
 اس کے لئے دوطرفہ کا اہلکار رکھا تھا۔ سب کوئی اور نوٹ کر  
 لے گیا تو میرا کیا قصور۔!!"  
 گروہی کے چہرے پر ایک عیاں قسم کی مسکراہٹ  
 افسوس کرنے لگی۔!! اسی کا بی بی بی بی بی ہے آگے  
 بڑھتی جی۔  
 \* \* \* \* \*  
 دوسرے دن شاہ صاحب کو بے حد ملال ہوا  
 تھا۔ وہ خود سے ہی شرمندہ دکھائی دے رہے  
 تھے۔!!  
 صاف عہد ہوا۔ عہدوں کر کچے نے کر پہلے  
 طالبہ کی بیٹی انھیں شکست ہو گئی ہے۔ آتش اس کی کیا

**ایک سوال**  
 اشفاق میرے لئے ہیں۔ ایک سوال نے مجھے  
 بہت پریشان کیا۔  
 سوال تھا: "سوسن اور مسلم میں کیا  
 فرق ہے؟"  
 بہت سے لوگوں سے پوچھا مگر کسی کے  
 جواب سے تسلی نہ ہوئی۔ ایک لڑکا ان سے گزرا  
 تھا دیکھا کہ ایک 11 گئے کاٹ رہا ہے نہ بانے  
 کیوں دل میں خیال آیا کہ ان سے یہ سوال پوچھ  
 لوں۔ لیکن نے اپنی کوسم کیا اور ہجرت لے کر  
 سو گلی پوچھا۔ اپنی تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے  
 رہے اور پھر جواب دیا۔  
 "مسلمین وہ ہیں جو اللہ کو ماننے  
 سوسن وہ ہیں جو اللہ کی مانتا ہے۔"  
 (آج کل کے مسلمان)

جہی؟  
 میرا کہیں ہوا۔!!  
 لگانے کے باوجود بھی ان کی کچھ میں گس آ رہا تھا کہ ایسا  
 کیوں ہوا۔؟  
 آفرکار مجھ کو کہ نہیں نے اپنے سیکل حلاک  
 طلب کر لیا۔!! ایک بار پھر ملانے کی صحت میں  
 ان کے سامنے تھا:  
 "جان۔!! رات میں یہ کیا ہوا؟ میں سو  
 کیوں گیا تھا؟"  
 "میں نے کمرے میں آگے آپ کا صندوق  
 جی۔!!"  
 "آفر کیوں۔؟"  
 "شاہ میں نے کو بھی اس شہان کا ہنست نہیں



کہ کہنے سے کہو، پھر چلے گی سے پڑا :  
"پھوڑو ..! تم اسوں صحت کرو ..!! جو ہوا

14 April 2023

5 April 2023

ہم نے انہیں بھی سزا دی۔  
(پہری ہے)

## عجیب بو

رضوان نقوم۔ راولپنڈی

جب ہم تینوں چھت پر پہنچے تھے تو وہاں یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔ گہ ایک دیسی ہتلی عورت جو کہ شکل و صورت سے حسین ذاک نقشہ کی مالک تھی، اس کی آنکھیں مسلسل اس طرح کھوم رہی تھیں جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہی ہوں۔

ایک بوڑھے کی اپنی زندگی میں جتنی آنکھوں کی سوانح افسرت تھی داستانِ حیرت

کے وقت میرے گھر آیا تھا۔ چائے وغیرہ سے کارا ہوا کر اس نے اپنی کہانی یوں بیان کی تھی۔

”میرا نام سید محمد بن ہے لیکن یہ بھوکے چھاپا گیا ہے۔ ہم ہدی ہتھی ”گتھی“ سفیدی کرنے والے چنے سے ڈھست ہیں۔ میرے مرحوم باپ کا نام میراں تھا۔ وہ اپنے زمانے کا بڑا مشہور چٹا ماسٹر، گتھی سفیدی کرنے والا تھا۔ وہ لوگوں کے گھروں میں جا کر سفیدی کیا کرتا تھا۔ یعنی مجلسِ دفعہ اس کے بہت سے گاہک اپنے گھروں، کونچوں میں سفیدی چٹا کے ساتھ رنگ وغیرہ اکٹھا کر لیا کرتے تھے اس لئے میرے باپ نے ایک ہندو رنگ ساز جس کا نام کوادی رام تھا کو اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا یہ نو جوان اپنے کام میں بڑا یکساں اور تیز کار کرنے والا مشہور تھا، خاص طور پر اس کی یہ بات جڑی کاہل حریف تھی کہ اس کے چم کے گلے کے رنگ میں مٹائی کے ساتھ ہلکے بہت اچھی تھی یہ مختلف رنگوں کے تیل کیل سے ایسے لیسے زرد میں پٹیا کرتا تھا کہ دیکھنے والے سمجھتا تھا اس کی قریب ضرور کرتے تھے۔

میرے باپ نے شاہِ عباس پور کی ایک مارکیٹ میں چھوٹی کیڑا کن کوئی بوٹی تھی جس کے پورا پر کچھ ہوا تھا کہ جیسے کسی کرنے والے رنگ ساز اور لپٹا ہوا

قانونین گرائی ایہ کہانی ایک ایسے بوڑھے شخص چٹا کی ہے جو اپنی عمر کے زمانے میں موجود ہمارے کے شہر شاہ پور میں تھیں سے پہلے گھروں کی لپٹا ہوا یعنی سفیدی کرنے والے چنے سے ڈھست تھا۔ چھاپے تھے یہ کہانی 1980ء میں اس وقت سنائی گئی جب وہ اتفاق سے میرے گھر میں سفیدی کرتے آیا تھا۔ جو اصل اس بوڑھے شخص چھاپے میری املا دی تھیں۔ پورا کوئی کہتوں کے بگڑے ہوئے دیکھے تھے تو اس نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ”ہاؤ کی آپ کا“ گی کہاں اس پر سے کا شوق ہے؟“

میں نے جواب کیا تھا۔ کہ میں ”ڈراؤنی“ کہاں اپنا ”چٹائی نہیں لکھت گی ہوں۔“ اس پر اس بوڑھے شخص نے کہا تھا۔

”میں آپ کو اپنی زندگی میں جتنی اپنی آنکھوں کی سوانح افسرت تھی کہانی سنایں گا کہ آپ حیرتوں دہرائیں گے کہ آپ وہ بے کہانی اپنے بڑے دماغ کے لے لکھیں گے تو وہاں سے ضرور پتہ فرما سکیں گے۔“

میں نے اس سفیدی والے سے کہا تھا کہ ”تم کسی اتھوڑے کے روز میرے گھر آ کر بیٹھے آپ جتنی باتیں اس نے حافی بھری تھی وہ میرے ایک قوارین

کرنے والے کی سہولت موجود ہے۔ شاہ شاہ دکان  
ابھی چلا کرتی تھی۔ میرے باپ نے مجھے توادری رام  
کے ساتھ رنگ و روغن کا کام سکھایا اور اس کی مدد کے لئے  
اپنے ساتھ رکھ لیا ہے۔ میری عمر اس وقت 165  
سال ہوگی۔ اس زمانے میں سفیدی کرنے والے حدود  
کوڑھائی روپہ ہوتا کرتے تھے۔

ایک دن ہماری دکان میں ایک لڑکا ہاتھ بڑھا  
فحش پرانی سی سانپل پر آیا اور اس نے لہکے ہارے  
میں پوچھا میں نے اسے بتایا کہ وہ لہاز پڑھنے گئے  
ہوئے ہیں، آتے ہی ہوں گے۔ اس نے مجھے کہا  
کہ چلو میں تمہاری دیر انتظار کر لیتا ہوں پھر باتوں ہی  
باتوں میں اس نے کہا کہ۔۔۔ "بیٹا، میری ماں نے  
اپنے گھر میں سفیدی اور گھر کے دروازوں اور کھڑکیوں کو  
چونٹ کر دیا ہے۔ تم ڈھانڈو سے ساتھ چل کر اس کو  
چونا اور رنگ پر لکھا خرچہ آئے گا اور کام میں کتنے دن  
لگیں گے؟"

ابھی وہ مجھ سے باتیں کر رہی رہا تھا کہ اس  
دوران لہاز پڑھ کر آئے تھے۔ اس بوڑھے کو وہ اتفاق  
سے جانتے بھی تھے، ایک جلیک کے بعد انہوں نے اس  
بوڑھے سے کہا تھا۔

"تمہاری ماں بہت عرصہ بعد اپنے مکان میں  
سفیدی اور چونٹ کر آ رہی ہیں، خبر مت تو ہے؟"

اس پر اس بوڑھے نے بتایا تھا کہ۔۔۔ "بہن  
سے ماں کی بڑی بیٹی اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ  
آ رہی ہیں گھر کی حالت بہت خراب ہے، اس کے دو  
وجہ بہت پیلے اور پیاسے ہیں، وہ درحقیقت سنورنا اور  
اپنی پیاس بجھا چاہتے ہیں۔"

اپنے مجھے اپنے ساتھ لے کر آئے اس بوڑھے  
کو کہا تھا، تم اپنی سانپل پر گھر پہنچو، ہم پیچھے آتے ہیں۔

ہم جب تانگے پر چڑھ کر اپنی منزل پر پہنچے تو  
لہائی میں نئی منزل ہو چکا ایک حویلی نما مکان ہمارے  
سامنے تھا جبکہ اس کے دو دروازے آگے ہی تھے۔  
مجھ سے ہم کو۔۔۔ ہاتھ پیرا۔۔۔ ہاتھ پیرا۔۔۔

ہم اس گھر کی حدود میں داخل ہوئے تو وہیں عجیب سی  
خوست، سیٹین اور پراسراریت کا ماحول پایا۔ کئی منزل  
جہاں سے لہاز پڑھ شروع ہوئی تھی وہ بالکل وہی لہاز  
بڑھ خالی تھی۔ اسے یاد کیا تو ہمارے سامنے غریبی کی  
منزل کی جانب جاتی میزوں کا طویل سلسلہ تھا، ہم اس  
پر قدم بہ قدم چڑھتے ہوئے دوسری منزل کے پلے  
گھر سے میں پہنچے تو وہ خالی تھا۔

"لگتا ہے کہ یہاں لوگ نہیں رہتے؟" ابا نے  
اس بوڑھے سے خود ہی سوال کیا تھا۔

"ہاں، بس اس گھر کی مکانیت صرف وہ افراد  
ماں اور مجھ پر مشتمل ہے۔"

"تو کوئی کریدار کیوں نہیں دیکھ لیتے؟"

"وہ جی، کئی دفعہ اسے گرایا پر چڑھانے کی  
کوشش کی لیکن پانچیس کیوں اس مکان میں کوئی کریم  
اور فیملی آنے کو تیار نہیں ہوتی، میرا خیال ہے کہ اس  
مکان کی بڑی ہوائیں ملتی ہے۔" اس بوڑھے نے بڑا  
چونٹا ہونے والا جواب دیا تھا۔

"نہ بڑی ہو اسے تمہاری کیا مراد ہے؟" لہانے  
اس سے حیرانگی سے پوچھا تھا لیکن وہ چپ رہا تھا۔  
پھر ایک کردار یا تھا، وہ بھی خالی تھا۔

جب ہم تیسرے پلے سے گھر سے میں پہنچے تو  
وہاں خاصا انداز تھا اور گھر نے میں کی چار پانی پر ایک  
انہی خاصگی مگر کیڑھی لگی ہوئی تھی، ہم نے اسے غور  
دیکھا تھا، جیسا اس کی عمر اس وقت 90 کے لیے میں  
ہوگی۔ عرف جیسے سفید بال اور اس پر جمروں ذرا  
پیرے پر چٹکی لگی اٹلی روٹی کی مانند تھیں۔

"ماں، یہ سفیدی کرنے والے شریفی ماسٹر  
صاحب آگئے ہیں۔" اس بوڑھے نے معمول کے لہجے  
میں ہٹ کر چلائے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا سنو، ابا، ذرا باور پتی خانہ سے سوم بی  
لے آؤ، وہ لاکھ چلی گئی ہے پھر ان سے بات کرتی  
ہوں۔" اس بوڑھی عورت نے آہستگی سے کہا تھا۔  
(ماں درحقیقت ہندو مت میں لگی کو کہتے ہیں۔)

ابھی ہمارا صبح بتی لے آیا، اسے جانا تو اس کی  
دکان میں وہ بڑھاپا اور بھی چار سو روپے لگنے لگی تھی۔ جب میں  
نے دیوار پر اس کا سایہ دیکھا تھا تو مجھے بات ہے، مجھے  
خوف آئے گا تھا۔ یہ حال ٹھوڑی دیر بعد علی آگئی  
تھی۔ سب کچھ بول ہو گیا تھا۔

میں اور لہاز سے گھر کے کام و خراجات اور کام  
اہمیت سمجھ لیا گیا ہے۔

"آپ نے گھر کی حالت تو دیکھ لی ہے۔ سچی  
گھڑی ہے، برسوں ہو گئے ہیں۔ اس کی چھت،

دیواروں، کھڑکیوں، دروازوں کو چونا اور رنگ و روغن کو  
اچھے کرتے۔"

"ماں، جیکم صاحب! فکر آ رہا ہے لیکن ابھی میں  
نے اس گھر کی حالت سرسری دیکھی ہے، یہ بابا میں مجھے  
لہاز سے صحیح طرح کا کام دکھا دیں تو تب ہی ممکن  
ہوگا کہ میں صحیح معنوں میں آپ کو دکھائوں۔ کہ اس  
کی سفیدی اور چونٹ میں کتنا عرصہ لگے گا اور وہی بات  
روڑھی کی تو وہ آپ جو چاہیں گی، لے لوں گا۔"

"نہیں بھائی! ہم کسی کا حق نہیں مارتے۔" اس  
وجہ سے فوراً ہی ابا کی بات کاٹی تھی۔ "تم اس کی پروا نہ  
کرو، ہم جیسے لہاز پورا حق دیکھ گئے۔"

لہانے مجھے کہا تھا۔ "بیٹا، تم جیکم صاحب کے پاس  
نہیں، بلکہ لہاز کا کام دیکھ لوں۔"

حالانکہ میں ان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا تھا  
لیکن کچھ یہ لہاز کا حکم تھا، لہذا میں نے اس کی تعمیل کی  
تھی، اور حقیقت میرے لہاز بہت سخت مزاج تھے، وہ  
میں جو چاہتے تھے، اس کی تعمیل جادو سے لے کر  
فریضہ کی تھی۔

میں اس بڑھاپے کے پاس بیٹھا رہا تھا اور میں نے  
ان کے پاس ٹھوڑی دیر بیٹھے سے یہ اعتقاد لگایا تھا کہ وہ  
انہی کی بہت ابھی اور اتنی مرید ہوئے کے باوجود  
ان کی قوت گویائی اور ساعت ابھی حالت میں تھی اور  
لہاز درحقیقت ان کی حد تک کم ہو گیا تھا۔

ٹھوڑی دیر بعد ابا اس بوڑھے کے ساتھ کام

دیکھ کر کہنے لگے تو انہوں نے اس کی جھٹک کر کہا تھا۔  
"جیکم صاحب! گھر کے دروازوں کی حالت بہت  
ناگوار ہے، ان کی سفیدی اور چونٹ کے کام میں کم از کم  
چھینٹ پھر کر دیکھو گا لیکن پھر یہ ہے کہ آپ پہلے دیواروں  
اور پھر پڑھو جبکہ سے پسترا نکھڑا رہا ہے، اسے ٹھیک  
کر دیکھیں، اس سے سفیدی اور چونٹ اچھا ہوگا۔ وہ بچے  
آپ کی مرضی، جیسا آپ کہیں گی، وہی ای کر لوں گا  
اور جی، یہ سنو، لہائی کی ہاتھ پیرے ہونے لڑتی ہیں،  
کون پسترو غیرہ کے لئے سفیدی حدود لگے گا لیکن ان  
سے کام لے گا؟ آپ ایسا کریں، مجھے سفیدی کی  
دیواری طے ہو رہی ہے، میں اپنی عمر میں آپ کا یہ  
کام کر اور ان کا گرا آپ کو کچھ پتا چار ہوگا؟۔۔۔ لہانے  
انہیں مشورہ دے کر ہونے کہا تھا۔

"ابھی یہاں کی بات نہ کرنا تم میرے بیٹے  
کی طرح ہو رہے ہو، پہلے ہی لہائی کی بات نہ کرنا، ساقم  
نے مجھ سے کوئی بڑی بات نہ کہی ہے تم ایسا کر دینا ہوا  
سے راز حدود کے لئے جیسی پہلے لہانے سے لہانے  
میرا کام کرنا۔۔۔ یہ مجھ پر ہی تہہ صحت ہوگا۔"

"کوئی بات نہیں جیکم صاحب! آپ ہاتھ لہائی کی  
جگہ ہیں، میں آپ کا کام کر لوں گا، وہی ہے میں نے  
یہ دیکھ لیا ہے کہ پسترو صرف پچھڑا ہوا ہے، ایک  
دورن کا کام ہے۔"

لہائی نے وہ پسترو لہا کام بہت اچھا اور سستا  
کر دیا تھا۔۔۔ اور پھر جیسے اس جگہ میں ہی سے  
بوڑھے سنو، لہانے کے ذریعہ گھر کی حالت پسترو غیرہ کے  
واپس لے گئے تھے، اس میں سے آدھے سے ذرا بچا کر  
واپس لے گئے تو اس کی بہت خوش ہوئی تھی۔

لہانے تیسرے دن مجھے اور گھڑی رام کو بچے  
ساتھ کام میں لگایا تھا۔ لہجے یہ ہوا کہ کئی منزل سے  
سفیدی اور چونٹ کا کام شروع کیا جائے، میں پہلے لیکن  
پھر تباہ دیواروں کو صاف کرنا، پھر لہاز دیواروں پر سفیدی  
کرتے اور سب سے آخر میں توادری رام چھینٹ کر

کام چڑی تیزی سے جاری تھا کہ ایک روز اچانک کام کے دوران لبا بیز کی پھسل جانے سے ٹکر گئے تھے۔ ان کی کمر میں کچھ اس جوتے آئی تھی کہ وہ کام کے جامل نہیں رہے تھے اور انہوں نے اپنی جگہ ایک ہندو کام کرنے کے لئے ڈالیا تھا جس کا نام مدھو سنگھ تھا اور پھر وہ لبا کی جگہ دیواروں پر سفیدی، چوڑے کی کوٹیا بھرنے لگا تھا۔

ایک روز کام کے دوران مدھو سنگھ نے مجھے کہا تھا۔ "یار مجھے کچھ ٹھنک آتی کہ اسے بڑے گھر میں صرف مدھو سے رہتے ہیں، یہ گھر بڑا پر اسرار ہے۔ مجھے تو جیسا لگتا ہے جیسے اس مکان کی اوپر والی خالی منزل میں جی کوئی رہتا ہے۔"

سوچا کیا تھا۔ اس نے جیسا کہا تھا کہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ وہ کسی کے چلنے کی آہٹ سنی ہے۔ "نہو، میں حیران ہوں، وہ کچھ خیر اگر یہی ہے تو بڑے طریقے سے میں یہ وہ منزل لایا ہے جانتے کی کوشش کروں گا۔" میں نے گودادی رام کی بات کے جواب میں کہا تھا۔

"شام ہوئی تھی تو ہم نے دیواروں کا کام ختم کیا تھا اور اچے گھر کے کپڑے پہنے کے علاوہ رنگ اور چوڑے سے بڑے بڑے رنگین کپڑوں کو صاف کیا تھا۔ اسی دوران میں جب منوں بابا میرے پاس آئے تو میں نے ہاتری ہاتری میں ان سے پوچھا تھا۔

"آپ یہاں رہتے ہو؟ گھر میں وہ بھی انسان رہتے ہیں یا کوئی تیسرا بھی ہے؟" انہوں نے صیغہ سا غصہ اپنے ماتھے کی لکڑوں میں نمایاں کیا تھا اور مجھے خود سے ڈانٹتے ہوئے بولے تھے۔ "جی، اچے کام سے کام نہ کرو، تمہیں بدلی ذاتی زندگی میں دل میں کوئی مل نہیں ہے۔" میں اپنے ماتھے کے گرد گھبراہٹ میں ہاتھیں دھرتے ہوئے کہتا تھا کہ "مجھے پتہ نہیں ہے۔"

نہیں جانا اور جیسا کہ پہلی دو منزلوں کا کام ہو جانے کا تو تمہیں کم از کم دو دن پہلے مجھے اس کے بارے میں بتانا چاہیے۔

گلی بات ہے، مجھے ان کی یہ منطق بالکل عجیب نہیں آتی تھی۔ اور میں جب کام سے فارغ ہو کر گھر گیا تھا تو وہاں میں نے چادر پانی پر لیٹنے، چلوں سے کراچے لبا کو لٹا دیا تھا۔ "مجھے اس گھر میں خوف آتا ہے لہذا میں آئندہ وہ کام کرنے نہیں جاؤں گا۔"

لہا نے مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا تھا۔ "اگر تم بخت، میں نے اس مکان کا ٹھیک لیا ہوا ہے، زبان دی ہوئی ہے۔ ارے یہ خوف عقل کے کپے، میں نے یہ کام گودادی رام سے ٹھیک کر لیا ہے، اگرچہ کہ وہ بیٹھتی پر کام کر رہا ہے لیکن میں اس سے اپنا حساب لگا چکا ہوں۔" لہذا میں نے کہا کہ وہاں کوئی اور ہی سایہ ہے یا وہاں کوئی تیسرا بھی ہے، ہم نے تو جیسا دیا ہی مزدوری کرتی ہے، میں تو اپنی بچکانہ فطرت اور ڈر کو بڑے اصل اور کل سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کام پر جا رہا ہوں، یہ بات بھول کر بھی اب آئندہ ان کے سامنے نہ کرنا ورنہ وہ دونوں بدک کر ہمارا گناہیں گے۔

☆ ☆ ☆  
دو دن بعد میں نے منوں بابا سے کہا تھا کہ مجھے چھٹا گھر کے لئے بلاؤں گا۔ اس دن اتفاق سے شاہ جیوں پور کے بازاروں میں کسی جگہ سے قرام وکانہ بد گھبرا۔

پیش چنے والا، پہنچنے سے پہلے کہ مجھے ہوا میں نہیں رہتی، دھڑکنے سے لپٹاؤ۔

جیسے آئے اور ہم جنہوں کو سنا دے ان نے پیچھے ہٹ گیا، چہ بہ چہ بہ۔ جب ہم دہری منزل کی صفائی کی آخری سیرنگ پر پہنچے تو وہاں میں نے ایک ٹھیک سے دیکھے، دیکھے کہ "نہو، وہاں وہاں سے آئے۔"

وہاں اس جگہ پر چھوٹی لیڈرنگ تھی۔ "وہ چھت پر واقع ہیں؟" گودادی رام کے منہ سے یہ سانس یہ سول لگا تھا۔ "تم یہاں مزدوری کرتے ہو، شاید ہمیں کوئی پتہ ہو۔"

"معاذی اللہ، میں نے یہاں کوئی نام نہیں دیکھا تھا۔" گودادی رام نے جواب میں کہا تھا۔ "میں نے یہاں کوئی نام نہیں دیکھا تھا۔" گودادی رام نے جواب میں کہا تھا۔

دیکھ رہا تھا اور نہ ہی لبا کا نام تھا، وہاں سے تو اس نے جیسا دیکھا، یہاں کی جگہ اور گودادی رام کو پتہ تھا، دوسری جانب منوں بابا کی لہجہ جو دوسری منوں بابا کی دیکھی تھی جیت نے نہیں دے سکتے تھے یہاں کی انہیں بات تھی۔ دوسری طرف میرے پاس انہوں نے بدن ہنسنے پر جیسے حیران ہوئے تھے ان کی توجہ سے انہوں نے منوں بابا کی طرف سے (دولہ) منوں تھے اور پھر ایک دن پورے دن انہوں نے مجھے نصیحتیں دیں اور دوسری منزل پر اپنے پاس پتہ کر لیا تھا۔

"میں نے یہاں کوئی نام نہیں دیکھا تھا۔" گودادی رام نے جواب میں کہا تھا۔ "میں نے یہاں کوئی نام نہیں دیکھا تھا۔" گودادی رام نے جواب میں کہا تھا۔

"میں نے یہاں کوئی نام نہیں دیکھا تھا۔" گودادی رام نے جواب میں کہا تھا۔ "میں نے یہاں کوئی نام نہیں دیکھا تھا۔" گودادی رام نے جواب میں کہا تھا۔

منوں بابا نے جب اپنے حوض سے یہ لٹاؤ لگا کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ وہاں کی صورت دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ وہاں کی صورت دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ وہاں کی صورت دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔





یہاں چپ شاد جہانا چور اپنے گھر آئی تو اس کے گھڑ و اونٹوں نے ابتدائی طور پر اس گرجن حائل کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو انہیں یہ چلا کر اس حائل کے حائل کے باعث بہت سے بے اولاد و جزدان کے ہیں بچے پیدا ہوئے ہیں۔

بروہی اور دہلی جب اس کو کچن مال کے پاس پہنچی تھیں تو وہاں بھولہ پڑھیں کہ۔ اہن کی لکھ ہوں گے  
ساتھ کھڑے حائف گرے بد شکل چمکے زدہ بکال سیاہ رخت  
اور ہر چیز کمر کا ڈال مروجہ قواعد و ضوابط سے غور سے  
پرستہ قسم کا ٹکڑے رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تھا کہ وہ  
اسے ویسا سہڑو نہ لگتا تھے کہ جس کی بدولت اس کے گھر  
کو لاڈلہ پند ضرور پیدا ہوئی اور وہ بھی جڑواں لیکن اس کی  
قیمت اسے پیسے میں نہیں لگتی اور صورت سے مدد ملی ہوگی۔  
پوچھنے نے پڑھائی کے عالم میں پوچھا تھا کیا  
قیمت؟

پروین اس وقت اپنی ۱۱ سال کی عمر سے اپنی کھیتی کر رہی تھی کہ اس نے عامل کی اس بات پر اتفاق کیا تو دوسری جانب، یعنی اس بات کو عامل کا خاتمہ سمجھتے ہوئے کہا تھا "ہاں میں تجھ سے شادی کر لوں گی تو بس میری بہن کی ماں نے مجھے کی پوری پوری کرے۔"

مالی نے چودین کو ٹوکا بتائے ہوئے کہا تھا۔  
 "میری اس شرط کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو، جس مالی  
 خداوند نے جاپاؤ تیرا، کہ جو یہ خطبہ صورت لڑکے  
 کیجی کہوں گے۔" (سورۃ النور: ۱۵)

اور پھر غمک دہن ماذبحہ: انکی چہرین کے ہاں دو  
 ٹوپہ وزت تڑواں بیڑوں نے جکم کیا تھا۔ اور وہ اپنے  
 سسرال، طاوالتور خانہ لائن میں سرخرو ہو گئی تھیں۔ وہ جب  
 اپنے دونوں نر مودوں کو لڑکوں کو ملے کر شاہ جہاں پورہ کی کچی  
 تو سینہ اسٹائل اور پھینک نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اسی  
 کرکچن عامل کو اس وقت کے لحاظ سے بڑا روپے ملا  
 کہو تھا تک دیں گے۔ اس کام کے لئے، اونکے بھی  
 ساتھ لے گئے تھے۔ ہم جب اس کرکچن عامل کے گھر پر  
 پہنچے تھے تو وہاں اس نے جے سے دلیرانہ انداز میں کہا تھا:  
 "مجھے یہ سب نہیں چاہئے، مجھے تو رال سے  
 شادی کرنی ہے۔ اور مجھ سے وعدہ کر کے گئی تھی۔"  
 جیو صاحب پر دینا اور مجھے اس کے لئے جے  
 سے اتفاق کرنا پڑ گیا تھا۔

اس نے بڑے آرام سے جونا کہا تھا۔ "آپ مجھے یہ عطا نہ کریں، میں نے تو اپنے کام کا سواوند ہوں۔" سارے ویسے بھی تمہاری بیٹی نے تو مجھ سے یہ سہرا لیا تھا۔ پانچویں ماہ سے کھڑی ہے۔"

”کیا کو اس گز رہے ہو؟“ ہدین نے اسے  
 ڈانٹتے ہوئے کہا تھا۔ ”ذلیل انسان، میری بہن کی  
 اس کے بچا کے بیٹے سے سختی ہوئی ہے۔“ فوراً  
 ہدین نے اپنی برداشت کے دائرے سے نکلے ہوئے  
 اس کے منہ پر ایسے زوردار تھپڑ سیڑ کر دیا تھا۔ اس کے  
 اتھوڑی شے نے فوراً اسٹائل صاحب نے اس کو بہت

[illegible]

☆.....☆.....☆

مالی کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی  
ان دنوں جب رات کو لیٹ کر کے کمرے میں گیا تھا تو  
اس نے محسوس ہی اسے پھر محبت دینے کے بجائے  
مالک پر دل لگایا تھا۔

ہفتے نے حیرت سے پوچھا تھا۔ ”کیا بات ہے؟“  
 لڑکی لکھو نہیں، کوئی جھگڑا ہوں جو آپ نے اس  
 معاملہ کو بے پروا کر دیا ہے؟“  
 بالکل غلط فہمی ہے۔ اس سب کو کتاب کا ایک نیا باب

حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں۔  
میں نے پوری دنیا دیکھی ہے لیکن  
مجھے یہ اکر نے والے کی قسم میری نگاہوں نے  
کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین و  
جلیل نہیں دیکھا۔

## دولت

(عمر ایسا ہیمنہ ہوا، مجھ کو سن، سوچو پچھلو)

والی نے حکم کراے مجھ کو دے ہوئے تھا  
 تھا۔ "کیا بات ہے تم مجھ کو دے ہوئے  
 لکھو کیا ہوئے؟"  
 اب وہ نے آج سنا کہ کہہ دے تھا  
 تھا۔ "مجھے تم سے کہہ دے تھا کہ  
 "یہ تم کیا کہو کہہ دے؟" والی نے دے  
 ہوئے سوئل کیا تھا۔  
 "میں حج کہہ دے تھا والی۔ تمہارے ہاں

رانی تو جیسے جنوں شیر آگئی تھی اس نے رؤف کو  
 جھجھکے اور چلاتے ہوئے کہا تھا۔ "دیکھو میں کلاب اور  
 دشمن جیسی خوشبوؤں سے نہائی ہوں، تم کسی ہانکوں نہیں  
 بات کر رہے ہو؟" وہ بری طرح چٹختے چلانے لگی تھی۔  
 رانی کیونکہ اسی گھر میں پیدا کر اہی گھر کے  
 دوسرے پرورش میں آگئی تھی اس لئے اس کی پیچ پکار نے  
 رانی اور رؤف دونوں کے گھر والوں کو ہلکا کر رکھا تھا۔

سب لوگ جلا عروسی کے دروازے پر بہت  
 پریشان کن انداز میں بیٹھے تھے جہاں مذاہب بڑا واقعہ۔  
 بڑی ہنگامہ اور سینہ اسٹائل نے گھبرا کر رؤف سے پوچھا تھا  
 کیا آج تو تمہاری خوشیوں، رانی سہاگ رات ہے پھر یہ  
 کیا اندھ ہے؟

اس پر رؤف نے بہت باہمی کن انداز میں کہا  
 تھا۔ "رانی کے جسم سے بہت بری بد بوی آ رہی ہے۔"

"جیہا تم یہ کئی بیوی اور عجیب بات کہہ رہے  
 ہو؟ دروازے ہو گئے ہو کیا؟" رؤف کی ماں نے اسے  
 غصے کے عالم میں ڈانٹا تھا۔

"میں کئی دیوانہ نہیں ہوں، میں یہ بات بڑے  
 ثقوق سے کہہ رہی ہوں کہ جس سے بد بوی آ رہی ہے۔"  
 رؤف کی یہ بات سن کر بڑی ماں نے جنونی حالت  
 میں سب کو دھکا دیا تھا کہ بڑے بڑے کراہیوں کی طرح رانی  
 کے جسم کا پانی ناک ناک کر سکتے ہوئے بہی تھی۔

"مردے دیوانہ... اس کے جسم سے تو دنا،  
 انجن، گلاب اور دیگر چیزوں کی خوشبو آ رہی ہے۔  
 رؤف! تم نے کیوں اپنی سہاگ رات کو کشاکش بنا کر  
 دکھا رہے؟"

"ابھی نہیں نہیں میں جی کہہ رہی ہوں۔" رؤف سب  
 بھی اپنی بات پر قائم تھا۔

"اچھا جی تم میرا کہہ کر میرے کمرے میں چل  
 کر سو جاؤ اور رؤف مجھے میرا لگتا ہے کہ تم یہاں ہی تم بھی  
 آج رات طبعاً سو جاؤ۔" سچ کچھ فیصلہ کر رہی تھی۔

سسرال اور نیکی والے لہروں کی تصویر بنے ہوئے تھے۔  
 اس رات رؤف کو بڑوں کوں نے سمجھا بھی کر رانی  
 کے کمرے میں بھیجا۔ رانی کے جسم پر کئی خوشبوؤں  
 عطریات کی بو تھیں اشرافیہ تھیں۔ پورا کمرہ خوش  
 خوشبوؤں سے مہک گیا تھا، سب کو امید تھی کہ سب کو  
 بات میں جانے کی لیکن اس بار بھی رؤف کو رانی کے پاس  
 بھرا کمرہ کی گئی۔ اس نے بہت عجیب و غریب کہنے میں رانی  
 سے راز سوا کر رکھا تھا۔

"میں تمہیں دل سے اپنی بڑی باتا ہوں۔ یہ جو  
 کچھ بھی تمہارے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود مجھے  
 تم سے محبت ہے لیکن میں تمہیں زور و جبر کا حق نہیں  
 دے سکتا اور نہ تمہارے ماتھے پر طلاق کا لکھ لکھا  
 گا۔" یہ کہہ کر رؤف کمرے سے اس کا کھانا جیسے رانی  
 کے دل سے نکلا ہوا۔

☆.....☆.....☆

رانی تو بیاہی، لیکن بیانی ہی ہو گئی تھی۔ لہذا وہ کئی  
 عورتیں اور بچے بنانے والے آئے اور وہی وہی کا لطف  
 دیا کرتے تھے۔ ان حالات کے باعث سبھی آنا چلنا اور  
 فہم فہم کی لڑائی ہو گئی۔ رؤف وہیں اٹھ کھڑا تھا۔  
 خوشیوں گھر سے گھر میں ہوا کی ہے اور سب ڈال لے۔  
 یہ دین اور اس کے شوہر نے رانی کو جگہ جگہ  
 ڈاکٹر، ڈسٹریکٹ، سولہویں، قصبہ گڈے والوں کو  
 دکھا۔ سب نے مشترکہ طور پر یہی جواب دیا تھا کہ  
 رؤف کے دماغ پر شاید کسی نے کوئی جادو کر دیا ہے، ورنہ  
 تو رانی بھلا ہر میڈیکل جگہ پر غریب ہے جہاں ایک کالاطم  
 کرنے والے نے بتایا تھا کہ... رانی پر اس کرچکا  
 حال نے کچھ میرا عمل کر دیا ہے جو بھی مرد اس کے  
 قریب جانے گا وہ اس کے جسم سے نکلے رانی پر سے  
 غرت کرے گا اور یہ ہو صرف اس کے قریب جانے  
 والے مرد کو ہی محسوس ہوگی۔

رانی اب سارا وقت اس دن کو کوئی اور پروین  
 سے لڑتی رہتی کہ... "کاش" میں تمہارے ساتھ اس  
 تمام زور سے محبت پرست حال کے پاس نہ جاتی اور

اس سے مذاق میں یہ نہ کہتی کہ میں تم سے شادی کروں  
 گی کاش، میں اس کے ساتھ چلائی تھی تو سیدہ کر دیتی۔"  
 رانی کے حالات دن بدن بدتر ہونے لگے  
 تھے رؤف اپنی تعلیم وغیرہ مکمل کر کے مکمل طور پر اٹھ کھڑے  
 تھے۔ جس دن وہ گیا تھا لیکن اس نے رانی کو نہ طلاق دی تھی  
 وہ اپنے پاس رکھا تھا۔ سب رانی پر جادو کر رہے تھے  
 فکری تھی۔ رؤف مجھے تم سے شدید محبت ہے۔  
 یہ کہیں میرے وجود سے اب جدا نہیں آئی۔ خدا کے لئے  
 لوٹ آؤ، لیکن اسے وہاں سے کوئی جواب نہ آتا تھا،  
 پھر خود تک ہلا کر چھوڑ دی گئی۔

پھر پھر ایک روز رانی نے شدید بیماری اور  
 پچھلے کے عالم میں یہ شرمناک حرکت کی تھی کہ۔ اس  
 نے محلے کے ایک بچے کو لپکا کر اپنا جسم چمک کرنے کی  
 خاطر اسے اپنا دھند دکھایا اور کھینچا تھا۔ لیکن اس بچے  
 نے بھی شدید گھبراہٹ کے عالم میں بھی کہا تھا۔

"بائی! مجھے تمہارے بدن سے مرے  
 بڑے چھوٹے کی بو آ رہی ہے۔"

پھر ایک دن یہ ہوا کہ رانی گھر سے غائب  
 ہو گئی اسے بہت تلاش کیا اور پچیس سال پرورش و درخ  
 کرانی تو بچا کہ وہ اس کرچکا حال کے گھر چلی گئی تھی  
 اور اس کو کئی کرنے کے لئے تیز چھری سے اس پر ہوا کے  
 تھے۔ رانی کو پچیس سال پر حملہ کرنے کے جرم میں  
 گرفتار کر لیا گیا۔ شاید وہی حال نے جو تھے روز یہ کہہ کر  
 چھڑا دیا تھا کہ "رانی تو نے مجھ سے شادی نہیں  
 کی تو وعدہ خلاف ہے، دیکھ تو اب میری زندگی کسی مرد  
 کی قربت کبڑے کی، جو بھی مرد میرے قریب آئے گا وہ  
 مجھے دھکے گا اور میرے گھر والے میری زندگی  
 حساب لاکھڑا ہیں گے تم موت مانگو تو وہ بھی تمہارا  
 فتنہ لاکر بلی جائے گی اور میں مرنے کے بعد بھی  
 تمہارے گھر کے دروازوں میں رہوں گی کہ بدروح کی  
 شکل میں تمہیں بے سکون کر رہوں گا۔"

"نہیں چنا! یہ سب کہہ کر وہ بیانی حال کر گیا  
 اس کے ساتھ ہی اسٹائل بھی جی کے صدمے میں

مر گئے تھے۔ رانی کو عدالت نے حال کے چل چلا  
 میں اس کا سبب مختلف ہونے کے بعد اس کے قتل کے جرم  
 میں سزائے موت کے جائے دیا۔ حال کی سزا سنائی گئی۔  
 وہ جیل کی مراعات میں بھی ہو گئی کہ کچھ عرصہ اس کا  
 کنبہ اس نوجوان مکان سے چلے گئے تھے۔

اب اس گھر میں بھی بڑی ماں اور رانی کی  
 جہاں اور باپ چلا ہو گئے تھے ایسا سٹاف کر دیا، ہم  
 اگرچہ تمہارے ابا کی بے وقت موت کے ذمہ دار تو  
 نہیں ہیں لیکن بد قسمتی سے یہ گھر اس کا باعث بنا۔ وہ  
 خبیث حال تو کر گیا لیکن اس کی بدولت اب بھی اس گھر  
 کے دروازوں میں دھند اور خوشیوں کو بار بار کرنے  
 کے لئے بیٹھ جاتا رہتا ہے جس کی بدولت اس کا  
 کبھی بھی دیکھتی ہے کہ اس گھر کو کبھی اجاڑا ہے اس کی  
 خوشیوں کا کوئی سامان اور با۔ بے تو وہ کسی ٹیلے پر جانے  
 سے اسے پاہل کر دیتی ہے۔ اس روز جب تمہارے لہا  
 ہم اور گواہی رام چھوٹے اور چھوٹے کام کر رہے تھے تو  
 میں بڑے مالک کے کمرے میں میں موجود ہوں کی  
 معمول کی دوائی بنا رہا تھا تو اچانک میرے ہاتھ سے  
 دوائی کی شیشی بے اختیار گر کر ٹوٹ گئی تھی اور اس کے  
 ساتھ ہی مجھے دو دو گولہ میں ایک پر اسرار سا دھواں  
 محسوس ہوا تھا۔ یہ سب دیکھ کر میں محسوس کرتا ہوں  
 اور مجھ جانتا ہوں کہ اس خبیث حال کی بدولت کئی  
 شیطانی حرکت کرنا چاہ رہی ہے، لیکن اسی لمحے  
 تمہارے ابا کی میز پر گرنے کی آواز آئی تھی کہ عالم  
 کرچکا حال کی بدولت اپنا کام کر چکی تھی۔

منوں! پانے یہ کہاں کھل کر گرنے کے بعد مجھ  
 سے کہا تھا۔ "بیٹا! میری تم سے انتہا غائب کر تم  
 مجھ کو اب کبھی نہ کھانا نہیں دے سکتے گھر جاؤ۔  
 اور اسی اس طرف لوٹ کر نہ آؤ۔" میں نے اس گھر سے  
 نکلے ہوئے جب آخری بار یہ کھانا چلے رانی کو دیا  
 تھا تو وہ اپنے بازوؤں کو مسلسل دھکے باری تھی۔



## جلا پیر

بنت حوالہ - ملکان

میرا رخ قسور سمنان کی طرف تھا خود و فو لا تلک کہ غاصبے ہر وہ  
گیسا تھا۔ میں پوری توجہ راستے پر دیے چلتی جا رہی تھی  
سلسل تھوکتے ہوئے ہونٹ و ملیفہ ہلہ رہے تھے۔ اب اللہ! یہ  
کیا۔؟

رہاں کو بلان دیا پٹان کرتی ہوئی خوف و وحشت طاری کرتی ہوئی ایک بہترین بہانی

پہنچو ہر تو جیسے کہنے آگے آئے تھے۔ میں  
نے وہ رات کرے میں ملنے ہوئے گزری۔ یہ بکلی  
نے مجھے ہاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔  
"ہاڑی کے ساتھ کیا ہوا ہوا؟ کیا وہ زندہ  
ہوئی؟" یہ سوال دماغ پر گڑے رہے اور مجھے  
ایک جلی کے لیے مٹی سکون میرے نام گزرا  
گودھے گھوڑے بچ کر سوتے رہے جبکہ میرے خیالوں  
کے گھوڑے خدا بھلی کے گمراہ طوطا کر رہے تھے۔

میں اپنے مرحوم دادا ظم طرین کے رشتے  
داروں کے ہیں گاؤں میں ایک شادی کی تقریب میں  
مٹی جی جی میں میری ملاقات شادی سے ہوئی۔ وہ کبلی  
ابھی اور بھی ہوئی لڑکی جی جی کی شخصیت نے مجھے بہ  
حد متاثر کیا تھا۔ اس سے مل کر جہاں میں خوش تھی وہیں  
مجھے راج بھی ہوا۔ خوشی اس کے ساتھ حراج اور خوش  
اخلاق کو کہہ کر ہوئی جہم دکھ اس بات پر ہوا کہ وہ گھس  
چھیس سال کی عمر میں چودہ سالہ جوان بن چکی تھی۔  
وہیات کے انکی دیم و دماغ سے مجھے غصہ  
جب وہ غمراہ سنبھالنے سے کالی مٹی میں ہوتی۔ میرا حال

یہ ایک بہترین و یادہ۔ ملاقات رہی تھی۔ فطرتی قسم  
ہوئے کے بعد جب میرا تائی جی کے سر واپس آئی تو  
سوئے سے گلے ساتھ نے مجھے شادی پر اس سے سر  
دلوں کا تہہ خالی بندہ رہے۔ خوف کے بجائے کڑی  
ہوئی جبکہ میں حزن و دھل میں گھری ہوئی رہ گئی تھی۔

ایک دن ساتھ ساتھ ساتھ میں نہیں جھگڑے تھے  
موجود تھی۔ ان لوگوں نے میری بلی آؤ بھکت کی مار  
نہیں دیکھی تھی۔ مٹی خریف کہوں کم ہوئی۔ وہ نہایت  
خسار و خوش گفتار و خاتون تھیں۔ کچھ گاؤں کے لوگ  
بڑے ہنڈپ اور مہمان نواز ہوتے ہیں۔ میرا دل ان  
سب کا گودہ رہا تھا۔

صاحب کو کوئی ضرورت کام یاد آ گیا تو وہ گھر چلی  
گئی۔ جانتے ہوئے اس نے کہا کہ جب واپس آنا ہوتا  
تھا اشفاق سے کہہ دوں وہ چھوڑ جائے گا۔  
شادی کے لیے کرے سے لائی تو اسے دیکھ کر  
میرے چہرے پر یہی رنگ آ جاسے پہلی بار سے  
پر آیا تھا۔ میں سمجھا کہ اسے تو کچھ دس کی جی کو دس تھی جو  
اس کی جی تم ہو رہی تھی زیادہ تھی تھی۔ اشتقاق بھی اس سے  
کوئی نہ تھا۔



خیر ان سب باتوں کو شکل نظر انداز کیے میں  
 شادی سے مخاطب ہوئی تھی۔ رات کو سائے نے جو کہانی  
 بتائی اسے سن کر میں من ہو گئی تھی اور کئی لمحے تک بول  
 نہیں پائی تھی۔ ان باتوں میں کتنی چٹائی تھی؟ یہ جاننے کا  
 تجسس قلمبہ منظر میں پل رہا تھا۔ اب میں وہ سب  
 شادی کے منہ سے سنا چاہتی تھی اور اس کے لیے مجھے  
 زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی کیونکہ سیکے کا پچھتہ ہی اس  
 نے خواہ سب کچھ بتا دیا تھا۔

☆.....☆.....☆

خدا بخش نور علی کی وفات کے بعد شادی یا کبھی  
 ہو گئی تھی۔ ہمارے یہ حال تھا کہ وہ سب کے خون کی  
 چٹائی ہو گئی تھی۔ اگرچہ ہمارے پاس کے ساتھ نہ بوجھ  
 تو بہت دن بعد اس کی کفن نماز ہوئی تھی۔ قند سے  
 ہادی کے دم و گرم پر چھوڑنا سر ہر صاف تھی۔ سگی سے  
 گھری ہوئی ہوئے کا اثر تھا یا میرا ہی ردعمل طبیعت کا کہ  
 فطرت عظیم سے رہا نہیں گیا اور وہ نو سالہ شادی کو اپنے  
 ساتھ لے آئیں۔ رات کو شادی کے بعد ان کا انکلا میں  
 شادی نے دل اور کیا تھا۔ وہ بھی اپنا سدا بہت فوٹی گھری  
 شادی کا دل پہلانے میں گزرتی تھیں۔ آہستہ آہستہ پہلی  
 کارنگ شے دکھائی دے رہی تھی۔ کچھ عرصے بعد  
 انہوں نے چھ گاؤں والی کی سوچا کہ میں شادی کا نکاح  
 لے لے کر لے جے نکاح سے کر دیا مگر چاہ اس سے کر  
 میں کافی بڑا تھا مگر حق اور حقائق کے مطابق نہیں تھی  
 قبلہ صاحب کا تھا اگرچہ کچھ ہو جاتا تو پھر کتنی کا  
 فیصلہ خود کرنے میں کچھ ہر حال سے گزرنا پڑا۔

☆.....☆.....☆

میں ششدر تھی کہ اب تک ہمارے کے لیے کوئی  
 کچھ نہیں کر پایا تھا، لیکن کیوں؟  
 اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرف انکسارات عطا کیا ہے  
 اور اسی بنا پر اسے بہت بڑا ملازمینوں سے بھی نوازا ہے جو  
 اسے سب سے جدا کرتی ہیں۔ اسی نسبت سے انسانوں  
 کو باقی تمام مخلوق سے برتر قرار دیا گیا ہے۔ اللہ نے  
 جنت کو آگ کے آگے انسان کو ہی سے بنایا۔ اس

لے جب آدم کو کھانا تو انیس جزا آگ سے بنا تھا کہ کھرا رہا  
 کہ وہ انیس جگہ کرے۔ یہ اللہ کی طرف سے انسان کے  
 بلند مرتبہ ہونے کا اعلان تھا۔ جب خاک کا دھندہ پارہ تھا  
 آگ سے اور کھانا بات انیس کو پسند نہیں آئی۔ اس نے  
 ہمت دھری کا سہارا کرتے اور کبکری رولہ پر قدم ڈالنے  
 ہوئے انسان کو اشرف المخلوقات ماننے سے انکار کر دیا۔  
 آدم کو مجبور کرنے سے انکار کر دیا۔

اس نے حکم عدولی کی تو اللہ نے اسے شیطان  
 بنا دیا۔ شیطان سے آدم اور شیطان کی دشمنی کا آغاز ہوا تھا۔  
 شیطان کے عیسے آج بھی عیلاہ آدم کو بچا رکھنے کی  
 کوشش میں ہیں۔ اسی لیے انیس جن دلوں سے بھگتے ہیں  
 ان کے دلوں سے کھڑے ہوئے نکاتے ہیں۔ ان سے بدعت  
 نہیں جتنی آدم کا ہر ہوتا۔ اس لیے تو اللہ نے قرآن میں  
 بھی دشمنی ظہور کر کے شیطان انسان کا کھانا نہیں ہے۔  
 دشمن اگر میدان جنگ میں آئے تو اس سے

لڑنا چاہیے۔ اپنے ہتھیاروں کو آزمانا چاہیے۔ سب  
 چھوڑ چھوڑ کر بیٹھ جانا کہاں کی فطرت ہے؟ ہم انسان  
 اگر کل ذی روح سے بڑھ کر ہیں تو کچھ ہم ان سے  
 ڈرتے کیوں ہیں؟ خاک ہمارے آگ سے تو پھر اللہ  
 آدم انیس کے چٹائل سے کیسے ہرکتی ہے؟  
 یہ سب لوگ کیوں ہار گئے تھے؟ انہیں ہار کرنا  
 چاہیے تھا۔ ہار کر اس سمیت سے نجات دلائی چاہیے  
 تھی۔ نبائے اس نے کئی تکلیف برداشت کی ہوگی؟  
 "کیا وہ زندہ ہے؟" میں نے شادی سے  
 پوچھا۔

"معلوم نہیں، اس طرف کوئی نہیں جاتا۔" اس  
 بات نے مجھے حیرت سے بتا دیا کہ اس طرف کوئی  
 ہمارا ہی نہیں تھا۔ وہ زندہ تھی یا نہیں کسی نے یہ جاننا  
 ضروری نہیں سمجھا تھا۔  
 "مجھے وبال لے چلو، میں ہمارے سے ملنا چاہتی  
 ہوں۔" میں نے ہانک کر حکم دیا اور کہا۔  
 "نہیں، خیر و خیر اس گھر میں کوئی نہیں جائے  
 گا۔ یہ کچھ آدمی کی آواز نہیں ہے کچھ کی۔"

"میں اس کی سب کو ہر کھائے گی۔" ان کے  
 لیے میں خوف بول رہا تھا۔  
 "میں تو وہ ہے جو اس کے جسم پر بعض ہو رہا  
 ہے آئی۔" مجھے ان کا ہڈی کو نہیں کہنا کہ گور گور مارتا  
 میں نے ہلکا آواز میں کہا۔

"جو میں ہو لیکن کوئی وہاں نہیں جائے گا۔ بہت  
 دور چلی ہے، میرے ذلیل میں نہیں اب گھر جانا  
 چاہیے۔" جتنی فیل سناتے ہوئے ان کا اعلان کچھ بدل  
 گیا۔ کچھ بدل رہی تھی۔ کچھ میں کوئی نہیں تھی۔ شادی  
 اور نکاح کی بات ہے کھڑے تھے۔ کئی کے پاس کہنے  
 کے لیے کچھ نہیں تھا۔ کچھ میں بہت رکھ کر جانا چاہتی تھی مگر  
 سب نے قانون میں روٹی خوش ملی۔ وہ مجھے سننے کے  
 لیے چہنچہ تھے کچھ بھی جب کہ کھانا چاہتے تھے۔  
 سب کو اپنی جان پائی تھی، شادی کی جان اب  
 فطرت ہی تھی کچھ اس نے اب تک بہت سی باتوں کو  
 گل لیا تھا۔

"میں چلی ہوں۔" میں آگے نکلی سے اپنے وجود  
 کو بچنے کے چل دی۔  
 "اللہ تعالیٰ سے چھوڑ آ۔" قلمبہ سے فطرت عظیم  
 کی آواز آ رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

میرے دل میں کچھ چل رہا ہے تھے لیکن اب اس پر  
 دیکھا گیا کہ کیا تھا۔ میرے دل میں انسان میں حاکم  
 کے کئی جانب رہا تھا۔ میرے پیچھے کوئی چل رہا تھا۔  
 یہ وہ فطرت تھا۔ میں اس سب سے بڑھ کر ہو گئی تھی۔  
 آواز آواز کو کچھ فطرت وہ کچھ تھے؟  
 "انہوں نے کچھ نہیں۔" شادی کا دشمنی خیالات کے  
 قلمبہ سے بہت کچھ سے ذہن پر ابھرتا اور خفا جا رہا تھا۔  
 کچھ میں اس میں کھانا تھا تو میں اچانک مڑی۔ اشتقاق  
 لکھ لکھ گیا۔ میں اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔  
 وہ کچھ خاص نے آخری بارنا زہر کو ہمارے کی  
 لڑائی کی گھر کا کھانا تو کیا یہ میری مدد کر سکتا تھا؟  
 "کیا اتنے ہے؟" مجھے یکے تک خود کو گورنا پڑا کہ

وہ بڑا ہوا۔  
 "شادی کا گھر کہاں ہے؟" میرے سوال پر اس  
 نے ہلکا کھانا۔  
 "مجھے وہاں جانا ہے۔" میں نے اسے حرج  
 شاکہ دیا۔

"اس گھر میں جو جاتا ہے وہ وہاں نہیں آتا۔"  
 وہ مجھے دھمک کر دیکھا اور دیکھا، مجھے کئی طرف نہ چلا۔  
 "گھر آپ کیسے وہاں آئے تھے؟" میں نے  
 اسے مخاطب کرنا چاہا۔  
 "پہلے کی بات اور قلمبہ اب تو کئی سال گزر گئے  
 ہیں۔" چھینا وہ سر بھکی ہوئی۔ "وہ ہر حال میں مجھے ہلاک  
 چاہتا تھا۔ لیکن میرا دل اس کے دل و دماغ سے واقف  
 ہو چکا تھا۔ اس کے ماتھے پر کچھ کچھروں کا ہلکا کبر ہوا  
 کہ وہ بھوت لال رہا تھا۔

"آپ اب کبھی طرح جانے میں کر وہ زندہ  
 ہے؟" میرا حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ اچھا سا چمک گیا۔  
 "لیکن آج آپ اکیسے اس طرف نہیں جاتے  
 کے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی۔" میرے اس  
 قدر یقین پر وہ ششدر ہو گیا تھا۔

"تو کون ہو؟" اس سوال پر میں مسکرائی۔  
 "شادی کے اندر ہے وہاں، جن کو نہیں ہو۔"  
 وہ ہلکا کھانے لگے گیا۔

"مجھے بھوت بولتے ہوئے کوئی کائی پڑنے  
 والی مشین کہتے ہیں آپ۔" بے چینی کے گرواب میں  
 ہنسنا مجھے وہ گھرنے لگا تھا۔  
 "اب نہیں ہادی کے گھر۔" میں نے اس کے  
 رنگ بدلتے چہرے پر نظر کرنا چاہی۔ میری ضد پر اس  
 کی فطرت ہی تھی۔  
 "نہیں، میں جیسے وہاں نہیں لے جا سکتی۔"  
 اس نے قدم سے کھڑے ہوئے مجھے کچھ کہا۔  
 "لیکن اشتقاق بھائی! میں اندر نہیں جاؤں گی  
 صرف باہر سے دیکھ کر کہتا ہوں گی۔" لیکن اس نے میری  
 ایک نہ سنی کچھ میرے پاس سے گزرتے ہوئے آگے

ہر طرح سے مزاحمتی نہ رہے۔ میں نے سوچا۔  
اس کے پیچھے چھپے۔

اس کے قدموں پر قدم چھو کر کہتا تھا۔  
ہوئے بار بار، مگر کبھی نہ ہوا۔ کوئی آواز نہ  
ہوئی۔ اسے سمجھ نہ آئی کہ کوئی تو اس کے پاس  
پر شک کر رہا ہے۔ یہ سن کر اس کا اندر ہلکا سا جھٹکا  
چھوٹا ہلکا چڑھ رہا تھا۔ اس نے جلد باہر دھڑکتے ہوئے  
کا شہرہ خوف لگایا۔ مگر جب کوئی آواز نہیں رہی تو  
اسے دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ جن درمیان پر کاغذیں لگاوا رہا  
ہے۔ کوئی تو اس کی طرف سے اس کے پاس نہیں ہے۔ کوئی اس  
روپے سے فریب میں نہیں تھا۔

پھر اس کی منزل آگئی تھی۔ انھوں نے سامنے  
ہی دو دو سیڑھیاں لگا کر تھیں جس کا دروازہ کھلی سے بند  
تھا۔ اشتقاقی کا دل شدت سے چاہا کہ وہ دروازہ دے۔  
دروازہ کھلے اور وہ بیٹھ کے لیے اندر چلا جائے۔ لیکن  
اس نے خود کو تھوڑا پلایا۔ مہیا کرنے کی سکت وہ گھوٹا  
تھا۔ کم از کم اس جتن سے وہ باہر نکلا چاہتا تھا۔ گرازی  
اسے بدلتی تھی۔ ایک نہ کرنا۔ اس کو وہ اس جتن  
کے انھوں سے نہیں چاہتا تھا۔ کاش کوئی رستہ ہوتا اس  
معرستہ کوئی کوئی سلاست دانی لائے کہ وہ جو ہے  
کچھ پیچھے رہی جان پر کھیل جاتا۔ ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ  
کرنا۔ مگر راستہ ہی تو نہیں تھا۔ منزل نہ ملنے کا کام اسے  
آتا بھی نہیں تھا۔ وہ بھی گھبرا جاتا تھا کہ اس کا ہمسفر  
نہیں ہو کر رہا ہو گیا تھا۔ وہ تو بس راستے کا جھٹکا تھا  
جس سے وہ پہلے ہی کی جان کی پائی۔ اس کی سب  
سے رکھی ہوئی زندگی وہیں ہو جاتی۔ کئی مدت کی تھی اس  
نے۔ بہت سے عالم، محال کامل کو کوئی کوئی لایا تھا۔ مگر  
اس مصیبت سے بچانے کے لیے کئی کئی اسے اس  
گھر سے باہر نہیں لایا تھا۔ بہت دو سب ایسی جان  
موتو بیٹھے تھے۔

وہ سب وہی تھے۔ وہی تھے۔ وہی تھے۔

میرا تھوڑا سا دل تھا۔ صحت سے لے کر اس کی آواز نہ  
کرو۔ وہاں میں کوئی تھی۔ مگر کوئی نہیں تھی۔  
میں۔ میری یہ بات تو انھیں اس سے زیادہ ہی گھبرا  
ہو رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ پیچھے ہٹا وہاں سے چل  
آئی اور کچھ دیر کے بعد ہی میں نے چلے کر لایا تھا۔ مگر  
کوئی نہ تھا۔ اس کا دل سے نکلی۔ مگر جا رہی تھی  
اپنی جان کی تحریکات۔ یہاں۔ اس کا کمر ہلکا  
ہوتا تھا۔ اس کا دل وہاں سے ہلکا تھا۔ مگر اسے  
اشرف الملوکات نے پھر دہرا دیا تھا۔

۱۶ ۱۵ ۱۴

"میں ایک اور دن کے لیے خانہ کے گھر چلا  
ہوں۔" میں نے مانیہ (مناشیہ) کو دیکھا۔  
"اس نے خود سے کہا اس نے کہے۔" وہ  
جس میں ہوئی کہ تین دنوں میں اس کی کیا گوری ہوئی  
ہو گئی تھی۔ خانہ سے جو میں نے پہلے کر لیا تھا وہ  
میرے حراج سے بھی خوب واپس نہیں کہہ سکتی تھی  
انہی کے گھر جا کر وہاں میرے لیے کتنا کدو لایا تھا۔  
پہلے مٹکوں گھروں سے مجھے لگے تھے۔

"میں نہیں کہتا کہ میں نے اس کے لیے  
"نیک ہے بلی جات" میرے خوشگوار سوا کو  
دیکھتے تھے۔ چاروں چاروں چاروں چاروں۔

دلچیز پار کرتے تھے۔ مگر اس کی قید سے آزاد  
ہوئی تھی۔ بلی پار اپنی مانی کر کے کاموں کا تھا۔ یہ  
میری زندگی میں پہلا بہت بڑا امر تھا جسے سر کرنے کی  
میں تھا۔ کئی تھی۔ یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے۔

میں انہی باتوں پر کاموں کی جن کی تھی پر  
صرف اشتقاقی کے قدم چڑھے تھے۔ لیکن اب میرے  
قدموں کے نشان بھی اس کے پیچھے رہے تھے۔  
جوں ازاں کہ میرا بہت دور کی کوشش میں تھی۔ ہوا اس  
کی سرسراہٹ مجھے وہاں جانے سے باز رکھنا چاہتی تھی  
مگر اب میں نے انھوں میں کوئی نہیں دیکھی تھی۔  
میں نے انہی کے گھر کے بھٹے والے سر میں

وہاں پہلے ہی میں نے اس کے نشان اور وہاں پر  
بے کے اس کے کدو کو پھینکا تھا۔ مگر وہاں کا  
فنا ہو گیا تھا۔

میں نے اپنے ماں باپ کو اور لایا تھا۔ اس بات  
پہنچ کر کہ میں تھا۔ جب انہوں نے خود اپنی انھوں  
سے اس کی سب ترین حالت دیکھی تو اور کہے۔ مگر  
گرازی کے ذکر سے اس نے لگے تھے۔ گاؤں میں یہ  
گرازی کی طرح بھلی کی اور انہوں نے لکھانے والے  
گھر میں۔ خوف و ہشت نے انہوں کی سوتی پر پردہ  
اپنی کھل کو پھینکا تھا۔ اس نے ہلکا کر کے اسے  
تھیں۔ یہیں تک کہ انہوں نے اپنی بیویوں اور فسطوں کی  
ہلکا کر کے۔ یہاں پر یہاں پر۔

۱۶ ۱۵ ۱۴

میرے پاس صرف دو دن تھے۔ مجھے ان  
دو دن میں کھانوں میں جیسے کیسے پختہ میں کا حساب  
دینا۔ پھر جانے سے پہلے اس جان لے کر اس کی آخری  
پہل چلی تھی۔ ہر حال میں اس کو بچا کر لایا تھا۔

مگر کی منتہی کرتے کے بعد میں نے ایک  
کر کے اور بے کے قابل پایا۔ کھانے پینے کا ضروری  
پہلے میرے پاس موجود تھا۔ مجھے کل رات تک یہ کام  
کر کے ہوں گا۔ اس کا جانا تھا۔ لہذا میں نے بہت  
تکام لیے۔ اس نے اپنی ایک پر کل کی شروع کیا۔  
یہاں کے کسی بہت کا وقت تھا۔ میں نے ابھی اپنا  
گرازی لایا تھا۔ اس کا دروازہ پر زور زور سے  
دکھنے لگا۔ اس میں یہاں سے اس نے کھانا لے  
جانے پر ہی کی آواز نکالی۔

چا کر دیکھا تو پھر اشتقاقی کو لایا تھا۔ میں ڈر گئی۔  
میں گرازی کو لایا تھا۔ اس کا یہ سب کے سامنے میرا  
آواز نکلا کہ یہاں سے اس کا ہمسفر اور وہاں سے۔

"آ۔ آ۔ آ۔" میرا ہوجا کناپ گیا۔  
"کناپ؟" میں نے کہا۔ اس کا کمر لگ گیا۔ میرا ہوجا  
گرازی اس نے مجھ پر جتنی ہوئی کناپ لائی۔  
"کیا کرنے آئے ہیں؟" یہ شخص بقیہ میرا

وقت نہ باہر نہ آتا تھا۔  
"میں بھی آتی تھی۔" اس نے طرہ سے کہا۔  
اس نے اچانک ہی کہا۔

"چوتھیں باقی دن کوئی بھی بات نہ تھی۔"  
"میں نے پچھنے لایا تھا کہ اس کی گھر میں تھا۔ اس  
کو تاؤں تو لگے کر لائے۔" اس نے بھیجی سے کہا۔  
اچھا تو یہ سب سے بڑی کرنے آیا تھا۔  
"سب سلامت ہو۔" میری بات وہاں کی  
آنکھیں کھلیں۔

"میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے بیٹھ ہوں۔"  
ایک لمحہ اس سے پہلے کر نہ تھا۔  
"ہی۔" میرے ہاتھ خوشی سے پہلے تو اس  
پہلے سے کہتے ہوئے اثبات میں رہا۔

"امداد آگئی۔" میرے کہنے پر وہ اندر آ کر  
خارج گھروں سے دو آدمیوں کو کھانے لے کر  
"اگر آپ کو برا نہ لگے تو کیا میں یہاں وہ سنا  
ہوں؟"

"میں نے کئی کئی بار اس کی ضرورت نہیں۔"  
"سوا بلی ہے آپ کے پاس؟"  
"ہی ہے۔"

"یہ میرا گھر ہے۔ میں یہاں ہوں۔ وہاں سے اس کا  
بہت ضرورت ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو کال کر سکتے۔"  
اس نے اپنا نمبر بکراتے ہوئے کہا۔ اس نے پھر اپنے  
سوا بلی میں سے کہے انہیں یہ کام بھیج دیا۔  
"میری ضرورت ہے۔ تو یہ بلی بلیج لایا۔"  
جانتے ہی گئے وہاں کی کال ہوئے تھے۔

"کی ضرورت؟" میں نے اس سے پوچھا۔  
☆ ☆ ☆

میں نے اپنے مٹری ایک سے کالے رنگ کی  
ڈوبی نکالی۔ اس کی کناپ اس کی مٹری میں تھا۔  
کینے کئی ہوں۔ کناپ کناپ کناپ کناپ کناپ۔  
بہر حال میں نے اس ڈوبی کو اپنے پاس رکھا  
اور سب وہاں کی کناپ شہرہ کر دی۔ ایک مرتبہ نہ

کے بعد میں۔ من ڈوری پر گروہ کی اور اسی طرح  
اکن لیس مرتبہ۔ لیکن پرستی تو اس ایک گزنی ڈوری پر  
دھلتے دھلتے سے اکن لیس گرہیں لگ گئیں۔ انکی ٹینا  
ڈوری میں نے تیار کیں اور انکی اپنے بیگ میں رکھ  
لیا۔ پھر میں دیکھ کر کے لیے سوئی۔

میں صبر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو صبح میں  
دیکھ کر ٹوٹی ہوئی چار پائی کو دہرے سے لگا کر کھڑا کر دیا اور  
خود اس پر چڑھ کر تازہ کے گھر جھانکے گی۔ دیوار چھوٹی  
تھی اس لیے مجھے اس طرف دیکھنے میں کوئی وقت نہیں  
ہوئی۔ تاہم اس بار خالی غری پر اسرار سا آئینہ میرا من  
چراغ ہوا تھا۔ چہرے گھر میں گہرا سکوت طاری تھا جو اسے  
کسی کوئی سے موت گھر سے لارہا تھا۔ ایسا تھا جیسے  
بہرہ لوں سے یہاں کوئی انسان نہ تھا۔ بہر حال میں  
بچے ہزار آئی اور اب مجھے صرف دلت ہونے کا انتظار تھا۔

☆ ☆ ☆  
وشار کے بعد سائے گھر سے کھٹ پتہ سنائی  
دی تو میں چونک گئی۔ ایک بار پھر دہرے سے لگ کر دیکھا  
تو صبح میں ایک چار پائی دیکھ کر جھوٹ پھوٹ کر اپنے  
بوز سے ہوجانے کا اعلان کر رہی تھی۔ پتہ نہیں۔ چار پائی  
اجانک کیسے آئی تھی؟ کچھ گھن کے کھڑ میں رکھے  
گھر سے کے پاس کوئی کڑا تھا۔ شاید وہ اذیہ گد۔ میں  
چرکھا ہوا کہ اسے دیکھنے لگی۔

وہ پائی بی رہی تھی۔ گلاس کو گھر سے پروردہ حادکہ  
کہ وہ صبح میں چائل تندی کرنے لگی۔ میں نے اس کا  
اجرا ہوا روپ دیکھا تو بہت افسوس ہوا۔ ہاں یہ کیا اسے  
کبھی بار دیکھ رہی تھی مگر جیسے شاید یہ اس کا طبع تھا  
اس کے مطابق وہ اب دیکھ رہی تھی۔ گھر سے ساراں  
کاس پر کوئی بے تعاشاثر ہوا تھا۔ اس کا رنگ کسی قدر  
سیاہ ہو کر تھا۔ ہل جواتے لیے تھے کہ کوڑا جانب  
لیکھے تھے مگر میں نہ ہونے کی صورت میں لکھے ہو کر اس  
کے کندھوں سے چونک گئے تھے اور اس میں کا پاؤں  
انکل دینا تھا۔ فرج ہمارا بھی انہی کے پاس تھا۔ گروہ اپنے  
ہل رہی تھی جیسے کچھ عادی نہ ہو۔ وہ اس وقت کھی

بیمارک عفریت سے کہ نہیں لگ رہی تھی۔ اس کی تنہا  
نکال کر میں گھر سے میں آئی۔ اگر ہاں حریہ طرانی  
رہتی تو ممکن تھا وہ مجھے دیکھ لیتی اور میں ابھی اس کی فکر  
میں نہیں آتا چاہتی تھی۔

میں نے اور کوٹ پہن کر اس کی ایک جیب  
میں پاکٹ سائز قرآن مجید اور ڈوری چیک دوسری  
جیب میں پائی کی چھوٹی سی بولوں اور تصویرات کے خوش  
جوش سی خانے تھے وہ رکھے۔

☆ ☆ ☆  
دروازے سے باہر جھانک کر دیکھا تو اعلان  
کے میں مطابق مازی بکڑوا لے درخت کے نیچے بچی کی  
سے تاحی کر رہی تھی حالانکہ وہاں اس کے علاوہ کوئی نہ  
تھا۔ وہ خود سے تاحی کر رہی تھی یا پھر کوئی وہاں موجود تھا  
جسے میری آنکھیں دیکھنے سے قاصر تھیں، میں جان نہیں  
پاتی۔

کچھ دیر بعد وہاں ہوا کا عالم تھا یعنی کہ وہ صبح  
چاہتی تھی۔

میں ایک لمبی تاخیر کے بغیر باہر آئی اور پتہ  
کے گھر کھسکی۔ گھر کے تمام کونوں میں پائی چھڑکا اور  
بھرتی سے باہر آئی۔ یہ سب کرنے میں مجھے صرف تین  
منٹ لگے تھے۔ اب میں باہر کھڑی تھی وہی دروازے کو  
گھور رہی تھی جو کڑی کا بنا تھا۔ اس کے دونوں پلوں کو  
ہم جوڑتے ہوئے بند کر کے میں نے کڑی لگانے کی  
جگہ اسے ڈوری سے باغداد والوں واپس آ گئی۔

میرا بدن ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ کیا ہونے  
وہاں یہ میں خود بھی نہیں جانتی تھی۔ ہاں مگر اتنا اندازہ تھا  
کہ اگر چھوٹی سی بھی نعلی ہوئی تو مجھے جان سے جانے  
میں دیر نہیں لگے گی۔

اب مجھے آگے کی ترکیب سوجھی تھی۔ میں اند  
تھالی سے دو تاج کر رہی تھی باہر دروازہ کھٹکتا تھا  
گھر دھڑلایا جانے لگا۔ آواز کافی بھانک تھی۔

"اٹھائی بھائی! لیکن اس وقت؟ شاید انہیں  
میری گھر ہو رہی ہوگی۔" یہ سوچ کر میں ابھی اٹھنے ہی لگی

فریاد نہ ملتی تھی۔  
"اٹھو!" گھپ اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ  
جوڑی نہیں دے رہا تھا۔ دروازہ ہنوز بج رہا تھا۔ آنے  
چاہتی تھی لگتا تھا۔ جب دروازہ کھولا تو ہوا میں  
بکڑا سے اندر داخل ہوئی۔ باہر جھانکے پر کوئی نظر نہ  
آتا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ آنے والا اسے جلدی کہاں  
تایب ہو گیا تھا؟

میں وہاں آئی تو کمرے میں عجیب سی بدبو نے  
پر استہلال کیا۔ چاروں دروازے تھیں زرد ہوا میں  
اک کے تھوڑے سے گرا کر سر پھانے ہو رہی تھیں۔ گھر  
نے ہاں کوڑا پنے میں چھپا کر اسے اس سزا کو کھینے  
سہکا۔

اب میں بیگ کو ٹھونکتے باجس اور مہم حق  
ہولنے لگی۔ ضروری سامان میں انکی بھی روک لیا تھا۔  
مجھے یہ سطور تھا کہ ضرورت چڑے گی۔ بیگ کے اند  
لٹا ہوا ایک کتاب سے گرا ہوا تھے میں نے اٹھا کر پتے  
سے نکالا۔ یہ قرآن مجید تھا۔ میرے پاس وہ مصحف  
غائب نہ جو کٹ کی جیب میں تھا اور دوسرا یہ۔ ہاتھ  
ایک بار پھر بیگ کے اندھ میں کر چاچی تلاش کرنے  
لگے مجھے عجب ہوا کہ کوئی اور ہاتھ بھی رہتے ہوئے  
تھا۔ میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔ میں نے ہود کو روکھا تو  
یہ اندھیرے کے سوا کچھ پایا۔ تاہم دھوکے کی ماحول  
میں سالوں کی آواز مجھے قریب سے آ رہی تھی۔ اور  
پیر۔ خدا۔ گھن یہ مازی تو نہیں تھی۔ ہاں یقیناً  
چاچی۔ میری غریب سے اوٹھل ہو کر ہوا کی طرح وہی  
ہوا لائی تھی۔ میں اپنی اٹھل پھل ہوئی دھڑکنوں کو ہٹانے  
کا کرنے بیگ کی طرف متوجہ ہوئی لیکن کافی دھونڈنے  
ہاں مجھے مطلقاً باتیں نہیں۔

آہستہ آہستہ جلد چلتی جاری تھی اور میرا دماغ  
کامی بہت عرصے کو کھٹکتا تھا۔ ہوا میں چٹکھڑائی ہوئی  
انہوں کی گہرے تپے میں جس کرتی جاری تھیں۔ گھر  
کھلا ہوا کہ گھر ہوا تھا۔ میرا دل خوف و ہراس سے  
لکھن کا دیواری تونز کر رہا تھا۔ پھر نکلنے کو ہے تاب

تھا۔ ہوا سے ایک۔ گائے کھڑی ہوا پائی کھڑی میں  
تھیم ہو چکی تھی۔ وہ ہود و دروازے سے بچے لگا۔ کچی  
صحت سے کھنکی کوئی بھاری تھے میرے سر پر آ رہی اور  
میں آنکھوں کو بند کرنے سے روک نہ کی۔

☆ ☆ ☆  
ایک لمبی کے لیے مجھے لگا کر میں اس دنیا میں  
نہیں ہوا۔ میں آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر  
بکڑوں کی ہمارا لہانے کی صحت میں نہ تھی۔

پھر میں کی سال بچھہ ہونے کے کمرے میں ملی  
گئی۔ دوا کی بیڈ سے ایک ہانے بیٹھے تھے اور میں انہیں  
ہاتھ کی لمبی پھوڑی نکالتے تھے ہاں براہ راست تھی۔ وہ  
دیکھ کر سے تھے ہود صحت کان بہت کڑی تھی۔

"کوئی کام مشکل نہیں ہوا، ہم خود اسے مشکل بنا  
دیتے ہیں۔" انہوں نے بیڈی بھید کی سے کہا تھا۔

"دیکھیے؟" میری شکل میں کھنٹا یا۔  
"ہم پہلے ہی اس بات کا یقین کر لیتے ہیں کہ ہم  
یہ نہیں کر سکتے اور پھر ہم دیکھی کر ہی نہیں سکتے۔" وہ مجھے  
بجھانے لگے۔

"نہت کام صرف سوچ ایک ہود میں رکھے  
جاتے۔ انہیں انجام دینے کے لیے بہت چاہیے ہوتی  
ہے جو اکثر لوگ یہ کہہ کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکا  
اور پتہ ہے ایسے کن لوگ کہتے ہیں؟"

"کون؟"  
"جہ کر رہے ہیں۔"

"گھر و کون جوتے ہیں ہوا کی؟"  
"جوڑتے ہیں۔ جو خوفزدہ ہوتے ہیں اور جو  
خوفزدہ ہو جائیں وہ پھر جاتے ہیں۔ اور جو پھر جائیں وہ  
ذلیل و خوار ہوتے ہیں، وہ وہی ہیں کہ خدا میں چالی  
ہے۔" ان کی یہ فصاحت میرے کان سے چونک گئی۔

"جہ ہے ایک صحت بہت مضبوط ہوتی ہے۔  
دوسرے کہہ کرنے کی صحت نہ تھی ہے۔ حالات کا  
مقابلہ لٹ کر کر لیتی ہے۔ کھی کھی نہیں، اسی لیے بیمار  
ہوتی ہے۔ میں یہ تک کہہ باکر مر کر دھوتے ہیں ہاں

مگر وہ عورت کی طرح مضبوط بھی نہیں جوتے۔" اچھے  
پلے دو ساتھی لیے گئے۔ پھر۔۔۔  
"تجربہ کیا ہوا ہے میری بیٹی، بہت مضبوط  
ہوتا ہے جسمیں۔" وہ اپنی بڑی ٹھنڈی ہاتھ پر جھاتے  
ہوئے بولے۔

"میں مضبوط نہیں بن سکتی دادا جی۔" میں باپوس  
تھی کہ مشکل کام مگر میری عادت ہی کہیں تھی۔  
"کیوں؟ عورت تو مضبوط ہوتی ہے نا۔" انہیں  
حیرت ہوئی۔

"لیکن میں تو عورت نہیں ہوں۔" یہ بات  
مجھے سب کو بتانی کیوں پڑتی ہے لوگوں کو خود مجھے کیوں  
نہیں آتی۔

"ہاں ہاں اسی، جانتا ہوں تم ٹوکی ہو۔" وہ  
منگلی گئے تھے۔ میرا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

"میں ڈنڈی سے کبھی شکست مت کھانا۔ ہر  
جگہ یقین کے ساتھ ٹھہر جاؤں گا کہ جیتیں انسان کی  
آدھی منزل ہوتا ہے۔ مگر یقین رکھو کہ خود کو کامیابی کی  
بلندی پر پاؤ گی۔" انہوں نے میرے سر پر ہیرے کے  
تھیلے ساتھ کہا تھا۔

☆.....☆.....☆

"آؤ۔۔۔"

میرے سر سے سودا کی شیشیا اٹھ رہی تھی۔ خون  
اہل اہل کر کپڑوں کو مگھور چھا۔ میں نے کراہے ہوئے  
آنکھیں کھولیں۔

اندھیرا بنوڑ چھا ہوا تھا۔ ہر طرف گہری  
خاموشی کا راج تھا۔ آنکھیں پتھر کر میں نے ابھی کچھ  
دیر پہلے کیا ہوا تھا سوچا۔ پھر یاد آئے کہ ہتھکڑی  
ہوئی۔ مسکھ میرے سینے سے لگا تھا۔ میں نے  
ٹوکنڈے ہوتے ہوئے جگ سے ڈانٹ اور سوسنی نکالی۔  
سکرے میں سہارا لگتی میر (جو شاید کبھی دانت تھا) پر  
سیم جی رکھ کر جلائی۔ مجھے ہی روٹی ہوئی، سامنے وہ  
کڑی ٹھنڈی۔ اس کا چہرہ کالا تھا۔ سیاہی میں  
مجھے کچھ نہیں یاد تھا۔ وہ کبھی چہرہ دھوئی

سے قریب کیے چٹکی ہوئی تھی، بالکل ویسے ہی جیسے میں  
نومانی جلائے سے لے چکی تھی۔ اسے اسے قریب سے  
دیکھ کر میرا دل الجھ کر مٹ گیا۔ وہ انکا اور سے لگ  
شکاف چٹا تھا۔ ہوئی۔ مسکھ ہاتھ سے چھوئے  
چھوئے چپا۔

ایک دم لاش آئی تو کمرہ روٹی میں جا گیا۔  
میں سوسنی بھا کر چار پائی پر لٹ گئی اور جی آدھری  
زبانی تلاوت کرنے لگی۔

"اے محبوب! ہے شک، ہم نے جہیں سہ ٹھہر  
خوہیں عطا فرمائیں، تو تم اپنے رب کی عطا پر سوس  
قربانی کر۔ یہ شک جو تمہارا دشمن ہے وہی خبر سے  
مخروم ہے۔"

پتھر گول بعد نیند کی ادویہ مجھ پر مہیاں ہو گئی اور  
پانی کی رات میں سکون سے سوئی رہی۔ مگر کسی نے مجھے  
تک نہیں کیا۔

آپ بھی حیران ہوں گے کہ ازی نے میرے  
اوتے قریب آ کر بھی مجھے چھوڑ دیا، کیسے؟ میں آپ کی  
آنکھیں دور کیے دیتی ہوں۔ دوا سب میرے گلے ہو گئیں  
پاروں اور بالوں میں تو یہ بات کے نقش تھے جس کی بنا  
پر وہ مجھے چھو نہیں سکتی تھی۔

☆.....☆.....☆

انکار میں میرے لیے امتحان میں گزارا تھا۔ مجھے  
ہر حال میں اپنا مقصد پورا کرنا تھا یا تو جازہ کو بھانا تھا مگر  
خود مر جانا تھا۔ میری توجہ پہلے کام پر زیادہ تھی۔ یہ سب  
چیز تو آسان نہیں تھا اور میں تھا اس فعل کے لیے نا کافی  
تھی۔ آج مجھے اشتقاقی کی سخت ضرورت تھی اس لیے میں  
نے اس سے روک کر پھاڑا مگر کمرہ روٹی کے باعث ادھی  
نہ گدے سر چکوا رہا تھا۔ میرے کپڑے ٹھون سے رنگ  
چکے تھے اس پست نے میرا دماغ ہلا کر رکھ دیا تھا۔

میں اس طرح سے بے اشتقاق میرے پاس تھا۔  
میری حالت دیکھ کر وہ روکنا گیا۔ اس نے جلدی سے  
ڈاکٹر کو بلا کر میری عمر میں بی کروائی اور اسے منہ بند  
دیکھ کر تھن کر کے چلا گیا۔

میرے تھوڑے سے، وہ اندھ ٹھکے ہوئے تھے۔  
انہوں نے لے جانے کا تھا۔ میں نے صاف اور  
پتھر سے ہاتھ میں تار پھاڑا۔ ہاتھ خالی تھا۔ زبردستی  
میں کمرے پر۔ جس میں مغرب نہیں کہہ سکتی تھی  
یہ ہے۔ اگلی صبح تک وہاں سے نکلے گا۔ میں ہی

ہو گیا۔  
"آج رات سے لے کر مجھے آپ کی مدد اور کچھ  
چاہی ہے۔ ایک عرصہ نہ دلاؤ وہاں طرف  
پھر میں پھر کی طرف ہمت کی طرف پھول تو  
نے میرے کہتے میں سے بدلے کی کے ساتھ سے  
بھاڑا ڈالا۔

میں نے اسے اس کا نام بھانے کی۔ رات کو  
میرا آئے گا تو اسے کچھ کرنا ہوگا۔ اس نے دینین  
تہہ کی بات کی اور پھر جلدی سے اس پر چڑھا تو  
نے لے ہاتھ ہو گیا۔ میں نے ہر وقت سے پتہ

پتھر لڑائی میں تھا تو نہ ہوئی۔  
اس کے چاہتے کی تھی۔ میرا ہی ہوتا ہے۔  
ڈاکٹر نے لڑائی لڑائی۔ اس نے نہ تو نہ تہہ  
ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے سوئی۔

☆.....☆.....☆

رات کبھی گہری چٹائی تھی۔ ماسوں کی پ  
پتھر لڑائی۔ میرا ہی ہوتا ہے۔  
نہ ہو پتھر لڑائی۔ میرا ہی ہوتا ہے۔  
نے لے ہاتھ ہو گیا۔ میں نے ہر وقت سے پتہ  
پتھر لڑائی۔ میرا ہی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر نے مجھے اپنی منگو بہ جلد تک پہنچا تھا  
نہ ہو پتھر لڑائی۔ میرا ہی ہوتا ہے۔  
ڈاکٹر نے مجھے اپنی منگو بہ جلد تک پہنچا تھا  
نہ ہو پتھر لڑائی۔ میرا ہی ہوتا ہے۔

مجھے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔

"کیا وہ جاتی نہیں آئے؟" میرے دل  
میں جھلک اٹھتے تھے۔ مجھے۔ پتھر لڑائی۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔

"کیا وہ جاتی نہیں آئے؟" میرے دل  
میں جھلک اٹھتے تھے۔ مجھے۔ پتھر لڑائی۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔

"کیا وہ جاتی نہیں آئے؟" میرے دل  
میں جھلک اٹھتے تھے۔ مجھے۔ پتھر لڑائی۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔

"کیا وہ جاتی نہیں آئے؟" میرے دل  
میں جھلک اٹھتے تھے۔ مجھے۔ پتھر لڑائی۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔

"کیا وہ جاتی نہیں آئے؟" میرے دل  
میں جھلک اٹھتے تھے۔ مجھے۔ پتھر لڑائی۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔

میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔

میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔  
میں نے کمرے میں لے لے۔ وہ نے وہ کمرے کی پاتھ۔





Q. 1.  $\frac{1}{x^2} = x^{-2}$

”اے بھائی! وہاں پہنچ کر دیکھو، وہاں۔“  
”کیسے؟ کیا کیا ہے وہاں؟“

☆.....☆

مخاسب تہ نگار صاحب میں بھی حضور و شیطان  
سے سامنے کھڑا ہوں۔ باقی۔ چوتھے جینو کے کرکٹ ٹیمنے

"کتابی کا فر اور شرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ  
 تھے جب تک کے ان کے پاس روغن و تیل نہ ہے۔  
 وہ کہیں اور اللہ کا رسول جو پاک پہلے چڑھا ہے اس  
 کی پیروی کرتے ہیں۔ اور نہ چھوڑنے کی کتاب  
 اولیٰ میں مکر بعد میں اس کے کہ وہ روغن و تیل ان  
 کے پاس ختم ہے۔ اور ان لوگوں کو یہی حکم ہوا  
 کہ اللہ کی ہدایت کر لینا نہ اس پر حقدار ہے ایک  
 طرف کے ہو کر اور غلام کام کریں اور ذکوہ ہو یہ  
 پیدا ہوا دین ہے۔ بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور  
 شرک سب چھوڑ کر آگ میں ہیں۔ بیش اس میں  
 ہیں کے وہی تمام مخلوق میں جڑ ہیں۔ بے شک جو  
 مان ہے اور وہی کام کے وہی تمام مخلوق میں بہتر

ہیں۔ ان کا صلہ ان کے رب کے پاس باقی رہا جن کے پیچھے نہیں جھکیں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ انہما کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔<sup>۱۱</sup>

الحسن اقبال زاجر - کراچی

خوف کے سلسلے میں غوطہ زن باکھل فراموش ہو کر قابل یقین توپکھاں بجھو چٹکھاں سرور

چھ روزہ بعد وہ لوگوں کے ارشاد سننے والے کے پاس اس شخص میں کھڑکھولنے کی اہلیت کے حصول کے لئے جا پہنچا سننے والے نے کھڑکی اجازت دے دی ہے صاف اظہار کر دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ لٹن دولوی زلیخا بادشاہ اور نازا جیل کے حلقہ غلام نظام کے سربراہان غوثی (نکاحات) پر انہیں سزا دے اور دولوی کے درمیان کسی

”بھگ دو۔“..... مثلاً والے نے کہا اور تھوڑی دیر  
بعد وہ دوبارہ پوچھ آئے۔ اہن میں سے ایک دماغ صحت  
مند لو جو اہن ڈالو سپاہی تھا اور پوری طرح مسلح۔ ”  
کہتاں تھا۔ دوسرا آتی ہو چیز غم تھا اور غیر مسلح وہ سپاہی  
فیس تھا۔“

”نوجوان پستان نوب سے زمین پر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا اور بولا۔ ”میرا نام نوب ہے۔ میں زرمبا کا بیٹا ہوں۔“





اسے اپنی جگہ سے ہٹاؤ۔

ہیڈن جانا موشی سے یہ ساوا اسحق روکھا ہاتھ اس  
نے دیکھا بڑھے انگوٹھا کا رنگ ایک لخت زرد چمکا  
ناہون کا بہت حال غمگین تھا۔ ہیڈن نے دیکھا ہاتھ  
کے انکار سے پہلے تو اس کے جگر سے ہر جہت کے کڑے  
عمود اور ہونے پھر آہستہ آہستہ اس کی جگہ خیمے نے لے  
لی۔ اس کی گردن اور پیشانی کی رنگہ رنگی کراہتا تھا۔  
چرخہ ہر گھبراہٹ ہو گیا۔ زلزلہ میرے بعد یہ اثرات ہاتھ چمکے۔

”سنو! سنو! اچھی فوج والیں جانے کے  
جوائے تم اس مفید فام کے ساتھ جاؤ۔ یہ اللہ  
جنگوں میں شمار کھینے کا خواہش مند ہے۔ یہ بھی ایک  
بندوبست بھی پیش کر چکا ہے اس لئے اسے شمار کی بہت  
ہے جاؤ اور اسے ساتھ رکھو۔ یہ وہ بیان رکھنا کہ یہ  
ہمارا نہ جائے مجھے اس سے کئی کام لینے ہیں جانے  
ہوئے اپنے ساتھ کچھ سپاہی لیتے جاؤ۔ اگلے جاؤ کے  
پہلے رخ میں اسے لکھریں آ جاؤ لپ تم جانے ہو۔“

وہی دن تک وہ جنگل میں ماسے مارے  
پکارتے رہے لیکن انھیں شکار نہ ملا۔ ایک روز وہ ایک  
پھاڑی کے راس میں اسیرو ڈالے چائے پلائے تھے۔  
پینٹن کچھ چکا تھا کہ وہ قیدی ہے اور ناپون اس کا  
مغیران۔۔۔۔۔ سو سوچ رہا تھا کہ سوچ کئے عیاں قرار  
دیا جائے۔ اس وقت پینٹن اور ناپون اس چھوٹی سی  
پھاڑی پر کھڑے تھے۔ ان کی کانیں طرف ایک چھوٹا  
ماسے سوگھا جنگل تھا۔ جنگل کے پتوں سے ایک دھیرے  
نزد تھا۔ اس جنگل کا کیا نام ہے؟  
پینٹن نے دریافت کیا۔

”تیروں کا قتل“ وہ کسی طرح؟“ بیڈنا  
نے جواب دیا۔ ”وہ اسی وقت تانیا کے بارے میں  
سچ رہا تھا کہ جس کا گھر وہاں سے کوئی ایک گھنٹے کی  
مسافت پر تھا۔“  
”تیروں کا قتل“ وہ کسی طرح؟“ بیڈنا  
نے جواب دیا۔ ”وہ اسی وقت تانیا کے بارے میں  
سچ رہا تھا کہ جس کا گھر وہاں سے کوئی ایک گھنٹے کی  
مسافت پر تھا۔“

**Dar Digest**

خوفناک جنگ ہوئی۔ اگر جنگ سے خوف نہ ہو تو  
 جنہیں حسین ناما کے اس جواہر نے گرم زخمی میں  
 اس سے پھیل سکتے۔

یہاں لے آج اہل کفر اپنے ظلم سے بھگے  
 بنا کر مجھے کوئی تارے کا ٹکڑا نہیں  
 ہونے کے کہا

ناموں نے کوئی جواب نہ دیا وہ پ سے بیزار ہے۔  
 کاہنہ نے ایک جھوٹا اور بولی۔

”خود کا ہاتھ لگائے اس کا کہنا ہو گا۔“  
اس وقت تو سر سے پانی کچھ بھی نہیں ہے۔  
بھڑن لے گیا۔

”کوئی بات نہیں۔“ گاجہ نے بھرپور  
 گاتے ہوئے کہا کوئی بات نہیں میں زیادہ ڈانٹا گیا  
 غصہ میں ساغر بھرے لہو کی۔ اس وقت جب ہم  
 وہاں تھیں گے صبر و حوصلہ اور وقت دور ہو گیا۔

مگر کہہ دینا اپنی جگہ سے اچھی جگہ سے  
 پہلے کہیں نہ کہہ کر مٹا، اس نے اس کے سر سے ہاتھ  
 ایک لٹ کاٹ لی، اس نے مجھے بھی کہہ کر تھوڑا سا  
 اپنی شہر کا گھسا کر دیا۔ تو مجھ کے لیے تم بھی اپنے  
 دل کی ایک لٹ کاٹ کر بھیجے۔

تاہوں نے تو اس کا ہند کے حکم کی تعمیل کر لی۔ اب وہ  
 ہوا کہ وہ دہلی کو گزری تھی۔ اس نے اپنے محلے میں  
 سے چند جنگ جڑی بوٹیاں نکالیں اور سطوں میں چھینک  
 دیں۔ ہزار جانوروں کو انھیں اٹھا اور اس نے کھانے کے  
 لئے کو کھیت میں لے لیا۔ پھر اس نے پتھر لے کر  
 ان کے بالوں کی قسم بھی آگ میں پھینک دی۔ یہ جو  
 کرا کر پلے گئیں۔ اب وہ دہلی سے واپس لے کر  
 اس اپنے پیچھے وہیں سے گزری تھی۔ چند لوگوں میں  
 سے ایک جسم اڑنے لگا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ  
 اور دھنچے پھینک دیے۔ اس کا سر پور کی جانب اٹھا ہوا تھا۔  
 انہوں نے دیکھا اس کے چہرے کا رنگ نیلگوں جیسا  
 ہوا اور انھیں اپنے سطوں میں اس طرح ادب کی  
 جیسے غروے کی۔ تھوڑی دیر خاشا ٹھہری  
 پھر وہ لے گئی۔

کا جسم اُڑنے لگا۔ اس نے اپنے دونوں آٹھ بھر  
 اور دھنچکا دی۔ اس کا سر لوہے کی جانب اٹھا ہوا تھا۔  
 ان نے دیکھا اس کے چہرے کا رنگ بیلیں ہو چکا  
 تھا اور آٹھیں اپنے مقول میں اس طرح اڑ رہی  
 تھیں جیسے غروے کی۔ تھوڑی دیر خاسی ملادی  
 ۔ پھر وہ اُڑنے لگی۔





”لیکن اس سے میرا جسم بچایا اور تم نے میری  
روں کو زخمی زندگی بخش ہے۔ تانا بیٹن نے جہاں لے  
سکے کھانا سنا، تانہا جسے موت کے ہاتھ لے لے“

”جھوٹے؟ ایک زولو لڑکی سے نیا؟“ کیا مے  
حیرت زدہ ہو کر کہا۔ ”سفید فاقا تو تم ہی کہہ رہے ہو؟“  
”بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔“ لنگم کو اپنی جیسی  
جاننے کا خواہش مند ہوں۔“

لیکن تمہاری شادی بادشاہ سے ہونے والی ہے۔  
یہ شادی تمہیں ہوگی سخیہ قاسمہ دلا کیوں اپنی  
محبت کے لئے جان دے دیا کرتی ہیں۔ مگر دنا کیس کو  
مکروشی کرکوں کی۔

تم بھی جیسے لوگ کو یوں بے بسی کی موت  
 نہیں مرنا چاہیے کیا۔ میری باتوں سے بے جا جو چل رہا ہے  
 واقعی وہ نہ ڈرنا بلکہ سے کل کا مل جلے جا رہا ہے  
 نہیں خفیہ نام میں اعلان کی ہو چکی ہیں۔ اب  
 اس سے مجھے کوئی ہدف نہیں کر سکتا۔

خوف سے بس جھکیا۔ اس نے ہلچل مچا کر کے  
دو گھنٹے کھا گیا۔ لیکن ابھی اس کے پاس ایک حربہ تھا۔  
- کامیابی کا : وہ کچھ عجیب خاصہ تھا جس پر ہر شخص...

”فیکہ ہے نا..... میں تمہاری محبت اور وفا کی قدر کرتا ہوں۔ مجھے بھی تم سے محبت ہے۔ اب بات ہے کہ تم کسی اور کی وجہ سے میری محبت کا خاتمہ ہے۔ نہ کسی جسمی خوشی کے حصول اور تمہاری حفاظت کریں۔ ابھی مجھے ایک نوجوان سوسنی ہے کہ اگر میں کو تیار کر لوں تو تم سب اپنے پیار سے فرار ہو کر پہل پہل ہاجی گے وہاں تمہاری شاہزادی کے لیے یہاں پر خوف و فزع ہے میرے پاس وہ چنانہ دیو اور شاہنشاہ کی بہن کی بیکار کرسی ہے۔ یہاں تک میرا منتقل ہے جس میں کوئی گویہ طرہ سے مدد کرنے کے لئے تیار ہیں گا۔“

”مگر انہیں اسے نہیں آتا تھا۔“  
”تم لوگوں کو بتاؤ کہ اگر سے کچھ نہ کرنا  
ہو تو اس سے کہہ دو۔“

32 April 2023

\_\_\_\_\_

”بہتر ہے میں کوشش کر رہا ہوں کہ شادی ہو جائے۔“

اس وقت نصف شب کے قریب ہوتی تھی  
موجودہ جڑی پتہ پہنچا۔ سو سگہ ہوئی اس کے قریب  
اندھا کی اس کے پیچھے اس کا باپ اور اس کے چچے  
میں لڑائی مچا کر گئے۔ کہا خود اندھا کی بہن کی  
ہم سب چلیں گے۔ کہہ باپ بھی نہ رہے نہ خود کہ

باقی تمام رات وہ غم و غم کی آہیں کرتے رہے۔ صبح کے وقت جھونڈے سے باہر کی شہر و دیہاتوں کی آگ لگ چکی تھی۔ باہر جا کر دیکھا ایک گاڑی کا ڈھانچا کے باپ کو نکالیا اور دے کر کہہ کر باہر چلے گئے۔ یہی کی شادی مجھ سے کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اس سال کا سالن سے اس کی بھٹی کر دی۔ اسی کے بعد ہم بھٹی نے جا کر میرے خلاف باورشا کے کان بھرے اسے میرے خلاف گمراہی اور تو نے اپنے گمراہی ہندو سے میرے جانوروں کا دودھ شنگ کر دیا۔ اب گاڑی کا ڈھانچا ایک قلعہ نہیں رہتا۔ جس قلعہ سے تیرے گناہ کا بدلہ ملے گا اور تیرے سارے خاندان کو جلا کر کے تیرے گمراہی کر دے گا۔

تایا گا باپ طرف سے کفر کا پ دیا تھا وہ  
نے اس مذکور کو جس کا نام مایہ تھا۔ محمدؐ سے لڑ کر اس  
پر زور دے دیا۔ اور وہ ایک نوجوان بنا گیا۔

بیٹن نے یہ لٹا دیا اور فریاد کر کے چلا  
 رول چلا۔ جو وہاں سے کچھ نکلے رہا، چلنے کے  
 لٹا رہے جا کر دوڑ گیا اور بلند و بالا درختوں اور  
 تلک بیڑیوں اور حد نظر تک پہنچے ہوئے سبزے کو  
 کھینے لگا۔ جا خوبصورت سحر قاسمیت خود وہاں  
 ٹھہرے پر سوار ہوا آ رہا تھا۔ اس کا منہ نیچے اور  
 ذہنی کے جذبات سے سرخ ہو رہا تھا۔ بیٹن چلے  
 گئی طرف دیکھا رہا۔ دلچاسا سے ایک توجہ سوسمگیاں  
 نے باج کو کوئی کر کہا۔ "سروار اچھا مجھے تمہاری ہے  
 ذہنی پر دی رہا ہے، اس کو ہے اور بے حقیقت  
 دیکھنے سے تمہارا دل چلے گا۔"

”جی ہاں سے خوفناک اقدام ہوں گا۔“ مایہ ناز  
 بڑھاپہ کر رہا۔

نہایت ہی طرح "ج" اپنے من نے جو چاہا اور کہا کرتا تھا کہ "خروج بتاؤں جس سے تم اپنے دشمنوں سے بے خوف و انتقام لے سکتے ہو۔ لیکن اس کے بارے میں تم کو جاننا ہے کہ یہ ایک نیا حربہ ہے۔"

جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ کہتا تھا: "میں نے اپنے لیے ایک نیا کام چنا ہے۔ میں نے اپنے لیے ایک نیا کام چنا ہے۔ میں نے اپنے لیے ایک نیا کام چنا ہے۔"

تو سنو ہوا آج سے چار دن بعد ناٹا اس کا  
 بعد اس کی تکثیر ناموں یہاں سے اپنے تمام  
 دشمنوں کے گرفتار ہوئے ہیں۔ پہلے نے راز  
 دے کر کھد بھی دجہات کی جاگ میں بھی اس کا  
 خوف ہے پر مجھ ہوں۔ دو بج کے وقت اس دوریا کے  
 لئے پہنچیں گے۔ جو ناٹا اور زلیخہ کے درمیان  
 ہوا کا ہوتا ہے تم وہاں اپنے آدمی لے کر آ جانا۔  
 اس کا پورہ اور اس کو اس کے تمام چارہ لے لیا۔  
 تم اپنا کوسرے حوالے کر دو گے۔ اور اس کے  
 سلسلے میں دینی کتب پڑھو گے۔

مجھے معلوم ہے۔ ماہی کی آنکھیں خوش سے  
بھٹی ہوئی تھیں۔ سفید قلم جو نے مجھے ایسا راز بتا دیا ہے  
نہت مگر فتنوں کو کہ سنا ہوں۔

اس کے بعد وہ ہم تک اس طرح کے مختلف  
طریقہ پر آگے رہے لیکن اس وقت بڑے ہیچ ہمارے  
انٹرنیٹ پر نظر نہ پڑا تھا۔ وہ سب پر ہمارے اگر کسی  
نشانہ نہ کرنا ہمیشہ کو ہمارے قوت نہ صرف وہ ان کا  
نکاح کے بارے میں ختم دے گا اور جو کہ ہے کہ  
نکاح کے بارے میں ختم دے گا اور جو کہ ہے کہ

## شادی کے لئے وظیفہ

گمیا ہو یہ گور بارہون روضے کی درباری  
 سب بعد نماز عشاء دو رکعت کر کے بارہ لگیں اس  
 راج پڑھیں کہ ہر رکعت میں صدقہ حق کے سوا ہر  
 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھیں، بارہ لگیں پڑھ کر (۱۰۰۰)  
 رجود اور شریف پڑھیں، پھر نگیں اور دو شریف  
 ثواب حضور پاک کے ویسے سے بہت پاک کے  
 نور گزرا کر غنوں دل، اکملی اور جاری کے  
 تھم لاکم چند مسئلہ تک اپنے بیٹے یا بیٹی  
 کے لئے اتنے رشتے کی دعا کریں۔ آمین، آمین  
 غفرے عظمیٰ البدرک۔۔۔ پچیس روز پڑھی ہوگی۔  
 (محبت غلام... کریم)

وہ مجھے ملے جگہ جو جب ہم اپنے جھنڈے سے ملے  
 تو اس نے صبح سے پہلے کام کیا کہ اسے دو کھل  
 اور زمین کو سلائی بات سمجھا کر بادشاہ کی طرف  
 تشریف لے گیا۔

چاروں ایسے تھیں جنہیں ان کا باپ اور بیٹے  
 تمام کے مطابق فرد کی روح پر عمل پیرے تھے۔ ان کا  
 باپ کی طرف تھا۔ وہ اس معجزہ کے انہی میں سے  
 تھے جنہیں داخل ہوا تھا۔ لیکن وہ ایک شخص سے پہلے  
 انہیں باپ کی سرگرمی میں داخلہ پا چکے تھے۔ ایک  
 نئے سے گھر میں نے گھر کے باپ اس کا مطلب  
 ؟؟ کیا ہے باپ نے غور سے اس کے بارے میں  
 کے لیے جو اس کے ہاتھ میں ہے۔

چونکہ ایک قلعہ لگا اور لاکھوں شاہ  
کی قتل ماری گئی ہے۔ بادشاہ کو یہ خبر کی طرف نہیں  
تا دوسروں کو دیا ہے اور دیکھ کے پریشان  
ہے بادشاہ کو چھٹا بل گیا ہے کہ تم کو یہ خبر  
اس سائنس کارکنوں کے لئے دھتکڑیاں ماری گئی  
تھا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنی ہے کہ تم کو یہ خبر  
میں جیسی چیزوں کے لئے اس کے اور نہیں دیا





”خوب صورت لڑکی اب تیار ہو رہی ہے اور  
نے کہا مجھے امید ہے کہ تم اپنے باپ کی طرح بہادری کا  
شہرت دولہہ خود ہی لے آؤ گے۔ آپ کو دل کی لہروں سے  
حوا کے گرد کی۔“

”بیٹھا“ ہالے نے ہنسنے کی غلطی سے کہا اور  
باؤ کا انداز میں بولنے لگا۔ ”تمہارے ساتھ جا کر  
میں نے تمہارے لیے کیا کیا ہے۔“ اس نے

پانچا نے آخری بار جہن کو دیکھا جو بالکل  
سائنس کھڑا تھا۔ پھر ایک بجلی کی کچھڑی دلی۔ اور  
بھلا رشتہ کیجے بہتہ ہوئے دنیا کی طرفانی لہروں لہ  
دبھڑ کے قیامت خیز دھند سے جس کو دیکھا۔  
"اب جہن تم آجے جڑو۔" پانچا نے چلا کر  
کہا۔ لیکن جہن جواب تک چپ چاپ سہہ کہو کی  
رہا تھا۔ شہر کی طرح وہ اندازہ لگا رہا تھا کہ

ہیں ان نے باپ کا کوئی عیار ہی کی سزا نہ سنے کے لئے  
گھٹا نہ کھانے اور تر کر زمین پر کھڑا ہو گیا پھر اس نے  
معاذ اللہ اس کا درس دیا اور گھٹنا ٹیک کر باپ کا نشانہ  
بچھڑا۔ باپ کی نگر جو ایک دم بدروغ پر پڑی تو وہ  
خوش نہ رہا کہ جہاں تھا۔ جس رک گیا۔ پھر ایک لمحہ ہی  
گھبراہٹ میں اس نے اپنے منہ سے یہ الفاظ نکلے:

”ماہوں کیا ہوتے ہو۔“ اس پر وہ کہنے لگا۔  
آواز میں پراسرار مٹی کی آواز سے۔ ”میں ایک نیا  
سے جنگ کے لئے جا رہا ہوں۔ مجھے بھی ایک نیا  
دو عالم ہے۔ دو کیمیک میں بھی لڑا جاتا ہے کہ دشمن  
فوجوں میں جیسے کیمیک کی کیمیک ہے۔  
ماہوں کو دونوں چیزیں دے دی گئیں۔  
انگلے دن باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ اگرچہ  
فوجوں کی طرف سے گولیوں کی پھانسی آئی تو وہ بھی  
میں اپنی آواز میں لے کر اور نئے لے کر نئے لگاتے  
اور چمکی اڑتے ہوئے آگے جاتے گولیاں میں بھی  
وہ عالموں پر چڑھ رہی تھیں۔ دونوں طرف سے آگ کی  
سے تھے۔ زمینی اور ہوائی۔ مر رہے تھے خودوں





## نورانی ہستیاں

نورین زاہرہ - جنگ

ان کی یہ سات گرتے ہیں ہر طرف دھند اور روشنی بڑھتے لگی  
اور میں بس ہی دھند میں لپکتا ہوا ہوتا نہیں کب تک چلتا رہا  
پتا نہیں چلا آنکھ کھلی تو اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا اور مٹا  
حسم ہمیشہ میں شرابور ہو رہا تھا۔

ابھی کہانیاں کے حاشی کارکھانے کے لئے ڈھن سے گویا... کہانی

برگزیدہ ہندو اور ایمان اور بھی پائے ہو گیارہ ہفتہ میں  
اپنی پہلی صلیب کی زمانی ہی ۱۹۲۵ء چلتی تھی تاکہ  
شکل قائم رہے۔

پھر سے شہر کا نام میں نور قادہ لے لے لے لے  
کے انکوٹے بیٹے تھے نور ان کی تین بیٹیاں بھی تھیں۔  
ان کے والد پاک فوج میں ملازم تھے اور ایک  
جنگ کے دوران شہید ہو گئے تھے۔

اسی دن اپنی ماں کے ہاں آ کر رہنے لگے ان  
کی تین بیٹیاں ان سے بڑی تھیں جسے کھڑک کو بھیج دی  
سے تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور بچپن سے ہی  
نہایت فرماہور رہے تھے اور اس کے علاوہ اس پھول عری  
سے عبادت گزار اور اہل بیت علیہ السلام اور خدا کے  
برگزیدہ ہندو کا احترام کرتے تھے لیکن ایک دن ایک  
ہندو واقعہ پیش آیا جس سے ان کا ان نورانی استیلا  
یقیناً مزید بڑھ گیا۔

ہماری کہ جب ان کی عمر محض آٹھ سال تھی ان کو  
شہید جان لیا ہمارے آئینہ اس وقت ان کی والدہ  
نے ان کا بہت علاج کرایا جبکہ بچہ نہ کھانے کمانے  
دور دور کر دے لیکن کوئی افادہ نہیں ہوا اس لئے ان  
میں بیکل ٹیسٹ دیکر اسے عام نہیں تھے لیکن ان کی

ایک دن ایک سرد موسم کی بادش کے  
دوران میں اپنی پہلی صلیب کے ساتھ ان کی ذاتی کار  
میں بڑی تھیں اور ایک نئے صلیب کے شہر کی  
مجاہد کا جانے والی وقت کے پہلے میں چار ہی تھی  
ہواری یہ صلیب صرف نرم ترانہ انسان ہیں بلکہ ہر  
کسی کے کھدہ میں شریک ہوتی ہیں موسم سرما میں  
دھند اور بادش ہونے کی وجہ سے اور انہیں کم ہینڈ تھا  
گاڑی چار ہفتہ مزید کے اداوں طرآنک میں برے  
پھر کھیت کلیں تھے جس میں کھیں کھیں ذرا پھول  
بھی نکل آتے تھے اس سرد موسم میں ایسے مگر میں اور  
ایک سرد موسم کی بادش میں قدرتی طور پر انسان اکثر  
بانی کے ستر پر وقت چاٹتا ہے اور کچھ وقت کے لئے  
ان اداں کے کھول میں گر رہا پتہ کرتا ہے یہ سیری  
وفاقی سوچ ہے مگر ہر ہی میں کہ ہر انسان اس بات سے  
اتفاق کرتے

ہم ان کا کثیف سوسائٹ پر بات چیت  
کرتے ہوئے بات کارخانہ علیہ السلام اور کثیف  
روانی جیتوں کی طرف مڑ گیا تو انہوں نے مجھے ایک  
بات بتا دی کہ ان کے مروجہ شہر کے حلقے ہے اس  
مروجہ سے مٹا دیں ان کی طرف سے ان کی

والدہ نے اپنے طور پر اپنے انکوٹے بیٹے کا بہت علاج  
کرایا شہر سے بھی دور نہیں لے کر استعمال کروائیں  
لیکن کوئی افادہ نہ دکھائی دیا ایک شام کو کھانے کے وقت  
لبیت کتا سے بہت خراب تھی کترو کی کے باعث شہر  
کھو گئے چورے تھے لیکن نور والدہ ان کے پاس ہی  
تھی جس میں ان کی سب سے بڑی بیٹی کی عمر اس وقت  
چھ سال اور سب سے چھوٹی تیس سال تھیں والدہ کی بہن کی  
مردوں سال تھی وہ سب اپنے پیارے بھائی کی حالت  
دیکھ کر مرنے لگی تھیں کہ کیسے بچا بچا صحت مند  
بھائی ہو گا کہ ان کو بچاؤ نہ ملے گا چاہیے ہی گیا ہے۔

ان کی والدہ کی اپنے گھر کے چار کچے کو بچتے  
ہوئے دیکھ کر انکھوں سے آنسو بہ رہی تھیں جب رات  
گوری ہوئے تو اس وقت ان کی ایک ایک کر کے کتا  
گھٹ گیا مگر منہ کی کے آسب کو نینو کی میراں آغوش  
نے سمیٹ لیا تھا جبکہ انکیاری ماں سے نینو سکون دور  
تھیں سب رات بچے کے کھانے پر ٹیم یہ ہوشی طاری  
تھی ہر طرف سے ڈاکٹر اور میسوں سے جواب لے چکا تھا  
نور کا کہنے سے ہی جس کے ہاتھ اور سانسوں کی ڈوری بڑی  
دکھ رہی تھی دیکھاری ماں کا جب دل  
بہت زیادہ تھی جسے ہر تو قرآن شریف پڑھتے تھیں

والدہ نے اپنے طور پر اپنے انکوٹے بیٹے کا بہت علاج  
کرایا شہر سے بھی دور نہیں لے کر استعمال کروائیں  
لیکن کوئی افادہ نہ دکھائی دیا ایک شام کو کھانے کے وقت  
لبیت کتا سے بہت خراب تھی کترو کی کے باعث شہر  
کھو گئے چورے تھے لیکن نور والدہ ان کے پاس ہی  
تھی جس میں ان کی سب سے بڑی بیٹی کی عمر اس وقت  
چھ سال اور سب سے چھوٹی تیس سال تھیں والدہ کی بہن کی  
مردوں سال تھی وہ سب اپنے پیارے بھائی کی حالت  
دیکھ کر مرنے لگی تھیں کہ کیسے بچا بچا صحت مند  
بھائی ہو گا کہ ان کو بچاؤ نہ ملے گا چاہیے ہی گیا ہے۔





میرے ہم زاد

میں نے انہیں چھوڑ دیا۔

تاریخ: ۱۰/۱۰/۱۴۰۲

ظالم اور مظلوم کے دو مہینے صرف خاموشی کا ہی فاصلہ ہوتا ہے۔ جس پر یہ فاصلہ مٹ گیا، سمجھو مظلوم، مظلوم نہیں رہا۔ اور ظالم، ظالم نہیں رہا۔! ہزار اس کے قریب آکر کھڑی ہوئی۔ توراہ سلیم گفت:

کہا: "ہر مومن کی ایک کھال ہو کر نکالے جانے لگیں گی جسے ہر مومن شہداء کی کھال کے

اس کمرے تھے اور اسے سالی کی خوشیوں کا علم ہو کر  
ہے تھے۔ کچھ لوگ ایک دروازے کو کھلے سے لٹا کر  
اسے سالی کی دشمنی دے رہے تھے۔ اس کی بازی ہار ہی  
تھی۔ کچھ لوگ بے حکم طرح سے ہتھیاریں جھاڑ رہے  
تھے۔ کچھ کاروبار کے باہل جھاڑ رہے تھے۔ کچھ  
تھے۔ ایک گاڑی میں ملے والیوں میں گاڑی کا تاج بہت  
سادے لوگ شہر کی مشہور عمارت کے سامنے کمرے  
سالی کے کوٹہ کو کچھ کر سٹیشن مار رہے تھے۔ گانے کی  
آوازیں ہر طرف سے سنائی دیتی تھیں۔

”نیا سال ہے گی بات ہے، نیا جوش ہے نیا“

”نما گیت ہے نئی رات ہے، نیا دھڑ ہے۔“  
خواتین۔“

کھانے کے پل، کچھ بچوں کے ساتھ مل کر تھے۔  
 ان دنوں تھے۔ دوسرے دن چڑھتے وقت گزرنے لگا۔  
 لوگوں پر سردی پھی گئی۔ کچھ لڑکیاں گری ہوئی تھیں۔ اور رونا  
 پونٹ سے زلیں، ہوا کی کھور ہے تھے۔ تک ہی نہیں رہے۔  
 تھے۔ اس رات نے جسے ہن کی سب پریشانیوں سے ملنا  
 نہیں۔ وہ ایسے خوش ہو رہے تھے۔ جیسے ہن سب کو ملت  
 ان کی دولت مل گئی ہو۔ اس پر بقیم ماحول کے اندر ایک

[illegible]









وہاں سے دیکھو۔۔۔ اس نے اپنی  
 کیا ہے، یہاں ہلا کر ہارن کی دوسری آواز نے اس کی  
 توجہ کھینچ لی۔ چاکر ہونے کے بعد کھل دیا۔ اس نے اپنی  
 دیکھا۔ وہاں اپنے بڑے کو کو گھاسا ہوا کچھ ٹھنڈا تھا۔ وہ  
 اس کی آنکھوں میں ہمت نہ پائی۔ گھر سے گئی، وہاں وہ اپنے  
 گھر سے گئے تھے۔ وہاں سے گئے تھے۔ وہاں سے گئے تھے۔

"پاپا تو آئیں کریم کھانے بھی نہیں دے رہے تھے کہ پیار بڑا جائیگے۔۔۔!! ایسے آپ تجھے جو مجھے آئیں کریم لے کر نہیں دیں۔"

ہائیکل میں بھی آپ سے مرض ہوں۔۔۔!! "لیڈ نے آپ سے شکوہ کیا اسے آئیں کریم نہ کھانے کا احساس تھا۔ ماسٹر اے لکھر سے کسی نے پہلوی کی سیوا میں چھوڑ دیا۔

"تیرا جسم بیمار نہیں ہو گا جانتا تھا کہ وہ میں کو

”کچھ نہیں۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔“

"ہاں۔۔۔! تھوڑی سی باتیں نیک گہری  
 ہے۔۔۔! محبوب اس کی راہِ سعادت کی ہے۔۔۔! تو اس  
 کے پاس کا سدا کاغذِ بدِ ضبط نہ کیا تھا۔۔۔! جب یہ  
 پیدا ہوئی۔۔۔! "تو اس کے پاس نے نہ کھینچا دیا۔۔۔!"  
 خود ہی جی جی ہوئی تو اس کو گناہ کی سزا سے بچا دیا  
 کوئی گناہ نہ تھا۔۔۔! "خاموشی اس نے دے دی۔۔۔! اس  
 تک نہیں نکلا۔۔۔! اس سب کو مجھیں کر سرفرا  
 ہوں محبت کی پہلی کو سدا ہے اس سچ  
 دیا۔۔۔! "اس میں نے جیسے چل کر گناہ کیا  
 "راہِ سعادت۔۔۔! "اس میں نے جیسے چل کر گناہ کیا

ہاتھ لے کر بیٹھ گئے تھے۔ دیکھ کر وہ بھی کہنا پڑا کہ  
 بیٹھ گئے ہیں۔۔۔! میں کوئی کریم جڑوں ہو گئے  
 تھیں۔۔۔! یہ کہیں۔۔۔! انہیں ان کے کہنا۔  
 "بیٹا۔۔۔! کیا تم نے کچھ کوشش کی ہے؟ کیا  
 نہیں کوئی کوشش نہیں کی ہے؟" انہیں نے پوچھا۔  
 "ہاں۔۔۔! مجھے بھی لگا کہ کوئی دوا چھوڑ کر  
 ہے۔ جس نے کپڑے پہن رکھے  
 چرہ۔۔۔! اور دوا جو حرکت کر رہا ہے۔۔۔! "بیٹا  
 کی بات پر سب نے قہقہے لگائے اور اندر آ گئے۔ اسے یہ  
 سب سن کر خوش ہوا۔ سب اپنے کمروں کی  
 طرف چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

دیکھ کر میں یہاں رہا تو بات ہوئی کہ جب سے وہ  
 اس گھر میں آئی تھی وہ جسم کی طرح کام کرنے لگا  
 جت لگی تھی۔ مگر کوئی بھی اس سے خوش نہ ہوا تھا۔ وہاں  
 ایک مہلا تھی۔ ساہوکار اور سادہ سی تھی۔ زیادہ پرانی  
 ڈھلائی (دھلائی) تھی۔ وہاں میں کھسکی تھی۔ آج  
 کچھ بھی نہیں پکا تھا۔ وہ لوگ باہر کھانے چلے گئے  
 تھے۔ اور یہی ہوئی تھی اس نے کھانا شروع کر دیا۔  
 وہ بھی وہی کی ساہوکار اس کا مزہ نہ دے سکا۔  
 سے اس کا کھانا۔ اس کا کھانا بھی نہ لگا۔ اس سے بیٹھا  
 نہیں جاتا تھا۔ اس کی کراڑگی تھی۔ وہ سب سے بے حال  
 تھا۔ اسے کوئی چیز چاہی تھی۔ وہ وہاں رہا۔ دیر نہ لگی  
 اس نے وہاں اپنے نوچ ڈال دی۔

"سنو! تم اس طرح نہ چھا نہیں سکتی  
 ہو۔" انہوں نے گھر میں آ کر کہا۔

"کب پھر نہیں آئے ہو؟" اس نے  
 دے دے گئی تھی۔ یہ سن کر اس نے ہنسا۔

"تمہاری مدد کرنے۔۔۔! " انہوں نے اچھے  
 انداز سے کہا۔ اس کا مزہ سب نہیں لے سکتا۔ اسے با  
 قاعدہ قاعدہ کھانا دینا تھا۔ جیسے اس کا کام تھا۔ اور  
 کھانا لیا۔

"کر سکتا ہوں۔۔۔! " انہوں نے جھگڑے سے  
 چہرے پر آنے لگا۔ اس کا چہرہ وہاں تک گھبراہٹ  
 لگا رہا تھا۔  
 "لگ کر کیسے؟"

"سارے فروع میں دیا جہاں کی ہے شہر نہیں  
 ہیں۔۔۔! اس سے نکال کر کھاؤ۔ کھاؤ۔۔۔! اور یہی  
 سے نہیں تو ہو کہ سے مراد کیا۔۔۔! تم نے اس لوگوں  
 کے انکار میں کچھ بھی نہیں کیا ہے۔۔۔! " انہوں نے  
 اسے مار دیا تھا۔ وہ سوچا تھا۔ پڑا تھا۔ کچھ دیر بعد سنا کہ  
 دھیرے سے بولی۔

"مگر یہ تو لاک ہے۔۔۔! " اس نے مزہ  
 کو پینے سے بتایا۔

"ہاں تو لاک کھانا بھی جاسکتا ہے۔۔۔! " انہوں نے  
 نے کھانے سے کہا۔

"پر کیسے؟" اس نے پوچھا۔  
 "تم میں ایک بچہ اٹھا کر اسے سائید سے اس کے  
 لاک میں رکھا۔۔۔! یہ کھل جائیگا۔۔۔! " انہوں نے  
 اسے بتایا۔ اس نے اس کی بات پر ہلکے بھی ٹل نہیں  
 کیا۔ وہاں تک کڑی میں نکلا ہوا اس نے کڑی کی طرف  
 دیکھا۔ وہاں ایک کالی سی لٹی کڑی تھی۔ اور اسے غور  
 غوروں سے گھورتی تھی۔ اس نے مدد کے لیے انہوں کو  
 دیکھا۔ وہی کولی بھی نہیں تھا۔

"میں تمہاری کولی مدد نہیں کر سکتا  
 ہوں۔۔۔! صرف سہا سہا سہا ہوں۔۔۔! " اگر تم اس سے  
 غور کرو۔۔۔! تو تمہیں پتہ ہو گا۔  
 ہو گا۔۔۔! " انہوں نے کہا۔ وہاں ایک لٹی تھی۔ اس نے  
 چند لمبے لمبے کھانے پھر اس نے شہر کی آواز نکالی۔ لی ٹوٹا  
 ہوا کولی سب دیر نہ لگی۔ اس کا مزہ وہاں تک کڑی کے  
 ماتے پکا گیا۔ کڑی سے مراد وہاں کا بھوکا اندر آیا تھا۔ اس  
 کے رنگ اپنے میں سرایت کر گیا۔ اس نے اپنے وہ  
 رنگ ڈال دی۔ وہ سب آواز دہری تھی۔ سانس اس کی  
 بھی لگا رہی تھی۔ اس نے کھانے پر تکیہ۔ اس کی کوشش  
 کھانے پر تکیہ۔ اس کی کوشش سے کھانے پر تکیہ۔ اس کی کوشش سے کھانے پر تکیہ۔

کے اذیت ہے۔ سب سے اذیت ہے۔ مگر یہاں کا سب سے  
 کھانے کا انداز دیتا تھا۔

☆ ☆ ☆

"مجھے سوچا تھا ہے۔۔۔! " کھانے کا انداز  
 ہے۔۔۔! " انہوں نے کام پھر سے دہرایا۔  
 ہیں۔۔۔! " اس کے ہاتھوں کا پتہ ہے۔  
 پتہ ہے۔۔۔! " اس کے ہاتھوں کی پتہ ہے۔  
 کھانا پکا اس کے ذہن نے کام کیا۔ چھوڑ دیا۔ وہ  
 پتہ ہے۔۔۔! اس نے کہا۔

"آپ آکر مجھے حیرت نہیں دی۔۔۔! " تو میں  
 پکا رہی تھی۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 تو میں پکا رہی تھی۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کی۔۔۔! اس کی زبان پر میری لاش کی کھانے کی کھانے  
 کی کھانے میرا لاش کا کھانے کی کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔

لاش کی کھانے پھینک کر کھانے سے جان غلامی کر کر خوش  
 ہو جائیں گے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 ہے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 وہ شروع کر دیا۔ اس کے لیے وہاں اور کھانے  
 کے ہاتھ تک پکا کر کھانے کی کھانے۔ اس نے سر  
 ہٹائی سے نکال کر دیکھا۔ کھانے کی کھانے۔ اس نے  
 کھانے سے اپنے انہوں کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ وہ  
 جو کھانے اس کے ہاتھوں کا مزہ دے دے۔ وہ کھانے  
 دیکھا۔

"تم۔۔۔! یہاں کیا کر رہے ہو؟ تم تو ابھی کچھ  
 نہ پکے ہو۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 گئے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 خواہش ہے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 وہ پکے۔۔۔! " اس نے کہا۔

"ہاں۔۔۔! میں تمہیں آخری بار کھانے آ رہا  
 ہوں۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 اس نے کہا۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 اس نے کہا۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 اس نے کہا۔۔۔! " اس نے کہا۔

ہوئے۔۔۔! " انہوں نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " انہوں نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " انہوں نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " انہوں نے کہا۔

"ہاں۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔

"تم کچھ کا کھانہ کھانے سے کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔

"اس کی کوئی بہت نہیں رہی ہے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 اس نے کہا۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 اس نے کہا۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 اس نے کہا۔۔۔! " اس نے کہا۔

"اب سنو۔۔۔! میں کھانے کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔  
 کھانے کا کھانے۔۔۔! " اس نے کہا۔











...☆ 11

Dar Digest **162** April 2023

☆ ☆ ☆

3 April 2023

دارالہجرت میں قریب آٹھ سو سال پہلے سرہانے لکھا نام

Dar ul Uloom [16]

سکھائی جان! آپ کے ہمارے دلن شرواب  
 ہلکے ہیں۔۔۔ اور مزہ دار! آپ کا بھرت بہت  
 لمبہ۔۔۔ مجھے روتے خود ہار کرنے کے لیے، میں  
 بہت کھانسی، جو کہ تم نے مجھ سے آج چپکے سے کہا  
 بس۔۔۔ اور آپ سے کہہ دی تھی۔

☆ ☆ ☆  
 ملت کے گیت کا ارتداد چوکیدار نے  
 لکھنؤ کی اندر لے لے۔ جیسے عی گازی پوریج  
 ناگنگ۔ لی۔ شمن بے تازی سے مران ونگا۔ اب

[illegible]

"بائیں جان، مہلتی ہیں۔ اٹھ کے بچے  
الو کہ، راجا آئیں۔۔۔ لاؤ گھر سے لڑنے

\_\_\_\_\_

0301-641

Das Oge



ماموں نے جلدی سے دروازے کو کھینچا  
اندروں سے لاک تھا۔ دونوں میاں، بیوی نے ایک دوسرے  
دیکھا۔ ان کے چہرے خوف سے مگر گئے تھے۔

"ماموں آپ کھڑکی دیکھیں۔" وہ  
ہے۔۔۔!! کھڑکی کھلی ہو۔۔۔!! "نارو نے پوچھا  
حاضر دماغی دکھائی، یہ جیساں کا کرہ تھا۔ ماموں جڑ  
سے کمرے کی کھڑکیوں کی طرف بڑھے۔ ایک  
ایک کر کے کھڑکیاں دیکھنے لگے۔ تینوں کھڑکیاں  
پٹ بند تھیں۔ اب وہ دوسری کھڑکی کی طرف  
بڑھے۔ دو پٹ بند تھے۔ تیسرے پر اس نے با  
ڈالا۔ وہ بھی بند تھا۔

"ماموں جان!! آپ کھڑکی کا شیوہ تو  
دیں۔۔۔!!" نارو نے ایک دم سے کہا۔ ماموں  
سردی کے باوجود چہرے پر آیا پسینہ صاف گہلا ہوا  
کی طرف بھاگ گئے۔

"ممانی جان، آپ جلدی سے دروازے کے  
کی کھڑکیاں دیکھیں۔۔۔!! میں لیٹا کی طرف بڑ  
ہوں۔۔۔!!" نارو کی بات سن کر ممانی بالکل کی طرف  
ننگے چر فرش پر دوڑی اور دروازے کے کمرے کے  
کو دھکیلتی گئی۔ خوش قسمتی سے دروازہ اندر سے بند  
تھا۔ ممانی اندر گئی۔ اس نے بیڑ کے بن پر بس کر کے  
مخالف سمت میں گھمائے اور کمرے کے کھڑکیوں کو  
لگیں۔ اب دریا کو بڑا کر اٹھا رہی تھی۔

"دریہا جیٹا۔۔۔!! اٹھ جاؤ۔۔۔!!"  
چلو۔۔۔!! یہاں گیس بھر گئی ہے۔۔۔!! "ممانی پان  
کے لہجے میں خوف کی آمیزش شامل تھی۔ دریہا بچے  
مگھوڑے گدھے بچ کر آرام سے سوئی ہوئی تھی۔ ایک  
دم سے ہڑبوا کر اٹھ بیٹھی۔ وہاں کو ناگھی سے دیکھنے  
لگی۔ فوراً ممانی نے اسے سینے سے لگا لیا۔ اب وہ بڑا  
اٹھا کر باہر لاری تھی۔ وہ بے وقت اٹھائے جانے،  
ایک دم سے پریشان ہوئی تھی۔

(جلد بنا)

دروازے پر ضرر میں اور اٹھ مارنے شروع کر دیے۔  
"یا اللہ خیر۔۔۔!! کہیں یہ لڑکی پاگل ہو گئی تو  
نہیں ہو گئی ہے۔۔۔!!" ماموں پٹنگ میں بالکل سیدھے  
بیٹھ گئے۔

"ہاں کچھ تو ہوا ہے۔۔۔!!" کمرے میں بالکل  
بھی روشنی نہ کریں۔۔۔!! گیس کی بوتل کمرے میں بھر گئی  
ہے۔۔۔!! مجھے تو بخوس ہو رہی ہے۔۔۔!! یا اللہ خیر کہیں  
باہر آگ نہ لگ گئی ہو۔۔۔!! "ممانی نے جلدی سے تیز  
لہجے میں چیخ کر کہا۔ عادل ماموں کے حواس ایک دم سے  
کھام کرنے لگ گئے۔ وہ اٹھ گئے۔ اس نے بیڑ کے دونوں  
بٹن کھرا کر گیس روک دی۔ اب وہ دونوں تیزی سے باہر  
دروازے کی طرف گئے۔ ابھی بھی باہر دروازے پر نارو  
لاٹھ مار رہی تھی۔ اچانک دروازہ کھلا اور نارو نے جیسے ہی  
ان کو دیکھا۔ وہ ماموں سے ٹپٹ گئی۔ وہ روئے جا رہی تھی۔  
"ماموں، ممانی جان!! شکر ہے۔۔۔!! آپ  
دونوں بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔۔۔!! مگر میں کوئی گھس  
آیا تھا۔۔۔!! میری جینس سن کر وہ بھاگ گیا۔۔۔!! میں  
بہت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔!!" نارو جیسے ہی ماموں  
سے جدا ہوئی، اس نے بھیکے لہجے میں کہا۔ ممانی نے  
جلدی سے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر کیا اور کمرے کی  
کھڑکیاں کھول دیں۔

"ماموں جان!! ممانی کیا کر رہی ہیں؟" نارو  
نے بھولپن سے پوچھا۔  
"کمرے میں گیس بھر گئی ہے۔۔۔!!" ممانی  
نے ناچاہتے ہوئے بھی وضاحت دی۔ اچانک وہ ٹھنک  
کر رک گئی۔ سب کچھ جیسے ہی منظر میں چلا گیا۔ وہ ایک  
دم چینی۔

"عادل۔۔۔!! ہمیں بچوں کی خیریت معلوم  
کرنی چاہیے۔۔۔!! ان کے کمروں میں بھی بیڑ رات  
مگھے آن ہوتا ہے۔۔۔!!" ممانی کے کہتے ہی ماموں  
نے ایک دم دوڑ لگا دی۔ وہ دونوں بدحواسی کے عالم  
میں بچوں کے کمروں کی طرف بھاگ گئے۔ نارو بھی  
ان کے پیچھے لگی۔



## اندیکھی

شمالیہ راشد - لاہور

جب بابا کی طرف دیکھا ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا مجھے لگا ابھی وہ مجھے یہاں سے چلے جانے کو کہیں گے مگر پھر انہوں نے کہا چاہتے کیا ہو تم بابا میں اس حویلی کا راز جاننا چاہتا ہوں گائوں میں بھی لوگ چاہتے تھے آپ سے بات کرنا مگر.....

ڈر..... دہشت اور خوف سے بھر پور دل و دماغ پر سحر طاری کرتی ہوئی کہانی

میری عمر ستر سال تھی تین بیٹے اور ایک بیٹی سے رب نے نوازا تھا۔ میں اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ نیچے والی منزل میں رہتا تھا، دونوں چھوٹے بیٹے اوپر والی منزلوں میں رہتے تھے اب بھی سب میرے ارد گرد موجود تھے بیٹی تو نہ آ سکی مگر نو آ گیا تھا خیریت معلوم کرنے اپنے بچوں سے زیادہ ان کی اولاد کو میری زیادہ فکر رہتی تھی۔

باہو ابھی بھی بہت تیز بادش ہو رہی تھی۔ صبح سے رات ہو گئی مگر بادش رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی سردیوں میں جب ایسی بادش ہو تو ماحول بہت ہی ٹھک اور ٹھن سی سکتی ہے بندہ اپنے ہی گھر میں قید ہو کے رہ جاتا ہے میری کل سے طبیعت خراب تھی مسئلہ تو اتنا یاد نہیں تھا مگر اس عمر میں طبیعت خراب ہو تو سب بچے



جب نور بانو کو پتہ چلا کہ اس کے عبدالباری سے ملنا وہ  
سلوک کیا جا رہا ہے اس نے وہ رو کر باپ کو بلایا اور  
کہہ دیں، ابھی ماں کے قدموں میں گر لی تو ابھی یہی  
آگے التجا کرتی مگر جب پتہ چلا کہ عبدالباری زندہ نہیں  
رہا تو اس نے بھی اپنی جان دے دی۔ بس یہی خبر  
آہستہ چند سالوں میں ہی کچھ مر گئے کچھ زکام  
حوالی چھوڑ گئے، چودہری بھی چند سال زندہ رہے  
بعد کسی خطرناک بیماری کا شکار ہو کر مر گیا اور یہ حوالی  
آہستہ آہستہ مٹنے لگی۔

میں بت بتا ساری کہانی سن رہا تھا اب سوال  
بار بار داغ میں آ رہا تھا۔ مغرب ہونے والی تھی بابا  
جگہ سے کھڑے ہو گئے بابا جی ایک اور سوال میں آپ  
سے کرنا چاہتا ہوں آپ ان لوگوں کے بارے میں انکا  
کیسے جانتے ہیں مگر انہوں نے میری کسی بات کا جواب  
نہیں دیا اور چپ چاپ اس تجویز سے نکل کر اس  
حوالی کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیے میں  
جھوٹری کے دروازے پر ہی کھڑا نہیں جا سکا کچھ ہاتھ  
انہوں نے حوالی کے اندر قدم رکھنے سے پہلے مجھے  
پلٹ کر دیکھا اور آہستہ آہستہ ایک خوبصورت نوجوان  
کے روپ میں آ گئے اور پھر اچانک غائب ہو گئے۔  
میری حیرت کی انتہا نہ رہی اتنے سالوں سے ہم جنہیں  
بزرگ یا کوئی درویش سمجھ رہے تھے یہ تو وہی لڑکا تھا جسے  
کل رات ہی میں نے نور بانو کے ساتھ دیکھا تھا۔ لیکن  
پھر اس دن کے بدلتے گاؤں میں وہ بزرگ دکھائی  
دیئے اور نہ ہی وہ رو میں شاید کہ وہ اپنا راز بتا چکے تھے  
پھر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ تھی وہ کہانی بچوں جو آپ  
جی تھی اس لئے بڑے کسی بات سے روکیں تو کہا مان  
لیتا جائے۔ پر مانتا جی یہ تو پرانے وقت کی بات ہے  
آج کل کے دور میں بھی کیا ایسا ہو سکتا ہے کوئی بھی  
خونک بات بتا دیں دادا جی حزرہ نہیں سہرنے  
سب ایک ساتھ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔



لئے تبھی کو وہاں روکنا پڑا۔ عبدالباری نے جب  
معذرت کے ساتھ کچھ دیر کے لئے نیچے آنے کا کہا جب  
وہ دونوں نیچے اتر رہی تھیں۔ عبدالباری کی نظر نور بانو پر  
پڑی نور بانو نے بھی عبدالباری کو دیکھا کچھ دیر کے لئے  
دونوں کی نظر ایک دوسرے سے ملی اور پھر نور بانو نے اپنا  
چہرہ چادر میں چھپا لیا لیکن جب تک عبدالباری تبھی کو  
دوبارہ چلنے کے لائق بنا رہا تھا نور بانو بار بار اسے دیکھ  
رہی تھی نور بانو مگر حسین تھی تو عبدالباری بھی خوب رو  
نوجوان تھا اور پھر میں پہلے وہ دونوں ایک دوسرے کو  
دیکھنے لگے پھر باتیں ہونے لگی اور پھر چودری چھپے  
ملاقاتیں اس بات کا پتہ صرف نور بانو کی چھوٹی بہن کو تھی  
تھیں ملاقاتیں پڑھتے پڑھتے دونوں ایک دوسرے کے  
لئے یوں ایک بن گئے انہیں نہ کوئی ذات یاد رہی نہ ایک  
دوسرے کی حیثیت کا فرق اور نہ ہی چودہری جیسے ظالم  
انسان کا ڈر وہ دونوں اپنے ہی عشق میں مست تھے۔

انہیں خبر ہی نہ ہوئی چودہری کو اس بات کی بھنگ  
پڑ چکی ہے چودہری نے یہ سوال پہلے ہی اپنی بیٹی سے کیا  
کہ اس کا کئی غمورے کے لڑکے سے کیا واسطہ ہے،  
چودہری چاہتا تھا اگر بات ہوئی تو یہیں ختم مگر نور بانو  
عشق کی اس منزل پر تھی جسے جھوٹ بھی کہنا گوارہ نہ ہوا  
وہ عبدالباری سے محبت نہیں کرتی اور پھر جو ہوا اس کا علم  
کسی کو نہ تھا آدمی رات کو چودہری کے بندے  
عبدالباری کو گھسیٹتے ہوئے چودہری کو پاس لے آئے۔  
چودہری نے خون خوار آنکھوں سے عبدالباری کو یہ  
گاؤں ہمیشہ کے لئے چھوڑ جانے کو کہا مگر اس نے نور  
بانو کے بغیر یہاں سے جانے سے انکار کر دیا اس کے  
انکار کی دیر تھی چودہری کے بندے اس پر ٹوٹ پڑے،  
لیکن وہ اکیلا ہی چودہری کے دس بندوں پر بھاری پڑ رہا  
تھا پھر چودہری کے ہی اشارے پر اس کے پالتو کتے بھی  
آگئے جنہوں نے رسول سے باندھ کر عبدالباری کو اس  
حوالی کی چھت پر لے گئے اور چودہری کے حکم پر اسے  
وہیں سے نیچے گرا دیا گیا عبدالباری کے تڑپتے وجود کے  
گلے میں ری ڈال کر اس لال مندر کے ساتھ لٹکا دیا گیا





## روح کا چین

خلیل جبار

وہ سب اس کے پیچھے چہت سے نیچے آنے لگے۔ تھمینہ سیڑھیاں اترتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ آخر وہ تابوت اور لاش کہاں گئے۔ یہ اس کے لیے ایک طرح سے معہ بن گئے تھے۔ اس نے خود اپنی آنکھوں سے تابوت اور لاش کو دیکھا تھا، پھر وہ کیسے غائب ہو گئے۔

کہنہ مشق..... اور ہر دل عزیز رائٹر کے زور و قلم سے قلمی ہوئی۔ شاہکار..... کہانی

تھمینہ ابھی ناشتے کے برتن دھو کر فارغ  
لہو کچھ دیر آرام کرنا چاہتی تھی۔ اس گھر میں  
بغیر اسے چند دن ہی ہوئے تھے۔ صفائی اور گھر  
لگا کو بیٹے سے رکھنے کی وجہ سے تھمینہ کو آرام  
نہ مل سکا تھا۔  
بچے ناشتہ کر کے اسکول چلے گئے تھے۔ اس کا  
نورانی کو بڑھانے اسکول ملا گیا تھا۔  
کے برتن دھونے کے دوران اس نے دوپہر کا کھانا بھی  
تیار کر لیا تھا۔ اب اسے کسی قسم کی کوئی فکر نہیں تھی۔ آرام  
کے دوران اگر وہ دیر تک سو بھی جائے تو پریشانی کی کوئی  
بات نہیں تھی۔ بیڈ پر لیٹتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔  
اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی  
کہ کیا وجہ ہے۔ اس کی آنکھ لگ گئی ہے۔ چہت پر کوئی بھاری  
چیز مگر نے کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے اٹھی اور چہت

Our Digest **172** April 2023

موتی ہے۔  
 داتہ شری جب سب جودے تھے ایسی۔

Page No. 17

April 2023

5 April 2023

Bar Digest 17





السرکاری کے ساتھ دونوں ہاتھ جیب میں ڈال کر  
مر جا کر پڑے۔ جل پڑا۔ میں اپنے خیالات میں اس  
دور تک گم تھا کہ سامنے آنے والے اس کد سیدھے ٹھکس کو  
ٹھیس دیکھ کر جاوے گا۔ چھوٹے سے کچے کی دہلی بکھرے  
مکان سے آ رہا تھا۔ جب دو طرفہ ٹھیکہ قدم  
کے قافلے پر پہنچ گیا تب میری ٹکڑاں پر پڑی اسے  
دیکھتے ہی میرے ذہن میں فوری طور پر یہ خیال آیا  
کہ اس ٹھکس سے کچھ پیسے مانگتے پائیں۔ میں نے  
پہلی دفعہ میں کبھی کسی سے پیسے نہیں مانگے تھے۔ یہ  
سوچ کر میرا اظہار غصے ہو گیا کہ میں کس طرح بات  
شروع کر دوں گا۔ اگر آپ میری جگہ ہوتے تو بلاشبہ  
آپ کی بھی یہی حالت ہوتی۔

"ایمانداری کی بات ہے۔" اس نے  
 مزید کہا۔  
 "میرے پاس بالکل تھوڑے سے پیسے ہیں۔"  
 "ایک منٹ۔" میں نے اسے قلم دے کر  
 خیال سے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔  
 "اس قدر گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"  
 میری بات کی طرف توجہ اسے بغیر اس نے پہلے دائیں  
 طرف اور پھر بائیں طرف دیکھا سوئے سوئے شیشوں  
 کے پیچھے اس کی آنکھیں بدستور کھلتی رہی جس کا  
 ایک۔ پانی کیسکا سے آواز آجوا ہوا۔ وہ قوی الکسیر  
 اور ٹو جوا بن تھا۔ اور پانی سے زیادہ کاؤلیاں قسم کی  
 لمبوں کا سیر دکھاتا تھا۔  
 "جو کچھ گڑبڑ ہے؟" اس نے آتے ہی پوچھا۔  
 "بات تو کچھ ایسی ہی ہے جیسا۔" میں  
 نے کہا۔

بخش ہو کر رہا تھا۔  
 "اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں۔" سپاہی نے  
 دنگا لپٹے ہوئے کہا۔  
 "جسبیرا رکھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ لوگ  
 اعلیٰ انکوائری کر رہے ہیں۔" پھر اس نے  
 محلہ ایک اور شاخہ قسم کا جھکا دیا اور مضبوطی سے پھرا  
 پڑا ہو کر کیا۔  
 "تم اوروں کی کوشش کر رہا تھا۔" میں نے  
 لپٹا جوش کو دہاتے ہوئے کہا۔  
 "یہ اس قسم کی بات ہے جس تو میں صاحب  
 سے کہہ چکا ہوں۔" وہ ہاتھ دھو رہا تھا۔  
 "پہلیں اس طرح قیہہ لگاتے ہوئے کہا۔  
 "تاہم اس غلطی کو معلوم ہوتے ہی رات

حضرت عثمانؓ نے باوجود عمر و مال کی  
کے کوئی مکان نہیں بنایا تھا ایک جموں پڑی حمی  
سی جموں پڑی میں ہی جاں بحق ہوئے۔ ملک  
الموت نے پوچھا کہ آپ نے اتنی لمبی عمر پا کر  
اس کے باوجود آپ نے کوئی مکان نہیں بنایا۔  
اس کی کیا وجہ تھی۔ آپ نے فرمایا: "جس کی  
تاک میں آپ ہیں، اس کو مکان بنانے کی  
کعبہ موقوف ہے۔"

لی جائے گا جس ایک دم میں آواز ہو گیا اور فریادی  
 ترکیب سوچے لگا۔ خوش قسمتی سے میں اس وقت ایک  
 ہنس بھاری طرف آئی دکھائی دی مجھے ابھی طرح یاد ہے  
 کہ جس کی ایک بیڈ لائٹ بھی ہوئی تھی۔ اور وہ بچہ بانیہ  
 ہے بچہ انداز میں حرکت کر رہے تھے۔ بس ہنسنے لگا  
 چہرہ میل کی تھڑکی رکھتا رہا۔ میں دیکھ رہی تھی جب وہ چند  
 قدم کے واسطے پردہ کی طرف سے ایک جھلک کر باہر  
 کی گرفت سے اپنا چہرہ نکال کر باہر تیزی کے ساتھ ہنس  
 کے سامنے سے سڑک کی دوسری طرف نکل گیا۔  
 اور اندھ نے جلدی سے بریک لگانے کی کوشش کی  
 پھر بھی اگلا پیر پیری چٹوٹن کے ساتھ چہرہ نکال کر گیا۔  
 لیکن وہ اس کی پرواہ کے بغیر وہ ڈاڑھا ایک گلی میں  
 داخل ہو گیا۔

اب میرے اور سہیلی کے درمیان کسی حال  
 ہو چکی تھی اور مجھے اپنی آزادی کے لیے چند لمبے سیر  
 آگے بڑھے پھر میں نے اس کے کمرے کی آواز سنی جس کی  
 وجہ سے سہیلی کو میرا حلقہ کرنے میں تھوڑی سی اور  
 ہوئی میں تیز رفتاری سے دوڑا ہوا ایک گلی سے دوسری  
 گلی میں داخل ہو گیا غصہ سے گاڑی کی آواز سنائی دی  
 پھر معلوم نہیں کہ گلی کی کدھر تھی البتہ میری رفتار اور تیز  
 ہوئی کی گلیوں سے ہوا میں ایک دوسری سڑک پر پہنچی  
 میرا غصہ کرنے والے قدموں کی آواز معدوم ہو چکی  
 تھی سہیلی کا ناخن حیرت و حائل کرنے کے لیے جاگھے  
 کوڑیوں کرنے کے لیے کہیں دکھایا تھا میں نے  
 دوڑا بند کر دیا اور چلا شروع کر دیا میں ہلکے پلٹے کے  
 بعد مجھے ایک ٹیکسی نظر آئی پہلی نظر میں اسے پولیس کی  
 گاڑی سمجھا اور بدکردار سمجھا گیا۔ تاہم غور سے دیکھنے  
 پر پتہ چلا کہ ٹیکسی کے دو دروازے پر کسی شراب کا اشتہار  
 لکھا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ پولیس کا معلوم ہوتی  
 تھی میں نے ہانک دے کر اسے روکا اور ہدایت استاذ  
 کے ساتھ اندر چلے گیا۔

"توجہ نہ ہو۔" میں نے اپنا سامان درست  
 کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ نظر بابر شرم میں رہنما ہوگا  
 ضرور ہوتا ہے۔" ٹیکسی ڈرائیور نے غور سے میرے  
 منہ کا جائزہ لینے ہوئے کہا۔  
 "آپ کا مطلب وہ ہے کہ..."  
 "بالکل بالکل۔" میں نے اپنی ہاتھیں درست  
 کرتے ہوئے کہا۔  
 ٹیکسی چل چڑی۔ اس منٹ کے بعد سامنے  
 ایک شینے میں ایک استور نظر آئی میں نے ٹیکسی روکا  
 ہوئے کہا۔  
 "ایک منٹ ٹھہرا۔ مجھے ایک دکان خریدنی  
 ہے۔ ابھی واپس آ جاؤں۔"  
 "ضرور۔" ڈرائیور نے بدستور سامنے کی  
 جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ خاصا بڑا استور تھا اندر چند ایک گلیوں کی نظر  
 آ رہے تھے گاڑی کے پیچھے کھڑے ہوئے سڑک میں نے  
 عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا میں نے سگراتے  
 ہوئے سر کو دھولے سے جنس دی اور دو سال کے کدو کی  
 طرف پڑ گیا۔ ایک رسالے کو الٹ پلٹ کر دیکھنے  
 کے بعد میں نے اسے واپس دیکھ دیا اور پھر ایک  
 دوسرے ٹیکسی کے قریب جا کر ٹیکسی گک کریم دیکھنے  
 لگا۔ اس ٹیکسی سے ڈرائیور آگے ایک بھلی اور تازہ تھا  
 جو پہلی گلی میں کھلتا تھا قدرے توجہ کے بعد میں  
 ڈرائیور سے ٹھٹھا ہوا اس دو دروازے سے باہر نکل گیا۔

گلی میں چلتا ہوا میں بیڈ میل استور سے خاصا  
 دور نکل گیا۔ ٹین جا رہا تھا آگے جانے کے بعد وہاں  
 طرف کی گلی میں سڑکیا۔ اور تازہ تیز کر دی تاہم اتنی تیز  
 بھی نہیں کہ سامنے پھول جائے۔ پھر میں ایک میل تک  
 سیدھا چلا رہا اور صورت حال کے بارے میں خود کو نا  
 رہا۔ ذہن بڑی طرح الجھا ہوا تھا جو کچھ بھی ہوا وہ شخص  
 میری لاپرواہی سے ہوا تھا کاش میرے پاس تھوڑی  
 بہت رقم ہوتی تو میں ہولنی جہاز یا اس کے ذریعے اس  
 شہر کو خدا حافظ کہہ دیتا لیکن میں آواز نہ کر دی کرنے  
 والے لوگوں کی تلاش کے لیے پولیس اسٹیشن پر

اسی لمحہ تک نہیں گئی۔ اس شہر سے نکل جانے  
 کے بعد ہی میں خود کو محفوظ سمجھ سکتا تھا۔ پولیس کے پاس  
 ہر ایک شخص تھا جہاں تک پلیس کا تعلق ہے میرے  
 پاس کی لوگ ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک واقعہ بھلی میری یاد  
 دہائے آج پھر بھی میں اور میری بیوی لا رہے اس  
 کہہ کر غصہ کیا کریں گے لیکن اس وقت صورت  
 بدل رہی تھی اگر میں فوراً ہی ہر شہر سے  
 جھٹکا کا باغ بنے ہو گا تو پولیس کے ہتھے چڑھ جاتا  
 اور میرا جس کا مطلب یہ ہوتا کہ مجھے چند سال تک  
 زندہ رہنا پڑے۔

اس وقت میں شہر کے ایک ایسے بڑے حصے میں  
 تھا جہاں واقع طور پر صاحب ثروت لوگ رہتے  
 تھے قریب و دور میں خوب صورت اور جدید وسیع کے  
 مانات بنے ہوئے تھے۔ ہر مکان کے سامنے وسیع  
 ان تھ جن میں ہر سبز پادے اور درخت ایسا وہ  
 تھے۔ ہر ماہ کی آگ میں آواز آتا تھا پر چاند نکل آتا تھا۔  
 انکھ میں نے ایک شخص کو سامنے سے آتے دیکھا وہ کم  
 تھا ایک ہلکے کے واسطے پر تھا اور گلی کے دوسرے  
 حصے پر تھا اس وقت میری پوری طرح میرے لہجہ غائب  
 انکی کی آپ میری کیفیت کا بخوبی اندازہ کر سکتے  
 تھے۔ اس شہر میں حیرت انگیز چیزوں کا انتظار کرنا انتہائی  
 ناممکن تھی۔ مجھے فوراً ہی ہر وہاں سے نکل جانا چاہیے  
 بعد اس کے لیے میں نے ضرورت تھی اچھے کاغذ  
 لکھ چکا تھا میں نے ابھی ہاتھ پر ساتھی کے اندر  
 ہوا تھا بلکہ اس کے انگوٹھے سے حاکم کر لیا تاکہ  
 ماننے سے نہ کہنے والے کو یوں معلوم ہو کہ برساتی کے  
 نیچے بھول چکا ہوں ہے پھر میں تیز حیرتوں سے گل  
 ہلکا سا گلی میں کے سامنے پہنچی گیا۔

"کیا آپ ایک مسافر کو کچھ پیسے دے  
 سکتے ہیں؟"  
 وہ ایک دم ہلک کر بیٹھے ٹھہرے۔  
 "تھرم کوئی بھی فضا حرکت آپ کے لیے  
 نہیں رہا بہت ہو چکی ہے۔" میں نے برساتی میں

چپے ہوئے انگوٹھے کو ہاتھ سے لے لیا۔  
 "اس لیے ہڈی سے اب اس نکل کر میرے  
 حوالے کر دیجیے۔"  
 "اور۔۔۔" میں نے برساتی میں چپے  
 ہوئے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ خوف میں کی  
 آنکھیں ابھرنے لگی تھیں۔  
 "ایک منٹ میرے کچھ میں ابھی سب کچھ آپ  
 کے حوالے کر دیتا ہوں۔"  
 "جلدی کر۔" میں نے اس کی گھر بہت سے  
 لقب اندر دے دئے ہوئے کہا۔

"اپنا ہتھ نکل کر لے لیا ہر کدو۔"  
 پھر اس کے ہاتھ تیزی کے ساتھ چلے گئے میں  
 نے چند نظروں سے اس کو دیکھا کہ کبھی گولی سپاہی  
 نہ ٹھک پڑے۔ صرف وہی بیکار کے اندر بھی گھس نے  
 ہوا زمین پر پھینک دیا۔  
 "اب پیچھے کی طرف مڑ کر میرے پیچھے چلے  
 جاؤ۔" میں نے ٹھکانے میں کہا۔  
 "مڑ کر دیکھ کر تمہاری کو چڑی اڑھوں گا۔"  
 وہ انکی سماعت اندر تھوڑی سی طرح دانی مڑ کر  
 چل دیا۔

میں نے دیکھا زمین پر ایک انگریز ہوا خند  
 ایک گھڑی پڑی تھی بڑے کو چھو گئے ہی میں حرکت  
 سے ابھل پڑا۔ وہ میرا ہی ہوا تھا میں ہلائی سے اسے  
 کھول کر دیکھے کہ ہر چیز اندر سوچتی چلا کر گئی  
 بیاضی کا رنگ ماریونٹ کا سنسن، مگر یہ نہ کارٹ اور نقد  
 رقم میرے حوالے سے بے اعتبار نہیں کہ اس میں گل گیا  
 پھر میں اس گھڑی کو الٹ پلٹ کر دیکھنے کا باعث میں  
 میرے ہاتھ لگ گئی تھی۔ اگرچہ معلوم ان صاحب کی نظر  
 سے گزر رہی تھی کوئی نہ کر لے گا میں نے کچھ گھڑی  
 سجدہ کیا مجھے یہ جاننے کا اشتہار ہے کہ میرا ہتھ لگ کر  
 من کے ہاتھ لگ گیا۔





انگلے لسمے لیل کے سامنے ایک تھانچہ آگیا اس پر مٹی کو تھپ  
حسرو ہوئی تھر اس کے لیے لسمے لانت خون سے صوح ہو رہے  
تھے اپیل اسے دیکھتے ہی ہوا کھڑا ہوا لیکن دروازے پر پہنچا  
تو تھانچہ وہاں پہلے سے موجود تھا اور تھپہ لنگر ہاتھ

خون کی داوی میں جموا جھلائی دل دوا مارچ پر عمارتی کرتی ہوئی غوغا کی کہانی

رات جوں جوں گہری ہو رہی تھی اٹین کے محل  
میں عیڑی آدمی تھو۔ وہ قبرستان میں اپنے باپ کی قبر  
کے پاس بیٹھا رحوں کو بلائے کاٹل کر باٹھا۔ اس کے  
ماتے دے دیا۔ کچے تھے ایک میں خون بکرا ہوا تھا اور  
دوسرے میں ایک سیاہی کا کتا ہوا اور چا تھا۔ لیکن حد  
میں اس کی کچھ نہ رہا تھا تو دے دے دھتے کے  
ہو رہا تھیں کوٹا خون کے پھیلے اپنے باپ کی قبر پر  
ڈال کر پکڑا تھیں بند کر لیں۔ قبرستان میں اٹنا چھایا  
ہوا تھا۔ اٹین کے علاوہ کوئی دسی درج وہیں نہ تھا مگر وہ  
بلیک کی خوف کے اپنے باپ کی مدح کو بلانے کا عمل  
کرتے میں مصروف تھا اس بارے تھیں کھول کر خون  
کے چھینے قبر پر ڈالنے کا اچانک اس کی نظر لی کے  
کچے ہونے پر پڑی اس کی آنکھیں اندھیرے میں  
چمک رہی تھیں۔ جوں گد دیا تھا جسے حرکت کر رہی ہو  
ایک بازو اٹین بھی اڑ گیا لیکن بکھرت کر کے پڑے  
تھا اس کا خیال تھا کہ اس کے باپ کی روح حاضر ہو  
جائے گی۔ مگر عمارتی رقت گزرتی۔ پیدا ہو کر نمودار  
ہونے کا عمل بھی ختم ہو گیا اس کے باپ کی روح کو تے  
قوات آئی اٹین نے سارا سال اٹنا پاتا اور قبرستان سے  
بہر کھڑا آپ۔ وہ اٹنا کا پی پر بہت دل گرفتہ نظر آ رہا  
تھا اگر میں روح کو حاضر نہ کر سکا تو مجھے بھی اپنے مقصد  
میں کامیابی نہیں ہوگی اٹین حسرت میں بڑھ رہا۔  
وہ اصل اٹین بہت لالچا دھوکہ باز اور جھوٹی

تھا۔ اس کے باپ نے سرت وقت گردنوں کی جانیدوار  
چھوڑی تھی جو اس نے نور اس کے بھائی پھرنے سے براہ  
برائے تحسیر کر لی تھی۔ اٹین نے ساری رقم جوئے میں باہر  
دی اور کوئی کوئی کھانا ہو گیا اب باؤ دھوکہ دے  
ایمان سے رو پیہ کھانا پھر اپنے بھائی جارج کے سامنے  
اتھ پھیلا۔ شروع شروع میں تو جارج اس کی مذکورہ  
مگر جب اس نے دیکھا کہ یہ اٹین کی عادت تھی پھر ہی  
بے تواس نے رقم دینا چھوڑ دیا اور ایک روز داغ لٹکوں  
میں مرے رقم دینے سے بھاگتا کر دیا۔  
"جارج صحت بھلا تھو بھاری اس دولت میں میرا  
بھی حصہ ہے۔" اٹین نے کہا۔  
"تمہارا حصہ کس طرح ہے؟" جارج حیران  
ہوا۔ "کیونکہ بی بی کی جائیداد ہے۔ بی بی نے مرتے  
وقت کوئی وصیت نہیں کی تھی جس نے قانون کے مطابق  
جائیداد براہ تقسیم کر لی تھی اسے ضائع کر دیا اور میں  
نے اس سے کاروبار کر لیا اس لیے آج میں کامیاب  
پرفیس میں ہوں اور تم کھال ہو۔" جارج نے کہا۔  
"تم انہی طرح جانتے ہو کہ ذیلی مجھ سے  
زیادہ محبت کرتے تھے ایک حادثے میں اچانک ان کا  
انتقال نہ ہوا اور انہیں وصیت کرنے کا موقع مل جا تا تو  
وہ ساری جائیداد میرے نام کر دیتے۔"  
"کیوں کیا میں ان کا بیٹا نہیں مجھے یقین ہے  
کہ وہ مجھ ایسی اٹھائی نہ کرتے۔" جارج نے کہا

"اٹین نے ایک بار یہ کہا تھا۔" اٹین نے  
جوت کھرا۔ "مجھے سے کیا ہوتا ہے کوئی بھی بھلی تحریر  
ہوئی تو اس کی تھی۔" جارج نے کہا۔  
"میں نہیں بلکہ تحریریں لادوں گا۔" اٹین نے  
تھے سے کہا لیکن وہ ایک تحریر لکھیں سے لگا اس کے باپ  
نے تو اسے لکھ کر ہی تحریر نہیں دی تھی ایک دن جارج ہی  
پہنچے بیٹھے اس کے شیشی ڈھن میں خیال آیا کہ اگر کسی  
طرح وہ اپنے باپ کی روح کو بلا لے اور اس سے ایسی  
تحریر لکھوے تو جارج کی ساری دولت پر قبضہ ہو سکتا  
ہے۔ وہ مختلف عاملوں سے ملا کر کوئی بھی اس کے باپ  
کی روح کو بلا سکے۔ اس نے بہت سی پرانی پوچھ لی اور  
آخری چھوڑی کتاب میں جس میں اور مختلف قسم کے عمل  
کرتے شروع کر دیے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا جب وہ  
ایٹنا ہو چکا تھا تو ایک روز اس کی نکاح روح کے ماہر کو  
بھلی کے اشتہار پر پڑی۔ جو اس نے اخبار میں دیا تھا  
اس کا کوئی تھا کہ وہ چند سینکڑے کے اندازہ روروں کو  
ماہر کر لیتا ہے اور جو لوگ اپنے رشتے والوں کی  
لاحول سے ملنا چاہتے ہیں وہ اس سے رابطہ قائم کریں۔  
یہ اشتہار پڑھتے ہی اٹین کی آنکھیں خوشی سے  
چمک کھیں اسے یقین تھا کہ جب اس کے باپ کی روح

ماہر کوئی تو وہاں تھا اس کے قریب سے ہی کی جس کی  
روست اٹین اس کی ساری جائیداد بھلاست میں تھے  
رو بھلی کے پاس کیا ہوتا ہے اپنے باپ کی روح  
سے لکھی تحریریں کا اٹھ لیا۔ ستم جی نہیں ہو کر وہ  
اٹنا اپنے باپ کی روح سے ملے اور "تو مجھے نہ کیا۔  
"تھو۔ ملاقات نہیں میں کرنا چاہتا  
ہوں۔" اٹین نے کہا۔ "لیکن میں نہیں میں نہیں بہن کا  
تو کمر توہاں میں کھیل گئے ہو۔" اٹین نے کہا۔  
اٹین سوچا میں یہ کیا کر لیتا ہوں کہ اس کے  
اپنے باپ کی روح سے جائیداد کے اخراجات پر دھوکہ  
کرنا چاہتا ہے لیکن بھلا اس نے سچ کی ذیلی کو  
تھانے سے پہلے اسے آنا لینا چاہیے کیا وہ کوئی  
روحوں کو بھلا سکتا ہے یا دوسرے مانت کی طرف نہ کی  
لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے تو یہ تو ایک نکرہ دھوکہ کا  
روحوں کو بلا صرف اٹین کا جرم ہوتا ہے۔ اٹین نے  
گتے ہیں کہ وہ اپنے مردہ والد کی روح سے ملے  
رہے ہیں۔ چنانچہ اٹین نے پہلے ذیلی کو آواز سے کا  
فیضہ کر لیا اور اپنے بیٹے  
تھوئی اور پھر ایک مردہ ایک محبت بھنی  
کے پاس آئے پھر اپنے باپ کی روح سے ملے

خود میں غبار کی۔  
 "تم میں سے کون ملتا پاتے ہو؟" ہڈائی نے پوچھا۔  
 "بہر دوروں میں ہماری جیسی اور اسے ملتا پاتے ہیں کہ میرے من کی چاندیوں کی وصیت کے مطابق عظیم کرلی ہے اور اب ہم خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں۔" خاتون نے کہا۔  
 "نیک ہے جس تمہارے باپ کی روح کو ابھی بھارتیوں نے کہا۔" ہڈائی نے کہا وہ اندر گیا وہاں سے چھ چیزیں اٹھ کر لے آیا عورت اور مرد کو اس نے کمرے کے ایک کونے میں بٹھا دیا اور خود دوسرے کونے میں زمین پر آگئی باقی اگر کر بیٹھ گیا اور وہ چیزیں بھی لپچے ساتھ ساتھ کشیدہ اور اندر سے لگتا تھا۔ وہ ایک سفید شے کی گیند کی طرح ایک چارہ خاں جس میں خون پھرا ہوا تھا۔ وہی ہو سکتا ہے یہ سب کچھ تھا۔  
 "تم یہاں سے جاؤ۔" ہڈائی نے مثل خود رو کر کے سے پہلے کہا۔  
 "وہاں رہنا مجھے بھی یہ مثل دیکھتے ہو۔" اٹن نے درخواست کی۔  
 "نہیں تم جاؤ یہاں سے میں تمہیں یہ بھارت نہیں دے سکتا۔"  
 "کیوں نہیں یہ نظروں سے کہ میں تمہارا دھوکا دیتا ہوں گا۔" اٹن نے کہا۔  
 "میں دھوکا نہیں دیتا شے کی یہ گیند بہاری تھوڑی تھوڑی ہے افریقہ کے ایک روحانی عالم نے مجھے بتایا ہے کہ کوئی بھی مرد اس کو سامنے رکھ کر مکمل کرنے سے پہلے وہ جس ماضی سے جاتی ہیں۔"  
 "آخر تم دھوکا نہیں دیتے تو پھر تمہیں میرے بیٹے پر کیا اعتراض ہے۔" اٹن نے کہا۔  
 "بہتر ہے وہ تمہیں کہتا ہے۔" اٹن نے ملتی خاتون ان کی بحث سے اکتا کر کہیں۔  
 "میں اس لیے کہ رہا تھا کہ آپ کو کوئی

"نیک ہے آپ تیار ہو جائیں گے چند منٹوں میں۔" آپ کے والد کی دوع آپ کے سامنے ہوئی۔ "بہائی نے منتر پڑھنا شروع کر لیا۔ اچانک تو اس کے منہ سے کچھ نکلنے لگا اور کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن اس نے کچھ باتیں کہیں کہیں یہ دیکھتا تھا جو وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ منتر پڑھتا رہا اور آپ کی دوع اس کے منہ سے نکلتی رہی۔ آپ نے چند لمحوں بعد فون کا پیلا ہوا علیہ شخصے کی گیند پر اسٹوڈیو گیند بالکل سرخ ہو گئی اور پھر اس نے بھائی کے والد کی دوع آگئی اور یہی اس شخصے کی گیند کا کرشمہ تھا۔ اس نے بھی منتر پڑھا۔ دوع کے آتے ہی طاقتوں بولنے "ڈیڈی ہم آپ کو بتانا چاہتے تھے کہ ہم نے آپ کی وصیت پوری کرنا چاہا اور ہم بہت خوش ہیں کیا آپ ہم سے خوش ہیں؟"

"مجھے خوشی ہے کہ تمہیں مل کر رہنے کے بعد بھی باور ہو کہ تمہیں میری خوشی کا خیال ہے میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ خوش و خرم رہو اور اس میں بدلہ نہ ملے۔"

اس کے بعد انہوں نے چار باور ہاتھ لگائے اور پھر دوع رخصت ہو گئی ان لوگوں نے فیس لیا کی اور بدائی کا شکریہ ادا کر کے چلے گئے۔

"اب تو یہی آگیا تمہیں کہ میں واقعی رخصت ہو جا سکتا ہوں۔" بدائی نے کہا۔

"ہاں یہ یقین آگیا لیکن کیا تم مجھے یہ گیند دے کر میرے لیے اوجھار دے سکتے ہو میں جلد واپس آ سکتا ہوں۔"

"تمہیں میں یہ تمہیں نہیں دے سکتا۔" بدائی نے صاف انکار کیا۔

"صرف ایک گھنٹے کے لیے دے دو میں تمہیں اس کے عوض نو ماہی رقم دوں گا۔" البین نے کہا اس نے سوچا تھا اس طرح وہ بھائی سے اپنے باپ کی دوع سنبھال کر کاغذات پر دستخط کروائے گا کسی کو پتا بھی نہیں

پہلے کاہر اسے کوئی نکتہ دیکھ کر ہوا۔  
 "میرا جواب انکار میں ہی ہے۔" بذاتی نے کہا  
 اور گئے پھر کر دوسرے کمرے میں جانے لگا اور اسے  
 جانے کے بعد وہ پھر چھٹے کی گیند میں کی جی مور ٹون کا  
 ٹوکی وہب اس پر نظر پڑا اور ہاتھ۔  
 "تک جاؤ پھر وہ میں جھپٹا گولی لگا دیں گا۔ کلن  
 نے فوراً ہی متل لگا لیا۔ بذاتی نے سڑ کر دیکھا پھر غصہ کیا۔  
 "اب یہ کیسے بچھڑے دو۔" اٹلن نے کہا۔  
 "میں نے تمہیں بتایا تھا کہ یہ ایک افریقی نسل  
 نے میرے آباؤ اجداد کو دی گئی اور کوئی غیر شخص اسے  
 استعمال کرے گا تو وہ مر جائے گا اور یہ گیند اب اس سے  
 چلی جائے گی۔" بذاتی نے کہا۔  
 "یہ خواہ مخواہ ادا کرنے کی کوشش مت کرو میں  
 نے کہا ہے تاکہ میں یہ گیند جھپٹا دوں اور اس گیندوں کا۔" اٹلن  
 نے آگے بڑھ کر بذاتی کے ہاتھ سے گیند لے لی۔  
 بذاتی سے دندہ ہا کر اٹلن کی طرف سے کہہ سکتے تھے  
 اپنے کمرے تک کہ اس نے ایک بیالے میں  
 کر کے کاخون ۱۸۵۰ اور گیند سارے رنگ کر کے پڑھنا  
 شروع کر دیا تھا جس میں نے گیند پر خون کا بیالہ لگا دیا تھا  
 چھانکنا کالی دیر تک۔ اٹلن کچھ نہ دیکھ سکا پھر آہستہ آہستہ  
 اور میرا پھر دھڑکی ہوئی اٹلن نے دیکھا اس کے باپ  
 کی اور اس کے سامنے کھڑی تھی۔  
 "تم نے مجھے کیوں ڈرایا؟" دوسرے نے پوچھا۔  
 "ڈرایا میں بتاؤ ہو گیا۔" وہ ہار ہو گیا۔  
 "تھانکس نے آپ کی ساری باتیں سوچ کر پڑھ کر لیا  
 ہے آپ ان کا کہنا ہے کہ آپ کو دیکھنا تاکہ جانتے ہو مجھے  
 لے جائے۔ آپ تو مجھ سے بہت محبت کرتے تھے  
 دیکھئے لب آپ کا ڈالر دینا کیوں ہو گیا ہے جانتے تھے  
 کھنگھڑے۔" اٹلن نے بیٹھ کر سوچ دے ہوئے کہا۔  
 "بیٹھ کر لے ہو جانتے تھے جھپٹا جانتے تھے  
 مجھ سے رہا کہ جسے باقی جو تم نے جوئے میں بھلا دیا  
 کیونکہ یہ آخر جانتے کی دولت پر ہے۔" دوسرے نے کہا۔  
 "نیکس ڈیڈی آپ نلکا کھڑے ہیں میں صرف

[illegible]



# منصوم شیطان

ایم جی ایک فیمل آباد

چلو دوستو آخری بلزی لگلائیں اور دنیا کو نکھادیں جارج نے یہ کہنے ہوش لگاتے (hug) اور "ملائیکو ویو چپ" کو اٹھا کر "چیوز ویو دور بین" تک سہاے جسے میں ہیوسٹ کر رہا

دو ہفتائی منصوم کان کن اس کا داغ شیطان کو گھر رہنے کی صلاحیت رکھتا تھا



فیلم "زیڈ کیو (201)" سرجوئے ٹی  
 ٹی وی کا پہلا تجربہ شروع ہونے سے پہلے ہی اچھا کام  
 جو بچہ چکا تھا "چکاڑ" بھلا سکتی تھیں کرنے کا  
 "خواب" حقیقت سے آشنا ہونے نہ ہونے کی کھٹک  
 شہنا۔  
 "دوم ہولی" سدا رہے لیکن کا پہلا سٹریک انکی  
 ہنگو مائی ہو گیا تھا جہاں متحدہ گولڈن ہارٹس نظر آ رہی  
 تھیں اس سب کا تمام جسم منادوں جیسا تھا لیکن چہرے  
 لب لب لڑنے کے ساتھ ساتھ بچہ کر ایک مرتبہ ہولی ٹیم کو  
 دیکھا کہ تو بھر مکی سنبھل گئے۔ یہی وہ "دوم ہولی" سے  
 نکلے کا سو فیصدی رہے تھے کہ چند بھر لڑا ہے آہیں  
 میں تھرا کر چنگاریوں کی گھن میں پھنسی گئے اور چندی  
 گویں میں ہار گئے۔ سدا سدا آگ کی آغوش میں چاہ  
 گزری ہو تھیں۔ بچہ کے سر پہ "جارج" کے مکرر ہائی  
 تمام لوگوں کی تکیوں نے "دوم ہولی" پر لٹھا ہادی  
 گویا۔ یہ کہ وہ بعد دوم ہولی خوری ویر سے میرے  
 زمین کی جانب ہنسنے کا اور بھر چھٹی گھن میں اس  
 کے ساتھ سب گناہیں اس ہوتے تھے تھے  
 یہ کہ وہ سر پہ ہنسنے لے ایک سے مل رہے تھے  
 تو بات کرنے کی حق نہ مل رہا تھا۔ سدا سدا ہوتے

نئی ماہ اور سکون کا عرصہ گزر گیا اور آج مٹھنہ تجربے  
 کی بد میں آئے کو تیر تھا۔  
 "ہیٹی" پہلی پھر "ٹیلی" کے دو بے "چکاڑ  
 نیوگا" تک دیکھنے میں کسی بھی قسم کی بھی گام مار  
 نہیں کرنا پڑے گا اور ہم "تیار شدہ تجربہ" کا سہیل کی منہ  
 کے ساتھ کار کردہ کے تمام مٹھنہ والوں کو انگلیاں  
 دھاتوں تلے دہانے پر مجبور کر دیں گے۔  
 لیکن "منصوم جارج" ہمارا رنگلیات والوں کا  
 کہنا ہے کہ یہ ہولی اتنا گھنا سے کہ نہ صرف ہنس بھر  
 کے "ستاروں" کی روشنی کو روک سکتا ہے بلکہ قریبی  
 نچوٹ "LBN 7" بھی ہم ہن کی وجہ سے ٹھنڈا دیکھ  
 سکتے سب سے تھیں کن بات یہ ہے کہ یہ نیوٹا 18  
 (12) خوری سال پر پھیلا ہوا ہے اس کا مطلب یہ  
 ہوا کہ اس چکاڑ نیوٹا کے ایک کھارے سے دوسرے  
 کھارے تک کوئی بھی "اسپیسی گاڑی" نہیں بڑھ  
 سالیں میں بھی نہیں پہنچ سکتی، خواہ وہ کسی ہی اسپیس کیری  
 کرے۔  
 "ڈس" تھہارے ڈھن میں میرے منصومے کو  
 بچنے کی صلاحیت نہیں لہذا نا مدش رہو۔ جارج نے  
 مکرر کہ اس کے چہرے پر بھی کی چہت لگاتے ہوئے



حالات، واقعات اور فیصلے

# عزت علی الترضی

جس میں حضرت علی کی بیوہ فاطمہ اور بچپن، حضرت علی کا ایمان لانا اور عبادت کرنا، جنگ ہند میں علی کے کارنامے، علی کا طرہ بہت محمد ﷺ سے نکاح، حضرت علی کے شجر کی تعداد، حضرت علی کی اولاد میں، خروا و احد میں علی کے کارنامے، حضرت علی کے بہادری کے کارنامے، حضرت علی کی جوانمردی، حبیب رسول میں شرکت، حضرت علی کا قصہ فرار کرنا، علی کا یمن سے آنا اور حج کرنا، قطیف فضائل علی، علی کی خدمات، حضرت علی کے فضائل، علی کی فضیلت اور اہمیت، علی کی یادداشت، علی کے لئے سورج کا لوٹ آنا، علی کی فہم و فراست، حضرت علی کے درشادات، علی کے بے باک فیصلے، حضرت علی کی چشمن گوئی، علوم و دین اور علی کا حصہ، حضرت علی کی خلافت اور شہادت کی خبر، شہادت علی اور تہ فین، جنازے کی نماز و دعاویہ کی بادشاہت کی خبر، علی کی خلافت اور جنگ جمل شامل ہیں۔

تالیف: حضرت شاہ ولی اللہ  
قیمت: 400/- روپے  
مترجم: مولانا اشتیاق احمد

شیخ بک ایجنسی  
نویڈا اسکوائر گریجوی  
انڈیا بازار

Ph: 0324-7232580

## توس قزح

چاندنی کے جیسے گئے ہندوہ اشعار

چاندنی سے گزرتی ہے کہ اسے ہندوہ، ہندوہ  
اور غزلیں ہندوہ کی سلی کی بھیا کر کے سلی میں  
پہنچے والے ہندوہ اور غزلیں شائع نہیں ہیں کی

توس کر دیکھ لیا آئینہ دل تو نے  
تیرا صورت کے سا اور تا کیا ہے  
(مترجم: محمد علی)

گاہ بار زندگی سے کی جاتے ہیں  
جیسے زندگی سے تم نکلا ہیں اپنی سے ہم  
(مترجم: محمد علی)

دلت خوش خوش کائنات کا شہدہ دیتے ہیں  
مہ چاہا وہ آپ کے کہ حوصلہ دیتے ہیں  
(مترجم: محمد علی)

مگر وہ میرا ہے خود میری سے آئے گا  
میں دھڑکی کی طرح اس کی سمت ہلے گی  
(مترجم: محمد علی)

جس نے ہندوہ کی سلی میں بھل کر رہا ہے  
اس نے بھل کر ہندوہ کی سلی میں بھل کر رہا ہے  
(مترجم: محمد علی)

جس نے ہندوہ کی سلی میں بھل کر رہا ہے  
شربتہ لیلیٰ و طالعیت بہت جلی  
(مترجم: محمد علی)

جانے کون کون کرتا ہے اس دلت سے  
ہر دلت ہر دلت ہر دلت سے  
(مترجم: محمد علی)

جن باتوں نے عار تہنا کرتی ہیں  
وہ گاہ ہے وہ باتیں بھی بھل کر نہ جائیں  
(مترجم: محمد علی)

جس طرح ہم جہاں کا شہر سے گزرتے  
ہوں تری پار حوس ہاگ جگہ سے گزرتے  
(مترجم: محمد علی)

جہاں مرا کیت تھا وہیں رہتے آگاہ ہاں ہے  
موتے نے غرق کیا ہاں ہے، جواب ہندوہ کی جانے  
(مترجم: محمد علی)

چاندنی کے جیسے گئے ہندوہ اشعار  
(مترجم: محمد علی)







☆. ☆. ☆.

”جیسی کہ یہاں کے لوگ نے شائے اچھا ہے۔“

انہیں سونے کی لاش

ہوئی۔ "اتفاق کر کے قہر ٹانے لگایا۔"

442

کونکے غلام ہے، جو مالکِ امت کی راہ میں ہے، وہاں

۱۳۱۳ھ میں

تو قدمی محبت کا راستہ تلاش ادا سفر سمجھو گے

یہودیوں کے بارے میں

ملاوون ای جانتا توہ لیکن مسئلہ کا سفر میری زندگی

۱۰۸

Waters

میں نے اور ملاوٹ نے ایک ہی لیکن ایک کا  
تقدیر ملاوٹ اپنے جسم کی دھڑ سے بچنے کے لئے ہلکا  
ستھاپن ملاوٹ کے ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے

یہاں تک کہ ایک دینی مصلحت کی مادی اسے منکر کے

فاجحہ بھی بھڑکی کسی مرد سے جس کمرہات گئی تو وہ اس  
 یوں کہیں کہنے لگا جیسے کہ کچا چا جائے گا اندر مرنے  
 کوں۔ میں نے کہہ دیا کہ یہ سب باتیں سنا کر

وہاں پہنچا تو وہاں پر شمسِ وحدت کے بجائے غمگین لاہور کے

یہاں تک کہ میں نے سوچا کہ شاید یہاں سے ایک نیا راستہ نکال سکوں۔

”یہ تو۔۔۔ منظر اچھا۔۔۔“ منظر کشی بہت صاف  
نور پکارتا تھا۔  
”تھوڑا سا بدل کر دیکھو۔“

میرے ساتھ کھڑی ہیں مگر طہریت لگتی تو مجھے پکا کہا جائے گا۔

میں نے اس کی تھوڑی طرح جھپک نہیں کی تھی۔

”کیوں ایسا کیا؟ کیا اس نے ایسا ہی نہیں کیا؟“

”تو رہے۔ لڑکیاں بھی اتنی تیز پرندہ کھسکا کرتی  
 تھیں۔ لڑکا ہے۔ دماغ بڑھنے لگتا ہے۔۔۔“

لکھا ہے: میں نے فرمایا تھا: "رو پر حکم لانا، پسند آئے تو لکھاں کے پاس بیٹھنے کا بھی نہیں۔" کچھ جواب بد دیا تھا۔  
 میرے کمرے میں سوچ سمجھ کر کہا۔

APR 17 2023

میری بات میں فرماتے ہیں، مجھے تو جیسے نہ  
 سمجھتا تھا اب تو بات بات میں اس کا ہر  
 لفظ میرے دل میں گونجنے لگا ہے۔

اور اس کے قریب نوے مرتبہ پڑھا کرتا تھا۔

چند کلمات سے پہلے کہیں گے کہ یہ سب کچھ ہے۔

تجلیا۔۔۔ محکمہ اوزار کسی کو نقصان پہنچانے

”فائدہ کمال کیا کرتا ہے یہ سب سے تمہارے لیے  
کی طرف سے کیا کر سکتا ہے۔“

جانچو ہم دریا کئی پتے نایت سے گھنٹہ میں آگئے۔  
گھنٹہ میں اسی طرح سے ہمارا گل تھے جو نہ جانے کئی ہفتہ

اس کے چہرہ میں مسکراہٹ تھی۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو پہچان لیا ہے۔ تم میری بہن ہو۔"

Barry







مسند میں چلائی گئی۔ اس واقعے کے بعد لڑاکاؤں  
دخوف غم ہو گیا۔ چاروں لڑکوں کو خورہ دے کر ٹھیک  
تھوڑے کے بعد اسے افغان حاکم کو لے کر سرگرمی اور جانے  
نہ جانے کس خوف کی حد سے مسند میں چلائی گئی  
پانچویں جولائی ایک بھلی بھلی گئی۔ مسافر وہاں کے  
چور سر نہ جانے گئے کہ وہاں میں سریش ہونے لگی تھی  
جب یہ پتہ چلا تو ہم کہنا سڑ کر گئی چلا۔  
اس نے اپنی بات مکمل کی تو میں نے اس کے  
چہرے پر خوف دکھائی ہوا کہ مجھے کہہ کا پدہ ہے۔  
پانچویں جولائی کو اس نے گھر پر تر جا۔  
اس کی بات میں خوف تھا ایک دہرے سے ختم ہو  
پھر لڑکے باقی تمام ہوا پھر چمکے کہ اس کے چہرے دھو  
پڑ کر لڑکے بھڑکی۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں  
سے فوری طور پر اٹھا اور اپنے کہیں کی طرف چل پڑا کہیں  
میں پہنچ کر میں نے اٹھا کر لڑکے ہر پڑ گئے کے

مہارے پیچھے ہے  
آپ کی کوشش ہے جس کا اختتام کہیں  
نہیں ہو گا۔

[illegible]

تو مجھ سے چنانچہ لڑنے کے باعث میں بچار  
گدا بچار ہوا۔ آپا نکدہ مجھے غلاب کرے ہوا۔  
اس کی بات سن کر میں حیرت زدہ ہو گیا کہ تو تم  
میں ہو جانے کے باوجود بھی اس کا کس طرح چار کر میں  
اس سے مل جائے۔ کیا یہ کسی حق بجانب میں حیرت  
سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا مجھے یہاں حیرت زدہ ہو کر  
میں نے خیراتہ میں دیکھ کر کہہ دیا۔

١٢٢٢

[illegible]

لہذا میں تجرت سے اس کا منہ کھینے کی بجائے  
 دیر تک اس کی بیخود ہوا سے کھڑی گزری اس کی کیا کیا  
 کہیں کا دلدادہ بن جائیں نے آفتخ کر دلا دلا کھلا دلائے  
 ہڈی کھڑی تجھ سے دلی کہ کچھ کر میں تجھ کو دیا۔  
 "میں ہر دلی۔"

”تمہیں کبھی عمارتوں کے بارے میں کیا یاد ہے؟“  
 ”جی ہاں۔“

اسی لحاظ سے تاویلیہ اور مجازی تفسیر کے لئے اس کے  
مفہوم پر مبنی غیر مستقیم استدلال کی بھی مستحکم بنیاد ہے کیونکہ  
اس کی تفہیم کے لئے اس کے الفاظ کے معنی کی وضاحت کی ضرورت ہے۔

میں نے ہڈی کے چڑے کی طرف دیکھا تو  
 نے کہیں مجھے اس کا چروکچہ حور دم و کلاں دیا آگیا  
 اہم دعا کے اثرات میں نے محسوس کیے۔

”میں روزی۔ طہریت کہاں ہے۔“  
طہریت کی بات سن کر اس کے چہرے پر غمی  
ماہر ہو گئی۔

”پڑا سپہ کیموں میں کئے کی طرح ہلی گری ہوئی  
سے اسی بات پر بخوش ہوئی ہے کہ اسی امت کا  
... ہو تو اب آج تو اس نے مجھ پر بڑھا اٹھا۔“

مجاگ میں نے یزید کو اٹھتے ہوئے دیکھا جو  
میرے غریبوں پر رحم کرنے لگا۔

اس نے کہا، آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک دکھائی دی  
 کہ اب ہر جانور کو کہہ رہی ہے اس سے پوچھ

**Der Dige**

”خدا کرے تو میں نے چارہ برکت لیا ہے۔“  
اس کے غزالیاں اس کی خیر خواہی سے غافل تھیں۔  
اس کا جواب ہی کھڑی نے اس کو چمکے کہ دیکھا  
اور دیکھی اس کے سر پر کے حجاب پر حیرانہ کیا۔  
”تمہیں کچھ نہیں۔“  
”سمجھ جائیگا اور اس کی طرف سے۔۔۔“ انہماں کر  
وہ ہنسنے لگا اور ہنسنے کوئی کہہ کر ہنسنے لگا۔

اس کے جواب نے میرے دماغ میں ایسی عوا  
 گزری تھی نہ جانے وہ کس عجیب اور جادو کی بات کہہ رہا تھا  
 جانے کہاں مجھے اس کے لہو نے غلغلہ کیا کہ غلغلہ آ رہے تھے  
 اس کے جانے کے بعد دوڑی نے اپنے آئینہ آئینہ پر چمکے اور  
 میری طرف کچھ نہ دیکھا۔

”میں نے اس کو ہاتھ لگا کر دیکھا تو اس نے کہا کہ اس کا نام ہے عظیم“

وہی کہ جس نے اس کی تائید کی ہے اس کی تائید کرتا ہوں۔  
وہی کہ جس نے اس کی مذمت کی ہے اس کی مذمت کرتا ہوں۔  
وہی کہ جس نے اس کی تردید کی ہے اس کی تردید کرتا ہوں۔  
وہی کہ جس نے اس کی تردید کی ہے اس کی تردید کرتا ہوں۔

میری ایک بھینس ہے۔"

نئے کافی صحیح ہونے کے بعد عمر کی بات کا جواب دیا۔

اس کے بدلے میں اعلیٰ درجہ کی خدمتوں کو  
کریسمس کے اگے اور بعد میں چاہیے کہ

سمیت نیا اڑا جانے لگا۔

”میں اپنا ہموں میں سے نہیں ہوں ساقی بہت ہے کہ میں اپنا خیر اتنا توڑ سکیں۔“ اس نے دیکھ کر

203 April 2023

[illegible]

شراب کچھ کہہ کر چلے گا، نوٹ ہڈی کہ جسے کہ  
 حد چلے گی اس کی بجائے کہ شراب میں کیا غصہ  
 دہرے کا کتا ہے ہڈی کچھ دڑے کہ ساتھ دہرے  
 کے جاتے ہی اس کا دماغ کہہ دے کہ یہ ہے کہ  
 ”عجب الپ ایک جمالی تھا۔“ شراب تھا میری  
 ہر بار افگری کی لڑنے پر دہرے آتے تھے کہ اس

دیکھتے ہوئے کہ انہوں نے جو بات کہی۔ اللہ کی ایک بات  
 کے لئے میری دل سے براہِ جو میرے آپ کے کہہ دیں  
 الی کیا فکری میری نے غلطیات بنی جا کہہ ایک

جس کو ملت میں حمد سے کم نہیں تھی، وہ محمد پر اپنا تعلق رکھتا ہے کہتا تھے، عین جیسے کہ اور اہل حقیت میں اہل کی مائیت

پاکستان کے ایک ایسے ملک کی جس سے ہم سب کو  
میں سے جو خون ملا ہے اس کے لئے ہم سب کو

میں نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا۔

میں نے اس کے لئے دعا کی کہ وہ اس کی مرضی سے کام لے۔ اسی میں ہے: اے بھائی

”تم۔۔۔ مجھے صاف کہو۔۔۔ مجھے صاف کہو۔۔۔  
جس پر پانی کی تہاں سے راجھ۔۔۔“ سید نے لی کہ اس کا کچھ

لہذا میں نے ناک کھینچ کر دیکھا اور  
میں نے دیکھا کہ میں نے مجھے چمک کر دیکھا۔

**Das Digest**









اس سے کہ خوف نہ تھی ادا کہ ایک جنگی آگے بڑھا اور  
اس نے مدنی کو اٹھا کر گدھے پر اٹھایا اس نے آگے  
بڑھ کر مدنی کی سی سی کی کہ مدھون نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور  
جنگل کے نیچے زوردار سدا کا اور اس میں نہ پہنچا پر جا کر اندری  
چلتا رہ گیا اور وہ اس کو لے کر جنگل میں گم ہو گیا حال  
مدھون کے کہیں پہنچا یا نہیں نہیں مگر کسی خبر نہ ہو سکتی تھی میں  
خانے میں گم ہوئی کو جانے سے نہ دیکھتا تھا بلکہ میں یہاں  
میں کڑھنے کے پار ہو کر بھی نہ کر سکا کیونکہ اس وقت مجھے  
اپنی جان زیادہ یاد کی تھی وہ جنگل میں نے ہم دونوں کو  
نیزوں کی دھڑ سے ٹکے سے تھرا کر گدھے پر تاکہ ہم  
آگے بڑھنا ضرور کر سکیں۔ مدھون کا سر کھنچا اور  
اس میں میرے لئے ہاتھ خوب تھا یہ داخل اپنے ہی تھا  
جیسے سب اس کی حفاظت میں تھا میں یہاں ہم دونوں  
نے آگے بڑھنا شروع کر دیا اور جنگل کے اندر سے پیچھے پیچھے  
رہت کے اس اندھیرے میں یہ جنگی آگے سے لئے موت  
میں کہ چل رہا ہوں تھے میرا ہاتھ سے چلے ہوئے اس کیلئے  
جنگل میں داخل ہوئے جنگل میں آگے پیچھے پیچھے تھے اس  
کے انہیں میں دشمن شیطانی زیادہ اندھیرا غورہ نہیں  
کر پائی تھی کہ اس ضرور ہو گیا تھا کہ اندھیرے میں چلے  
ہوئے میں نے پہلی نہیں اس میں تو چلے چلے میں کوئی  
دور کر رہی تھی کہ اب نہ جانیں میں کی ہوتی تھی تھا تو اس  
شکل حالت کو کہیں بدلتا تھا یہ میری حالت اس کا مدھون  
سے پہلی تھی۔ آگے کانوں میں خوف و دھمکیوں اور  
حشرات و درختوں کی آوازوں کی گونج ابھی سمجھ نہ سکتے تھے  
بات یہ تھی کہ ان جنگلیوں کی سمجھ کی میں اس اندھیرے  
اور قریب آئے کہ بہت نہیں کہتے تھے جنگل سے  
گزر کر تھما کہ پہل پہل خانے میں داخل ہو گئے یہ میدان  
بھی پہلے تک کافی کیا یہ اس کی اس کی زمین ہی نظر نہ کرتی  
تھی میں میدان کو گھومنے کے لئے اندھیرے جنگل میں ایک کسی  
جگہ لے کر پہلی تھوڑے تھوڑے سے پہلے پر وہی پارہ  
مہر پڑائی تھی پہلی جس میں جنگلیوں نے میں ان میں  
سے ایک جھپٹائی میں سہ پارہ کر تیر کر دیا اور ایک چھوٹی  
کی جھپٹائی تھی کہ اس کے پاس اس کے پاس

[illegible]

”اوجھڑا ہاگ۔۔۔ اگر میں جانتا تو اس وقت  
 ہی ان جیگروں کو رنگ میں پچھا مگر وہی کی کیا کے  
 اوسد خاصوش ہیں اور یہ جنگی ہم کو مری سوزی تک سے  
 جانیں گے۔“

”کیسی منزل۔۔۔ میں غلہ آچکا ہوں۔۔۔ میں نے حج کر لیا۔“

”اور چیراں ملا شہداء کی قبر سے پہنچے۔ اسی  
کے بعد تیری ساری محنت دور ہو جائے گی۔“

اس کی بات ہم میں بھائی کیس کے ملائے گئے  
 عزت میں چاہے کسی کے ساتھ نہ رکھا جائے ہوا کسی جنگی اند  
 داخل ہوا جنگی کے جیسے ایک تہہ کی جو گولی کی  
 تھی اس سے وہ گولی کی تہہ سے سامنے لا کر رکھا  
 اس تہہ میں تھما چاہے تے جو گولی کے تہہ سے  
 جس سفید چاہل اور چاہل کے لور ایک یعنی چاہل کا  
 میں ہر رکھا تھا وہ چاہل میں ایک میں شہد سے میں کو  
 کے چاہل کے تھے۔

وہ بولے: ہمارے پاس دھوکہ کر چلا گیا تھا اور کچھ کر  
ہو اسرار انصاف ہو گیا ہے افسوس تھا ایک بڑی جھوٹ تھی۔

”آہا کھائے۔“ میں نے کھانے کی طرف  
دوڑتے ہوئے اعلان سے کہا۔

میری بات میں کراہ سکنا چاہیے۔  
"ان کو کہا ہے۔"

مکھانے کوئی حجاب نہ دیا اور کھانے میں مشغول ہو گئے۔ چاروں بچے کھانے پر توجہ نہ دے سکتے تھے۔ لیکن یہ عمل ذرا ہی دیر میں ختم ہو گیا۔

دارِ دیگاہ

”تم کہاتے کی طرح نہیں۔“

میراثات میں کدو گزن کیا پھر دوسرے ہی نے  
خود کا سنبھال کر لیا۔

"دو کی آگیا کے ہوسہ علی میر نے کہا اچھا  
چڑکیا ہوا ہے۔"

ان کی باتوں کو نہ سمجھتا کہ جسے کہہ رہا ہے  
کچھ بچہ پڑا جاتا ہے ان کے سامنے کہ جسے اللہ

لو جو کیا تھا کہ وہ جو ظفر آج ہے وہ اس سے لطف ہے وہ کیا  
 ہے اس کی غنیمت کے کیا اس میں آنے والا دلت علی

بھی ہو گئی کہ انھیں کہیں غلطیوں نے اس کو اپنی جہوں کی

وہ خدا کا بانی کر چکے تھے۔ خود کی ہی طاعتی ہونے کی قیامت  
جو یہاں کر ٹیسٹ کیا گئی تھی وہ کیا اعلان و پکار کے ساتھ

تہ میں کیا ہٹ کی؟ یا ملائی خود میں کیا ہٹ جمہوری کے

یہی ہے کہ اگرچہ اس کا ایک ہی نام ہے مگر اس کا ایک ہی نام ہے۔

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔

پھر کہ جس طرح اس کی طرف سے ہر ایک کو اپنا کام دیا گیا ہے

[illegible]

میں نے انھیں کھول کر دیکھا تو وہ بڑا خوش تھا۔

لکھنؤ کے نزدیک پہنچا تو یہ دیکھ کر حیرت منگ گیا کہ وہ یہ

میں نے جرات و خوف سے چٹائی پھینک دی۔

اس کا کیا جسم غم و ہمت تھا صرف میرے والے جگمگاتے اور جلاور

211 April 2023

[illegible][illegible]

مٹانے ہی کو کہیں جا کیا تو دوسرے ہی لمحے میں  
 رکر پیچے بہت گیا اسل کی دھانی میں اس کا چہرہ بدلے۔  
 دناں کا مضمون پورا تھا یہ لکنا تھا کہ اس کے چہرے کا  
 لہو تھک جاتا تھا۔ بل کہ یہاں پر سے کہیں کوئی بھی جلی  
 کوئی مضمون نہ تھا۔ جس پر میری نظر اس کے ہاتھوں پر  
 اس کے ہاتھ مجھے ملے جوئے نظر آئے۔ میں اڑ کر پیچھے  
 سے گیا تو یہ میری نظر نہ لے کر گئے۔ عذرا میری صاحب

کر دیتے تھے۔ لیکن جب اس کی آنکھیں بال سرخ ہوئی تھیں  
یوں لگا تھا کہ وہ چہرے پہونے باب گھول کے کڑھوں  
میں دھوئیں جلتا دھواں چاہے خوشامیاد نظر تھا۔ میں نے  
دلوں پر آنکھیں نہ کر لیں ساتھ ہی میرے دل سے خوشامیاد  
چلنے لگے۔

"کاجے۔۔۔ کاجے۔۔۔" جی رہا ہے۔۔۔ میرے کانوں  
سے جھونکنا آواز نکلتی۔

لب میں نے رکھا تو دھواں کا چہرہ بالکل ٹھیک تھا  
زندگی سے میری زندگی جیسا کہ وہ نئی مضبوط شہریت ہو  
خوف سے اس کی طرف دیکھ کر چاہتا تھا کہ میری فکر روزی  
کے چہرے پر پڑی لب اس کی آنکھیں ہلکی کھڑے  
دستور دینے کی ایک سب سے میری فکر میری کیا میری  
آنکھیں کھولیں۔

"میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔  
میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔

"لیتے پکڑ رہا ہے کیا۔۔۔"  
اس کی بات سن کر وہ بھی اس کی بات سن کر گیا۔

میں پاگل نہ بن گیا۔  
میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا

جسم ہوا تھا۔  
پلٹے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے

چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لئے  
تو میرے دل میں اس کا چہرہ مسکایا گیا۔

"میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔  
میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

پلٹے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے  
چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لئے

تو میرے دل میں اس کا چہرہ مسکایا گیا۔  
میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

"میں نے۔۔۔ لٹکا کوئی غلطی نہ کر رہا تھا۔  
پہلی کارنگ ہو۔۔۔ اس نے بھیجیدگی سے کہا۔  
"میں نے۔۔۔"

"نہیں دیکھنا چاہیے۔۔۔ کوئی چہرہ نہ کر۔۔۔"  
وہ بھی لے کر دے سوں کے گھر گیا۔

دیکھا کہ جو بڑی کا دروازہ کھلا لیکر باہر گئی اس کا  
ہوا وہ بھی ان دھواں سے بہتر معلوم ہوتا تھا کہ وہ  
پہلی طرح سے تنگ دھواں نہیں تھا اس کا جسم بھی چھوٹی  
کھل سے لپٹ ہوا تھا۔ وہ گئے میں سفید رنگ کی مٹا سہو  
جی جو کہ کھڑی ہوئی کی جی اس جی کی آنکھیں بال سرخ  
تھیں یوں لگا تھا کہ جیسے کہ اس میں خون اتر آیا ہو۔ اس  
جی کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا بھی تھا۔ وہ چہرہ لکھ  
ہادی چاہتے تھے۔ وہ دیکھ کر اس کے احوال سے بھیجیدگی  
سے بڑھا۔

"تو۔۔۔ کوئی۔۔۔ کوئی۔۔۔ کوئی۔۔۔"  
اس کی زبان تو میرے لیے ہی نہیں پڑی تھی

دھواں کی اس کی بات سن کر جبکہ پڑا ہوا۔  
"پہچان۔۔۔ سو کوئی۔۔۔"

دھواں کو اس کی زبان پر پڑا دیکھ کر میں تیرے سے  
ان کا نہ سمجھ سکے۔

میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔  
میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

پلٹے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے  
چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لئے

تو میرے دل میں اس کا چہرہ مسکایا گیا۔  
میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

پلٹے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے  
چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لئے

تو میرے دل میں اس کا چہرہ مسکایا گیا۔  
میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

کھڑی میں نہیں آتا تھا میں گیا دیکھتا تھا۔ مازی  
چاہیے۔۔۔"

میرے خواب پر وہ چمک گیا اور مجھے یوں دیکھتے  
لگا کہ جیسے کہ میں نے کوئی غلطی کر دی ہو۔۔۔"

وہ بھی لے کر دے سوں کے گھر گیا۔  
دیکھا کہ جو بڑی کا دروازہ کھلا لیکر باہر گئی اس کا  
ہوا وہ بھی ان دھواں سے بہتر معلوم ہوتا تھا کہ وہ  
پہلی طرح سے تنگ دھواں نہیں تھا اس کا جسم بھی چھوٹی  
کھل سے لپٹ ہوا تھا۔ وہ گئے میں سفید رنگ کی مٹا سہو  
جی جو کہ کھڑی ہوئی کی جی اس جی کی آنکھیں بال سرخ  
تھیں یوں لگا تھا کہ جیسے کہ اس میں خون اتر آیا ہو۔ اس  
جی کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا بھی تھا۔ وہ چہرہ لکھ  
ہادی چاہتے تھے۔ وہ دیکھ کر اس کے احوال سے بھیجیدگی  
سے بڑھا۔

"تو۔۔۔ کوئی۔۔۔ کوئی۔۔۔ کوئی۔۔۔"  
اس کی زبان تو میرے لیے ہی نہیں پڑی تھی

دھواں کی اس کی بات سن کر جبکہ پڑا ہوا۔  
"پہچان۔۔۔ سو کوئی۔۔۔"

دھواں کو اس کی زبان پر پڑا دیکھ کر میں تیرے سے  
ان کا نہ سمجھ سکے۔

میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔  
میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

پلٹے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے  
چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لئے

تو میرے دل میں اس کا چہرہ مسکایا گیا۔  
میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

پلٹے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے  
چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لئے

تو میرے دل میں اس کا چہرہ مسکایا گیا۔  
میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

"میں نے۔۔۔ لٹکا کوئی غلطی نہ کر رہا تھا۔  
پہلی کارنگ ہو۔۔۔ اس نے بھیجیدگی سے کہا۔  
"میں نے۔۔۔"

"نہیں دیکھنا چاہیے۔۔۔ کوئی چہرہ نہ کر۔۔۔"  
وہ بھی لے کر دے سوں کے گھر گیا۔

دیکھا کہ جو بڑی کا دروازہ کھلا لیکر باہر گئی اس کا  
ہوا وہ بھی ان دھواں سے بہتر معلوم ہوتا تھا کہ وہ  
پہلی طرح سے تنگ دھواں نہیں تھا اس کا جسم بھی چھوٹی  
کھل سے لپٹ ہوا تھا۔ وہ گئے میں سفید رنگ کی مٹا سہو  
جی جو کہ کھڑی ہوئی کی جی اس جی کی آنکھیں بال سرخ  
تھیں یوں لگا تھا کہ جیسے کہ اس میں خون اتر آیا ہو۔ اس  
جی کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا بھی تھا۔ وہ چہرہ لکھ  
ہادی چاہتے تھے۔ وہ دیکھ کر اس کے احوال سے بھیجیدگی  
سے بڑھا۔

"تو۔۔۔ کوئی۔۔۔ کوئی۔۔۔ کوئی۔۔۔"  
اس کی زبان تو میرے لیے ہی نہیں پڑی تھی

دھواں کی اس کی بات سن کر جبکہ پڑا ہوا۔  
"پہچان۔۔۔ سو کوئی۔۔۔"

دھواں کو اس کی زبان پر پڑا دیکھ کر میں تیرے سے  
ان کا نہ سمجھ سکے۔

میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔  
میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

پلٹے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے  
چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لئے

تو میرے دل میں اس کا چہرہ مسکایا گیا۔  
میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔

پلٹے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے  
چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لئے

تو میرے دل میں اس کا چہرہ مسکایا گیا۔  
میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے کھالیا۔

میں نے۔۔۔ خود مجھے مر رہا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا  
جسم ہوا تھا۔



















ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔۔۔ اچانک گڑگڑاہٹ کی آواز  
اُبھری شاید زلزلہ آ رہا تھا۔۔۔

میں تیزی سے باہر کی جانب بھاگ باہر آیا تو یہ  
دیکھا کہ مندر میں آگ لگ چکی ہے۔ اچانک میرے  
کانوں نے متعدد چیخوں کی آواز سنی پھر میں نے باہر جان  
کو دیکھا جو کہ بری طرح سے جلا رہا تھا آگ نے اس  
کے جسم کو کھلسا دیا تھا۔ پھر میری نظر ان متعدد جنگیوں پر  
پڑی وہ بھی سوکھے پتوں کی طرح جل رہے تھے ہتھ  
قسم کی غیر انسانی مخلوقات میں آگ لگی ہوئی تھی۔  
تاریک وادی کے سارے اسرار اس مندر سے واپس  
تھے مندر کو آگ لگ چکی تھی۔ سارے اسرار بھی ختم  
اچانک مجھے جھٹکا لگا اور پھر میں اچھل کر پتھر سے  
نکرایا۔۔۔ پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔

ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو سمندر کے ساحل  
پر پایا میرے نزدیک روزی بے ہوش پڑی تھی روزی کو کچھ  
نکر میں خوشی سے بے قرار ہو گیا تاریک وادی کا ظلم ختم  
ہوتے ہی وہ بھی آزاد ہو گئی تھی۔ وہ بہت زیادہ کمزور محسوس  
ہو رہی تھی۔

روزی ہوش میں آتے ہی مجھ سے پٹ گئی تھی ان  
کے بیان کے مطابق جنگیوں کے دہانے ان کو اپنی بیوی  
بٹالیا تھا اس کو اس کے سامنے ناچنا پڑتا تھا۔ غرض اس پر  
بہت زیادہ ظلم ہوئے تھے۔ تاریک وادی کی نیکی زمین اب  
سیاہ ہو چکی تھی سارا ظلم ختم ہو چکا تھا۔

قصہ مختصر ایک ماہ کے بعد ہمیں ایک جہاز کی  
صورت نظر آئی تھی وہ ایک برٹش جہاز تھا ایک ماہ کے  
دوران ہم نے جنگی پیلوں پر گزارہ کیا تھا۔ جہاز والوں  
نے ہم پر ترس کھا کر پناہ دی ہماری کہانی ان کے لئے کافی  
حیرت انگیز تھی۔

شہر آ کر میں نے روزی سے شادی کر لی اس کا  
اسلامی نام اب ناکہ ہے ان واقعات کو بہت عرصہ گزر چکا  
ہے جب بھی یاد آتے ہیں میں اپنے جسم کی لرزشوں پر قابو  
نہیں رکھ پاتا ہوں۔

ختم شد

صاف کرتے ہوئے کہا میرا لہجہ پر عزم تھا۔  
میری بات سن کر اس کے چہرے پر غصہ در آیا اور  
آنکھوں سے حقارت ناپنے لگی تھی۔  
”اب میں تمہیں جان سے ماروں گا۔ اپنے متری  
نکئی کے لئے چاہے مجھے ہزاروں ورش اور ہی کیوں پر نیکشا  
کرنی پڑے۔“

انتا کہہ کر اس نے میرا گلہ پکڑ لیا اور مجھے زور وار  
دھکا دیا میرا سر راجھماری کے تابوت سے ٹکرایا اور خون کی  
لکیر میرے سر سے بہہ نکلی اور میرا خون راجھماری کی مورتی  
پر جا کر مادھون میری جانب اس نے بھرپور لات میرے  
پیٹ پر ماری اور میں گر پڑا اور پھر میرے سینے پر سوار ہو گیا  
اور میرا گلہ دبانے لگا۔ میں اس کا مقابلہ کر ہی نہیں پا رہا تھا۔  
اسی لمحے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے میں نے اس دن پہلی  
بار اللہ کو سچے دل سے یاد کیا۔

”اے میرے رب اے رحمن اے رحیم میری مدد  
فرما میں اس کافر مردود کے ہاتھوں گم نامی کی موت نہیں مرنا  
چاہتا۔“

میرے دل سے یہ لفظ نکلے ہی تھے کہ اچانک  
ایک سرگوشی میں نے سنی جو کہ بہت ہی نرم تھی وہ آواز کسی  
لڑکی تھی۔

”ماہوی کفر ہے گناہ ہے۔۔۔ تم نے اس رب کو  
سچے دل سے پکارا ہے وہ تم کو بھی مایوس نہیں کرے گا۔ اپنی  
جیب دیکھو۔“

ماہون میرا گلہ دبا رہا تھا میرا سانس رکنے لگا تھا اسی  
لمحے میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا میری جیب سے جو باہر آیا  
وہ ایک خنجر تھا جو کہ سفید تھا میں نے پوری قوت سے اس خنجر کو  
اس کے سینے کے پار کر دیا خنجر کے پار ہوتے ہی ایک  
دلخراش چیخ برآمد ہوئی تھی اس کے حلق سے۔ وہ سینہ بکڑ کر  
پچھے ہٹا چلا گیا اچانک میری نظر راجھماری پر پڑی سونے  
کی میدنی انسانی شکل میں آ چکی تھی۔ راجھماری کا حسن  
واقعی قابل دید تھا اس کی دل موہ لینے والی خوبصورتی میں نے  
پہلے بھی نہیں دیکھی تھی۔

ماہون کے جسم میں آگ لگ چکی تھی وہ جلاتا ہوا

# (روایت) رمضان جا مہینہ سب پتے ہیں

رمضان کی اسلامی تاریخ تو ہماری سب کا نور و زاد و گوشت و پوست ہے  
 اور اس مہینہ کی روایتیں ہمیشہ نیا اور اچھی طرح سمجھنے کا جذبہ  
 رکھتی ہیں اور ہرگز فراموش نہیں ہونے والی ہیں۔ سب پتے ہیں

